وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م (سورۃ التوبۃ ۹ : ۷۱)

باہمی ربط و تعلقات اور دوستی پر سیرتِ طیبہ کا ایک معطر جھونکا

دوستی کا نبوی سلیقہ
علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں قابلِ رشک دوستی کے زرّیں اُصول

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر عباس

اسکالر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

تقدیم: پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

رفیق اعزازی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ہندوستان

زاویہ پبلشرز
C-8 داتا دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے محسن، میرے ہمدرد

برادر مکرم نجابت علی تارڑ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تسلیم بصد تعظیم کے بعد گزارش خدمت ہے کہ ۳۰ اپریل ۲۰۱۷ء سنیچر کی صبح آپ کی ٹیلی فون کال فرحت بخش دل زار ہوئی۔ اس یاد آوری، اس ہمدردی کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں۔ حسب فرمائش ''دوستی کا نبوی سلیقہ'' کا پروف آپ کے ملاحظہ کیلئے ارسال خدمت ہے۔ پروف ریڈنگ پہلے ہی مکمل ہو چکی ہے اور تمام حوالہ جات ابواب کے آخر میں منتقل ہو چکے ہیں۔ سافٹ کاپی آپ کو ای میل کر دی گئی ہے۔ شکر گزار ہوں کہ آپ کے دامن کتاب پروری میں یہ کتاب بھی سما گئی ہے اور آپ نے اسے اپنی روایات کے مطابق شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔ میں تو یہی کہوں گا:

؎ آپ جیسے ہوں جب حبیب اپنے

کیوں نہ اچھے ہوں پھر نصیب اپنے

کتاب سازی کے میدان میں آپ کی لیاقت اور حسن کارگزاری کو میں مانتا ہوں۔ الحمد للہ زاویہ پبلشرز لاہور کی تمام مطبوعات اپنے موضوع اور حسن طباعت کی خوبیوں کے حوالے سے قابل تعریف ہیں۔ اس امر کا مژدہ بھی آپ کو سناتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اور آپ جیسے دوستوں اور قدر دانوں کی توجہ سے یہ نیاز مند درگاہ، شبانہ روز محنت کر کے سیرت پاک کے منفرد پہلوؤں کی تصنیف وتالیف کا دلنشیں سفر ''زاویہ پبلشرز'' کے پلیٹ فارم سے ہی جاری رکھے گا۔ ان شاء اللہ!

آپ کی ہمت افزائی کا ایک بار پھر شکریہ۔ اُمید کرتا ہوں کہ آپ کو خوشی کی گھڑی میں یہ عریضہ اور پروف ملے گا۔

آپ کا نہایت مرہون احسان

تفسیر عباس

۳ مئی ۲۰۱۷ء

Marfat.com

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م (سورۃ التوبۃ ۹ : ۷۱)

باہمی ربط و تعلقات اور دوستی پر سیرتِ طیبہ کا ایک معطر جھونکا

دوستی کا نبوی سلیقہ
علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

اُسوہ حسنہ کی روشنی میں قابلِ رشک دوستی کے زرّیں اُصول

تالیف:

تفسیر عباس

پی ایچ ڈی اسکالر نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

تقدیم:

پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

رفیق اعزازی 'دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ' ہندوستان

DATA ENTERED

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2017

باراول.................1000

ہدیہ..................550

ناشر.............نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز

شوروم ظہور ہوٹل دکان نمبر 2
8-C داتا دربار مارکیٹ لاہور
Voice:042-37300642 - 042-37112954
Mobile:0300-4505466(Zong)
E-mail:zaviapublishers@gmail.com
Website:www.zaviapublishers.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی	021-32212011
صبح نور پبلی کیشنز بالمقابل القمر ہاسٹل، بھیرہ شریف	048-6690418
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ دارالقرآن' النساء روڈ' چشتیاں	0300-7548819
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک' راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن' کمیٹی چوک' راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ' حیدرآباد	022-2780547
نورانی ورائٹی ہاؤس' بلاک نمبر 4' ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید، چوک چٹی قبر، پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ کوتوالی روڈ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ عطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز، پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ چشتیہ رضویہ مین روڈ خانقاہ ڈوگراں	0308-4551988

Marfat.com

انتساب

مربئ اعظم، نورِ سرمدی، فخرِ انسانیت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذاتِ گرامی کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست عناوین

❁	تقدیم (پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی)	13
❁	حدیثِ دل (بریگیڈیئر ڈاکٹر فضل ربی)	16
❁	کلماتِ نور (ڈاکٹر نور حیات خان)	19
❁	عرضِ مؤلف	21
❁	اسلوبِ تحقیق ونگارش	26
	باب اول	31
	دوستی کا مفہوم، اہمیت، حدود اور شرائط	31
❁	دوستی کا وسیع مفہوم	33
❁	دوستی کی اہمیت	41
❁	اچھے دوست کی ضرورت	49
❁	تعمیر شخصیت میں دوستوں کا کردار	50
❁	دوستی کے حقوق	59
❁	دوستی کی حدود	68
❁	محبت اور نفرت میں اعتدال	73

Marfat.com

❁	دوستی کی شرائط	77
❁	دوستی کا معیار	82
❁	حوالہ جات (باب اوّل)	84
	باب دوّم	93
	دوستی کا تصور اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں	93
❁	دوستوں کی اقسام	95
❁	پسندیدہ دوست کی علامات	97
❁	ناپسندیدہ دوست کی علامات	117
❁	دوست کے انتخاب کا معیار	144
❁	دوست کا انتخاب اور پہلا تاثر	148
❁	دوستی سے قبل آزمائش	151
❁	مثبت دوستی کا انجام	156
❁	منفی دوستی کا انجام	160
❁	حوالہ جات (باب دوّم)	167
	باب سوّم:	179
	دوستی کے آداب اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں	179
❁	(ا) اوّلین مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا	182

Marfat.com

❁	(۲) محبت و مودت کے جذبات کا صریح اظہار	184
❁	(۳) سلام، مصافحہ اور معانقہ کا التزام واہتمام	187
❁	(۴) دوست کی زیارت اور ملاقات	192
❁	(۵) دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا	198
❁	(۶) قلب وجان سے دوست کی ہمت افزائی	203
❁	(۷) دوست سے ہر ممکن تعاون	206
❁	(۸) زُہد واستغنا اور سیر چشمی	211
❁	(۹) خندہ پیشانی اور دلنواز مسکراہٹ	214
❁	(۱۰) بردباری، نرمی اور متحمل مزاجی	216
❁	(۱۱) محبتوں اور اُلفتوں کا تبادلہ	219
❁	(۱۲) دوست کے رازوں کی حفاظت	223
❁	(۱۳) تحائف کا لین دین، محبت کا ایک لطیف پیغام	228
❁	(۱۴) دوست کی خیر خواہی	233
❁	(۱۵) بیمار دوست کی چاہتوں بھری عیادت	238
❁	(۱۶) مصائب میں دل کی گہرائی سے تعزیت کرنا	241
❁	(۱۷) دوست کے ساتھ تواضع وانکسار	245
❁	(۱۸) باہمی اعتماد اور بھروسے کا تبادلہ	249

Marfat.com

❁	(۱۹)دوست سے حسن ظن	254
❁	(۲۰)دوست کو پسندیدہ نام سے پکارنا	257
❁	(۲۱)محتاط انداز میں دوست کی تائید وحمایت	259
❁	(۲۲)عذر قبول کرنااور چشم پوشی	261
❁	(۲۳)اصلاح نفس اور اصلاح دوست	266
❁	(۲۴)دوست کی فرحت وشادمانی کا سامان کرنا	268
❁	(۲۵)مشکلات ومصائب میں مضبوط پناہ گاہ	272
❁	(۲۶)دوست کی تکریم وتعظیم	279
❁	(۲۷)دوست کے لئے ایثار وفداکاری	284
❁	(۲۸)دوست کے لئے مفید مشاورت اور حکیمانہ نصیحتیں	291
❁	(۲۹)دوست کے لئے پرخلوص دُعائیں	299
❁	(۳۰)دوست کی سچی قدردانی اور تحسین	303
❁	(۳۱)برائی کا جواب احسان	309
❁	(۳۲)دوست کی پس پشت پاسداری	315
❁	(۳۳)شیریں کلامی اور حسن سیرت	317
❁	(۳۴)دوستی میں ثابت قدمی	324
❁	(۳۵)مشترکہ امور میں عدل وانصاف	325

Marfat.com

۞	(۳۶) کلام دوست اور حسن سماعت	327
۞	(۳۷) دوست کے جذبات واحساسات کا احترام	333
۞	(۳۸) جاذبِ دل سراپا اور خوش ذوقی	334
۞	(۳۹) پردہ پوشی اور ذکر رفتگان	336
۞	حوالہ جات (باب سوم)	341
	باب چہارم:	367
	دوستی کے موانع اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں	367
۞	(۱) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اعراض	369
۞	(۲) چاپلوسی، چرب زبانی اور دورُخا پن	372
۞	(۳) امانت میں خیانت	374
۞	(۴) آدابِ ملاقات کا خیال نہ رکھنا	376
۞	(۵) لڑائی جھگڑا اور بحث وتکرار	378
۞	(۶) غیبت اور بہتان تراشی	381
۞	(۷) دوست فراموشی اور قطع تعلقی	383
۞	(۸) دوست سے دشمنی اور دشمن سے دوستی	388
۞	(۹) تکلف اور تصنع پسندی	389

Marfat.com

❁	(۱۰) شماتت اور کینہ پروری	390
❁	(۱۱) انانیت، ضد اور خود پسندی	392
❁	(۱۲) اذیت اور نازیبا ہنسی مذاق	393
❁	حوالہ جات (باب چہارم)	401
	باب پنجم:	407
	نیک و بد صحبت کے اثرات اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں	407
❁	صحبت کی تاثیر اور اس کی اہمیت	409
❁	نیک دوستوں کی صحبت کے فوائد و ثمرات	415
❁	برے دوستوں کی صحبت کے نقصانات	431
❁	برے دوستوں سے علیحدگی کی دعائیں	449
❁	آخری بات	451
❁	حوالہ جات (باب پنجم)	455
❁	مصادر و مراجع	463

❁❁❁

Marfat.com

تقدیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم محمدن الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

ہمارے سیرت نگاروں نے شہنشاہ کونین ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک اُسوہ و عمل کو محفوظ رکھا اور اس پر کتابیں لکھیں جو ان کا بڑا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ اُردو میں اس سلسلے کا آغاز علامہ شبلی نعمانی ؒ (۱۸۵۷-۱۹۱۴ء) اور ان کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندوی ؒ (۱۸۸۴-۱۹۵۳ء) سے ہوا۔ علامہ شبلی ؒ تو اس سلسلہ کو وسعت دے کر ایک سیرت اکیڈمی قائم کرنے کے آرزومند تھے۔ سیرت اکیڈمی اگرچہ وہ قائم نہ کر سکے تاہم سیرۃ النبی ﷺ جیسی شاہکار کتاب لکھ کر میدان سیرت نگاری میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ ان کی سیرۃ النبی ﷺ کے بارے میں محققین کا خیال ہے کہ اُردو و فارسی کیا خود عربی میں بھی اس معیار کی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کے بعد اُردو میں بھی یہ مبارک سلسلہ دراز تر ہوتا گیا اور آج اس موضوع پر مختلف عناوین کے تحت ہزاروں کتابیں معرض وجود میں آچکی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

؎ زچشم آستیں بردار و گوہر را تماشا کن

ہمارے فاضل دوست تفسیر عباس کا رہوار قلم میدان سیرت میں بڑا سبک خرام ہے۔ اس خوش قسمتی پر وہ جس قدر نازاں ہوں کم ہے، ہم انہیں مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ اس مبارک سلسلہ میں جگہ پا جانا فخر و سعادت کی بات ہے۔ چہ جائے کہ وہ اس میدان میں مستقل سرگرم عمل ہیں اور داد تحقیق دے رہے ہیں، اس سے قبل انہوں نے سیرت ہی کے موضوع پر دو اہم، ضخیم اور معرکۃ الآرا کتابیں ”درس گاہ صُفہ کا نظام تعلیم و تربیت“ اور ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و استقامت“ سپرد قلم کیں اور انتہائی تحقیق و تدقیق کے ساتھ یہ کارنامے انجام

Marfat.com

دئیے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے موضوع کے ساتھ انصاف کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے ان کی تصنیفات کو سراہا اور قابل تحسین و ستائش قرار دیتے ہوئے سال ۲۰۱۵ء میں صدارتی ایواڑ سے نوازا اور سال ۲۰۱۶ء میں بیت الحکمت لاہور کی جانب سے سیرت ایوارڈ سے سرفراز ہوئے۔

''دوستی کا نبوی سلیقہ'' تفسیر عباس کی تازہ پیش کش ہے۔ یہ ایک منفرد اور اچھوتا موضوع ہے، سیرت کے اس گوشہ کو منور کرنے کی سعادت انہوں نے پائی ہے اور قرآن وحدیث اور تاریخ و سیر کے وسیع مطالعہ و تحقیق کے بعد انہوں نے یہ کتاب سپرد قلم کی ہے۔ اس قدر عمدہ اور معیاری کتاب لکھ کر انہوں نے اُردو زبان و ادب میں ایک گراں قدر اضافہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔

رشتۂ دوستی کی اصلاح و تدوین کے لئے اسلام نے جو اصول و قواعد پیش کئے ہیں ان کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی اور اس باب میں دین فطرت کو بالکل منفرد اور لاثانی حیثیت حاصل ہے کہ دوستی کے اخلاقیات سے متعلق اس کے وضع کردہ ضابطے انسان کو اس حد تک پاکیزہ سیرت اور بلند کردار بنا دیتے ہیں جن کا عشر عشیر بھی دوسرے ادیان و مذاہب کی تعلیمات سے ممکن نہیں۔ اچھا دوست مل جائے تو زندگی کے دن خوش گوار ہو جاتے ہیں اور دل کو تسکین سی مل جاتی ہے۔ لیکن دوستیاں اوپر سے نازل نہیں ہوتیں۔ ان کو ویسے ہی بنانا اور سنوارنا پڑتا ہے جس طرح ہم پودے لگاتے ہیں، ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور سنوارتے ہیں۔ دوسری مہارتوں کی طرح دوست بنانے کی مہارت بھی سیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے بھی اصول اور قاعدے ہیں۔

فاضل مصنف نے دوستی کے اسی اسلامی معیار کو تفصیل کے ساتھ پیش کر کے نوجوانوں کے لئے ایک چمکتی ہوئی راہ کھول دی ہے۔ انہوں نے اپنی اس محققانہ کتاب میں چمن چمن اور کیاری کیاری کے پھول اکٹھے کر کے بڑا رنگین اور مہکتا گلدستہ تیار کیا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ دوستی کا پاکیزہ رشتہ بداخلاقی اور بدکاری کی نجاستوں سے آلودہ ہو رہا ہے، موصوف نے نبوی اخلاق کے پھولوں سے مشام جاں کو معطر کر دیا ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ

Marfat.com

تمام اخلاقی احادیث جمع کردی ہیں جو دوستی اور محبت کے اصول وقواعد پر مشتمل ہیں۔ پانچ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں دوستی اور باہمی ربط وتعلقات کے تقریباً تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔اس کے ابواب درج ذیل ہیں:

باب اول: دوستی کا مفہوم، اہمیت، حدود اور شرائط

باب دوم: دوستی کا تصور اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

باب سوم: دوستی کے آداب اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

باب چہارم: دوستی کے موانع اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

باب پنجم: نیک وبد صحبت کے اثرات اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

وقت کی یہ ایک بڑی اہم ضرورت تھی، مذکورہ ابواب کے ضمن میں دوستی کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جس پر لائق مصنف نے توجہ نہ کی ہو اور یہ تمام مباحث اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ کی سرشاریٔ عشق نبوی میں اضافہ فرمائے اور سیرت نبوی کی مزید خدمت کی توفیق بخشے۔

تفسیر عباس کا اندازِ تحقیق وتصنیف بلند اور اسلوب نگارش شستہ وشگفتہ ہے، سیرت کونین کے ذکر نے رعنائی بیان میں حسن وجاذبیت پیدا کردی ہے چنانچہ اس منفرد موضوع پر انہوں نے معیار ووقار کا بڑا خیال رکھا ہے اور مآخذ ومصادر اور حوالہ جات کا خصوصی التزام کیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے جس کا حوالہ نہ دیا ہو۔ میں اس کے مطالعہ سے بے حد متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور دین ودنیا کی سعادت سے بہرہ ور کرے اور اس کتاب کو قبولیت عام عطا فرمائے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی (ماہر شبلیات)

رفیق اعزازی دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ہندوستان

۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء

azmi408@gmail.com

Marfat.com

حدیث دل

دین اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تمام ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے زندگی کے تمام شعبوں کے لئے اصول اور قوانین بنائے ہیں ۔ اسی طرح انفرادی، خاندانی اور سماجی زندگی کے ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین راہ عمل پیش کی ہے ۔ انسان کی اجتماعی زندگی کی ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت اس کا دوسرے انسانوں سے تعلقات قائم کرنا ہے ۔ جب انسان اپنے ارد گرد رہنے والے انسانوں سے تعلقات قائم کرتا ہے تو یقیناً اس کا کسی نہ کسی کے ساتھ گہرا رابطہ قائم ہو جاتا ہے، اسی قربت اور گہرے رابطے کو معاشرے میں "دوستی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ تو گویا دوستی انسان کی معاشرتی زندگی کی اہم ضروریات میں سے ایک ہے جس کے اثرات سے انکار ممکن نہیں ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((المرء علیٰ دین خلیله فلینظر احدکم الی من یخالل))

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۳۳)

"ہر شخص اپنے دوست کی عادات و اطوار اپناتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے ۔"

نیک دوست دین اور دنیا کے لئے ہر لحاظ سے نفع بخش ہے ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المؤمن ان ما شیته نفعك وان شاورته نفعك وان شارکته نفعك وکل شیء من امره منفعة))

(حلیۃ الاولیاء، ج ۸، ص ۱۲۹)

"مومن کے پاس اگر تو چل کر جائے تو وہ تجھے نفع دے گا، اگر تو اس سے مشورہ

Marfat.com

کرے گا تو وہ تجھے نفع دے گا، اگر تو اس سے شراکت کرے گا تو وہ تجھے نفع دے گا، حتیٰ کہ اس کے ہر کام میں نفع ہی نفع ہے۔"

ہمارے معاشرے میں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ نوجوان اپنی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے والوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کا اچھی طرح جائزہ نہیں لیتے اور پھر ان کی یہ بے توجہی ان کو حقیقی راستے سے دور تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ نوجوانوں کی اپنے دوستوں کی طرف فطری کشش اور جاذبیت سے بالکل صَرفِ نظر نہ کیا جائے بلکہ ان کو دوستی کی حدود و قیود، شرائط و آداب سے بھی واقف کر دیا جائے تا کہ وہ غیر صالح اور ناپسندیدہ عناصر کے اثر و نفوذ سے محفوظ رہ سکیں اور ان کی شخصیت کی بے عیب پرورش ہو سکے۔ لہٰذا دین اسلام نے اس رشتہ اور تعلق کے حوالے سے بھی انسانوں اور خاص طور پر مسلمانوں کی بخوبی رہنمائی کرتے ہوئے ان کے لئے مشعل راہ کا اہتمام کیا ہے۔

عزیزم تفسیر عباس پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ اس ذات عالیہ نے موصوف کو سرورِ دوعالم ﷺ کی سیرت طیبہ کے گوناگوں پہلوؤں پر تحقیقی کتابیں لکھنے کی سعادت بخشی۔ سیرت نگاری کے باب میں اس سے قبل ان کی دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن پر انہیں حکومت پاکستان کی جانب سے صداراتی ایوارڈ اور بیت الحکمت لائبریری کی جانب سے سیرت ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔ "دوستی کا نبوی سلیقہ" اپنے موضوع کے حوالے سے اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ بلاشبہ قابل رشک دوستی زندگی کا بہترین سرمایہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((من اراد الله به خيرا رزقه خليلا صالحا ان نسى ذكره وان ذكر اعانه)) (مکارم الاخلاق، ص ۲۲۵)

"جس کے لئے اللہ تعالیٰ خیر چاہتا ہے اسے نیک دوست عنایت کرتا ہے۔ اگر بھول جائے تو اسے اس کا دوست یاد دلاتا ہے اور اگر یاد آجائے تو اس کی مدد کرتا ہے۔"

Marfat.com

اس نفیس کتاب میں مؤلف نے جس لگن اور شبانہ روز محنت سے سیرت نگاری کا یہ فریضہ سرانجام دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بلاشبہ دوستی کے ان پاکیزہ اصولوں کو اپنا کر ہماری نوجوان نسل دنیا والوں کی آنکھ کا تارا بن سکتی ہے۔ ہر مسلم نوجوان نہ صرف خود اس کتاب کو پڑھے، بلکہ اپنے احباب اور حلقۂ اثر تک اسے پہنچائے۔ اصحاب حیثیت اسے خرید کر تقسیم کریں اور معلمین بھی اس سے استفادہ کریں اور اپنے طلباء کو بھی اس کے مطالعے کی تلقین کریں۔ اس لئے کہ یہ کتاب ایک آئینہ ہے جسے دیکھ کر اپنے کردار و عمل کی اصلاح کی جا سکتی ہے، ایک نسخہ شفا ہے جس سے روحانی بیماریاں دور کی جا سکتی ہیں اور ایک قندیل ربانی ہے جس سے شاہراہ دوستی کو منور کیا جا سکتا ہے، نیز ان اصولوں کو اپنا کر دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور محبتیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کے رشحات قلم کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مسلمانوں کے لئے نفع رساں بنائے۔ آمین یارب العالمین!

بریگیڈیئر (ر) پروفیسر ڈاکٹر فضل ربی
چیف ایسوسی ایٹ اکیڈمکس، فاؤنڈیشن یونیورسٹی اسلام آباد
۲۰۳، سیکٹر بی، عسکری ۱۴، راولپنڈی
051-5151437 (208)

موسم بہار، ۲۱ مارچ ۲۰۱۷ء

Marfat.com

کلماتِ نور

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیکر انس و محبت بنایا ہے۔ دنیا میں اس کیلئے کچھ خونی رشتے ہیں اور کچھ قلبی، قلبی رشتوں میں ایک عظیم رشتہ دوستی کا ہے۔ دوستی اور محبت کو اسلام میں جو بلند مقام حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اور اسلام کے آنے کا بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے اخلاق کی اصلاح کی جائے، بھائی چارہ اور دوستی کی گرہیں مضبوط ہوں، لوگوں کی طبیعتیں سنوریں، کردار نکھریں، لیلائے سیرت کے حسن کو چار چاند لگیں۔ مزاج کی دلہن فضائل کے زیور اور نیکیوں کے پھولوں سے آراستہ ہو۔ ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان سے ملتا ہے، تو سب سے پہلے ایک دوسرے کے بھاؤ اور برتاؤ ہی کی جانچ ہوتی ہے۔ خود خصلت اور مزاج معلیٰ ہی تجربے کی سان پر چڑھتے ہیں۔ جو انسان اخلاق کا پیراک بن کر سیرت زیبا کی موجوں کے سہارے کنارے جا لگتا ہے، انسانی معاشرے میں محبت و عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بداخلاقی کا زہر پینے والے لوگ متحرک نعشیں ہوتی ہیں۔ جن کے تعفن اور بدبو سے خلقت بیزار ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”نیک دوست کی مثال کستوری فروش کی سی ہے اور برا دوست بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری بیچنے والا یا تو از خود تجھے کچھ خوشبو دے دے گا یا تو اس سے خرید ہی لے گا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوئیں تو کم از کم تجھے اس کی خوشبو تو حاصل ہوتی ہی رہے گی۔ رہا بھٹی جھونکنے والا، یا تو وہ تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے ناگوار دھواں تو پھانکنا ہی پڑے گا۔“

ہمارے نوجوانوں کو ایسے اصولوں سے واقف ہونا بے حد ضروری ہے جن کے ذریعے وہ انسانی کردار کو جاننے اور پہچاننے لگیں اور ان میں اس طرح کی صلاحیتیں پیدا ہو جائیں کہ وہ شروع ہی سے انسانی برادری میں اپنے لئے مناسب جگہ پیدا کرنا، دوسروں کا اعتماد

Marfat.com

حاصل کرنا، یگانہ و بیگانہ پر اثر ڈالنا اور غیروں کو اپنانا اس طرح سیکھ لیں کہ جس کام میں ہاتھ ڈالیں، اس میں انہیں ہر پہلو سے کامیابی اور سرخروئی ہو۔ ہم سب نے مل کر خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ اپنے معاشرے کو عمدہ اور پرسکون بنانا ہے۔ محبتیں بانٹنیں ہیں، اُلفت و موذت کے ماحول کو پروان چڑھانا ہے، ہمدردی اور ایثار کی فضا قائم کرنی ہے۔ نفرتوں اور عداتوں سے دلوں کو پاک کرنا ہے، کدورت اور کینہ پروری سے خود کو بچا بچا کر چلنا ہے۔ ورنہ ہم سب جس آگ میں جل رہے ہیں یونہی جلتے رہیں گے۔

ہمارے تلمیذ رشید تفسیر عباس نے قرآن وحدیث کے رنگارنگ باغ سے دوستی کو دوام بخشنے کے دل کش، عطر آگیں پھول توڑ کر ایک خوش نما اور خوش رنگ گلدستہ محبت تشکیل دیا گیا ہے۔ ان کی اس تحقیقی کاوش کا نام ہے: ''دوستی کا نبوی سلیقہ'' اس میں دوستی کے وہ اہم ستون ذکر کر دیئے گئے ہیں جن کے ذریعے آپ دوستوں کے دلوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب کا ہر لفظ اُمیدوں کا گلستان اور ہر سطر موتیوں کی لڑی ہے۔ اس کے ذریعے دوستی کے باغیچے کی سیر باحسن وجہ کی جا سکتی ہے۔ کتاب معیار تحقیق کے ساتھ ساتھ حسن طباعت کی اضافی خوبیاں سے مزین ہے۔

اُمید ہے کہ ''دوستی کا نبوی سلیقہ'' کو مؤلف کی دوسری کتب کی طرح قارئین سیرت کی جانب سے خوب پذیرائی حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو فاضل محقق کے لئے اس نوع کی مزید سعادتوں کا دیباچہ اور دنیاوی واخروی کامرانیوں کا استعارہ بنائے اور قبول فرما کر مقبول عام فرمائے۔ اور ہم سب کو ان اخلاقِ عالیہ کو اپنی زندگی میں جاری وساری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خادم السیرۃ النبویۃ

ڈاکٹر نور حیات خان

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ
معاون: ششماہی تحقیقی وعلمی مجلہ ''البصیرۃ''
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

Marfat.com

عرضِ مؤلف

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب میں نے ایم بی اے میں داخلہ لیا۔ ہمارے سیلز مینیجمنٹ کے انسٹرکٹر جو حال ہی میں امریکہ سے عارضی چھٹیوں پر آئے تھے، اُن کے لیکچرز سن کر بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ انہوں نے ڈیل کارنیگی کی ایک کتاب "دوستی اور مقبولیت کا فن" کو بھی ہمارے نصاب میں شامل کیا۔ یہ ایک عمدہ کتاب تھی۔ میں نے اسے کئی بار پڑھا۔ کارنیگی کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ پہلے ایک اصول بیان کرتا، پھر اس کے تحت اپنی قوم کے نمایاں رجال کار جن میں روز ولٹ، جوزف اور مائک وغیرہ شامل ہیں، کے واقعات مثالوں کے طور پر پیش کرتا ہے۔ کارنیگی کی کتب کے ساتھ ساتھ دیگر مصنفین جیسے جیک کین فیلڈ، انتھونی رابنز، ولیم رولنز کے مطالعہ کا موقع بھی وقتاً فوقتاً ملتا رہا۔

مغربی مصنفین محض دنیاوی خوشی اور سعادت مندی کی خاطر کتابیں لکھتے اور لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اگر وہ رسول کریم ﷺ کے اخلاق و خصائل سے واقف ہو کر دونوں جہانوں کی خوشیاں حاصل کر لیتے تو کتنی اچھی بات تھی۔ وہ فن دوستی میں کام آنے والی ان مہارتوں کو عبادت سمجھتے اور اس کے ذریعے سے اپنے رب تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتے تو کیا ہی خوب ہوتا! پھر کارنیگی کی خودکشی کا سن کر حیرانی ہوئی کہ اس کی خوبصورت اور عمدہ کتابوں نے اسے کوئی نفع نہیں پہنچایا۔ مغربی مصنفین کی دوستی کے موضوع پر چند کتب حسب ذیل ہیں:

1 Anatomy of Friendship *(John M. Reisman)*

2 The Friendship Book *(Steve Wingfield)*

3 Friendship growing side by side *(Carolyne Nystrom)*

4 Friendship and Social Interaction *(Valerian J. Darnega)*

5 Rethinking Friendship *(Liz Spencer)*

Marfat.com

کئی سال بعد جب میں نے تاریخ اسلامی کی ورق گردانی کی تو معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ میں لطافت کے ایسے ایسے موتی بکھرے پڑے ہیں اور اقوال و افعال نبوی کی ایسی اخلاقی شمعیں روشن ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ہمیں اغیار کے بجھے ہوئے چراغوں کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

اب جبکہ علوم اسلامیہ میں پی ایچ ڈی کے کورس ورک سے فراغت ہوئی تو میں نے انتہائی شوق کے عالم میں اُسوہ حسنہ کی روشنی میں دوستی کے آداب پر یہ کتاب لکھنے کا آغاز کر دیا۔ تاکہ اس چمنستان کو جو میرے ذہن میں مرتب ہو چکا ہے خانہ و قرطاس کی مدد سے سجا کر ادب گاہِ رسالت میں پیش کر سکوں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اس دین کی عملی اور تطبیقی صورت ہیں۔ آپ ﷺ کی ایک ایک بات اور ایک ایک ادا سچے مسلمانوں کے لئے ہدایت کا چراغ ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾} (سورة احزاب ۳۳:۲۱)

"یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ (کی ذات) میں بہترین نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملاقات) اور یوم آخرت کی اُمید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔"

انفرادیت و اجتماعیت ہو یا عبادت و معیشت، امن و جنگ ہو یا قانون و اخلاق، معاشرتی زندگی ہو یا سیاسی سرگرمی، ہر پہلو پر آپ ﷺ کی گہری چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ مومنین و معاندین میں سے سبھی کسی نہ کسی طور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے وابستہ یا متعلق نظر آتے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ کی شخصیت کا نور ایک جہاں کو منور کر رہا ہے اور انہی کے نور کردار سے اس کتاب کا فانوس جگمگا رہا ہے اور اقوال و افعال کی اخلاقی شمعیں انسانی زندگی کے گوشہ گوشہ میں فروزاں ہیں۔

بندۂ ناچیز کو رسول کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے جو تعلق ہے اس کی وجہ سے آپ

۱۵۹۲۳۷

Marfat.com

ﷺ کی سیرت سے متعلق کوئی نہ کوئی سرگرمی رہتی ہے، میں اگر سیرت کے سلسلے میں کچھ نہ پڑھوں، کچھ نہ لکھوں اور کچھ نہ کہوں تو ایسے لگتا ہے جیسے صحرا میں تشنہ لب پڑا ہوں۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے سراپا امتنان ہوں کہ اس نے مجھے اظہار کے مواقع سے محروم نہیں رکھا اور یوں میں روحانی طور پر زندگی کے آثار محسوس کرتا ہوں۔ ''دوستی کا نبوی سلیقہ'' کی تالیف بطور خاص نوجوان نسل کے لئے کی گئی ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ نوجوان، پیارے رسول ﷺ کے تعلیم کردہ سلیقۂ دوستی سے بھرپور استفادہ کریں تاکہ انہیں قابل رشک دوستوں کا ساتھ نصیب ہو سکے۔

''دوستی'' ایک میٹھا سا لفظ گویا شہد، پھول کی مہک جیسی تازگی اور خوشبو بکھیرتا ہوا، درخت کے سائے کی طرح ٹھنڈا اور سکون دہ احساس، دلوں کے درمیان رابطوں میں سب سے مضبوط رابطہ، نفوس کی کڑیوں میں سے سب سے پائیدار کڑی اور عقلوں اور روحوں کے تعلقات میں سے سب سے بلند ترین تعلق ہے۔ ایک ایسا رشتہ جسے ہم ہر رشتے میں تلاش کرتے ہیں۔ اگر ہم اس رشتے کو نبھانے میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کو نمونہ اور شعار بنا لیں تو ہمیشہ پاکیزہ اور خوبصورت احساس سے آشنا رہیں گے اور یہی سعادت ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتاب میری اُن تحقیقات کا ثمرہ ہے جن پر میں نے اپنی زندگی کا قیمتی وقت صرف کیا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اپنی روح کو اس میں انڈیل دوں اور اپنی یادداشتوں کا نچوڑ شامل کروں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ میرے تمام دوستوں کو ایک ناقابل بیان وصف علمی خزانے اور بے مثال اخلاقی ثروت سے متعارف کرادے گا جو مختلف کتب کے صفحات پر بکھری ہوئی تھی۔ میری غرض یہ نہیں کہ آپ اس کتاب کی محض ورق گردانی کریں بلکہ مقصود یہ ہے کہ آپ اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کرے اور اسے محض اپنی رضامندی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے سابقہ دونوں کتب کی اشاعت پر جس سرخ روئی اور گل فشانی سے نوازا اور

Marfat.com

اب رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے اس دلآویز پہلو پر اپنی زندگی کے کچھ لمحات وقف کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو میں فخر سے کہہ سکتا ہوں:

؎ خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

رب العالمین کے بعد اس کتاب کی تکمیل میرے والدین کی مہربانیوں کی مرہون منت ہے۔ اللہ کریم میرے والد محترم کو کروٹ کروٹ جنت کی بہاریں نصیب فرمائے کہ انہوں نے ہر طرح کی تنگی اور مشقت برداشت کر کے مجھے اعلیٰ تعلیم دلوائی اور میری آسائش اور دینی تربیت کا خیال رکھا۔ اس تحقیق کے دوران والدہ محترمہ نے ہمیشہ میری ہمت بڑھائی اور اس کی تکمیل اور کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اپنی رحمت سے اس کتاب کو میرے والدین کے لئے صدقہ جاریہ اور رفع درجات کا ذریعہ بنا دے۔

اپنے اُن بزرگوں کی خدمت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں، جن کی نگاہِ لطف و کرم اور ذرہ نوازی نے خاکسار کو آدمی بنایا اور جن کی دُعائیں، رہنمائی اور تعاون ہر لحہ شامل حال رہا۔ خصوصاً دارالمصنفین اعظم گڑھ کے رفیق اعزازی پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی جنہوں نے میری فرمائش پر اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بڑی محبت سے اس کتاب کے لئے با برکت کلمات تحریر فرمائے، جو ان کی رسول کریم ﷺ سے والہانہ محبت اور نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کی دلیل ہے۔ اپنے دیگر اساتذہ کرام بریگیڈیئر (ر) پروفیسر ڈاکٹر فضل ربی، ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری، ڈاکٹر نور حیات خان، اُستاذہ عافیہ مہدی اور ڈاکٹر حافظ اللہ یار الازہری کا ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تیاری میں میری ہمت افزائی کی۔ اُن کی معاونت اور انتہائی قیمتی ہدایات میرے لئے بہت بڑا اعزاز اور سرمایہ افتخار ہیں۔ زاویہ پبلشرز کے مدیر برادر نجابت علی تارڑ کا بھی شکر گزار ہوں کہ ان کے دامن کتاب پروری میں یہ کتاب سما گئی ہے اور انہوں نے اسے دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام محسنین کو ہمیشہ خوش رکھے۔

حق تشکر ادا نہیں ہو سکتا جب تک اُن مصنفین کا تذکرہ نہ کیا جائے جنہوں نے زیر تحقیق

Marfat.com

موضوع سے متعلقہ اپنی تصنیفی یادگاریں چھوڑیں، جو رات دن میرے مطالعہ میں رہیں اور میرے لئے رہنمائی کا سامان بنیں۔ (فجزاھم اللہ خیر الجزاء)

نہایت نامناسب ہوگا اگر میں اپنی اہلیہ محترمہ اُم طٰہٰ حسینی اور عزیزان القدر طٰہٰ حسینی اور شان زے حسینی کا شکریہ ادا نہ کروں اور ان کو اپنی دعاؤں میں شامل نہ کروں، جنہوں نے اپنے اللہ سے اجر و ثواب کی اُمید لگائے، میری ہر طرح کی مدد اور ہمت افزائی کی، میرے لیے لکھنے پڑھنے کا بڑا خوبصورت ماحول فراہم کیا، یہاں تک کہ میں نے رب العالمین کی توفیق و تائید سے اس مبارک کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ایسا اچھا بدلہ دے جیسا وہ اپنے نیک بندوں کو دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سائل ہوں کہ میری یہ کاوش دوستوں میں خوشیاں بانٹنے کا ذریعہ بنے، فاصلوں کو قربتوں میں بدل دے اور رشتۂ دوستی میں گلاب کی خوشبو اور شہد جیسی مٹھاس رچ بس جائے۔ رب کریم سب سے پہلے مجھ گنہگار کو اور آپ کو بھی قابل رشک دوست کے ان اوصاف سے آراستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم خود بھی کسی کے لئے اچھے دوست اور رفیق قرار پائیں، نیز ہمیں بھی دنیا و آخرت میں ساتھ رہنے والے ایسے بہترین دوست اختیار کرنے کی توفیق عطا ہو، جو ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں دنیا و آخرت کی سعادتوں کی طرف لے جائیں۔

الفقیر الی عفو ربہ
تفسیر عباس بن محمد اقبال
گاؤں رڈا کانہ گاہی، تحصیل کلر کہار، ضلع چکوال
ای میل / فیس بک: islamicplus@yahoo.com

۵:۱۵ بجے صبح بروز منگل
۵ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲ مئی ۲۰۱۷ء

Marfat.com

اسلوب تحقیق و نگارش

اس کتاب کی تالیف میں جو اسلوب پیش نظر رکھا گیا ہے اُس کا تعارف درج ذیل ہے:

☆......تحقیق کی تمام اقسام اپنی علیحدہ حیثیت رکھنے کے باوجود ایک مشترکہ پہلو بھی رکھتی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ یہ تمام اقسام اکثر اوقات تحقیقی عمل کے دوران اکٹھی ہو جاتی ہیں۔کوئی محقق کسی ایک قسم کو مدنظر رکھ کر اپنی تحقیق مکمل نہیں کر سکتا بلکہ اسے بسا اوقات دو اقسام کو ملا کر اور اکثر اوقات اس سے زیادہ اقسام کو ملا کر اپنی تحقیق مکمل کرنی پڑتی ہے۔کتاب ہذا کو تحریر کرتے ہوئے یورپین ماہرین تحقیق کی بیان کردہ تحقیق کی قسم اول یعنی اوصافی تحقیق (Qualitative Research) کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔برصغیر کے ماہرین کی زبان میں ہم اسے بنیادی تحقیق (Basic Research) بھی کہہ سکتے ہیں۔اکثر مقامات پر بیانیہ تحقیق (Descriptive Research) کو بھی ساتھ ملایا گیا ہے۔

☆......دورانِ تحقیق اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ دوستی کے اصول وضوابط کے سلسلہ میں چشمۂ نبوی کو ہی اساس اور بنیاد بنایا جائے۔راقم السطور کے پیش نظر پہلے سے کوئی نظریات یا افکار طے شدہ نہیں تھے کہ ان کی تائید کے لئے احادیث نبویہ کی کوئی دلیل تلاش کی گئی ہو اور اس کو ان طے شدہ خیالات پر چسپاں کیا گیا ہو، بلکہ راقم کا حال یہ ہے کہ فن دوستی کے سلسلہ میں مغربی کتب کے مطالعہ میں ایک معتد بہ وقت صرف کرنے کے بعد جب اسے کوئی حدیث دستیاب ہوتی تو اس کا دل اس نور سے روشن ہو جاتا تھا جو نور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں پیدا کیا۔

☆......مغرب زدہ لوگوں کی تصنیف کردہ کتابوں میں سوائے مختلف آراء اور مذاہب و اقوال کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، وہاں تو ہر شخص اپنے مطلب کی بات کرتا ہے اور اپنا ناقص اور ادھورا تجربہ بیان کرتا ہے، اس کے برعکس احادیث نبویہ میں ہر بات موقع ومحل کے مناسب بیان

Marfat.com

کی گئی ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ جس سے ہر بات خوب واضح انداز میں معلوم ہوتی ہے۔ اور ان احادیث مبارکہ کے مطالعہ وتحقیق کے ساتھ ساتھ بندے کے ایمان میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے اور رسول کریم ﷺ کے ساتھ ربط وتعلق بھی استوار ہوتا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو اس پر یقین کیا کرو کہ وہی سیدھا راستہ اور تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ ہے۔"

(مسند ابو یعلی، ج ا، ص ۴۴۴)

☆...... سیرت کے ماخذ و مراجع میں تین چیزوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب سیرت و مغازی۔ وضاحت اور تفصیلات کے لئے قرآن کریم کی تفاسیر، شروح احادیث، کتب تاریخ، کتب شمائل اور کتب دلائل و معجزات کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔

☆...... موضوع سے متعلق بنیادی مآخذ سے استفادہ کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ بعض نادر کتب کی عدم دستیابی کی صورت میں ثانوی مآخذ سے مدد لی گئی ہے۔

☆...... متن میں جہاں اقتباسات آئے ہیں، انہیں واوین (Inverted Commas) میں درج کیا گیا ہے جبکہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کو انڈینٹ (Indent) دے کر نمایاں کیا گیا ہے۔

☆...... قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور واقعات سیرت و مغازی کی تخریج کا اہتمام اس طرح کیا گیا ہے:

(ا) قرآن کریم: سورت کا نام، نمبر اور آیت کا نمبر

(ب) احادیث: صحیحین اور سنن اربعہ کا حوالہ دیتے ہوئے کتاب کا نام اور حدیث نمبر درج کیا گیا ہے، جبکہ اصول اربعہ اور دیگر کتب احادیث کی تخریج میں کتاب کی جلد نمبر، صفحہ نمبر اور بعض اوقات حدیث کا نمبر بھی دیا گیا ہے۔

(ج) شروحات احادیث، کتب سیرت، کتب مغازی، کتب شمائل اور کتب دلائل و

Marfat.com

معجزات میں سے جو کتاب ایک جلد میں ہے، وہاں کتاب کا نام اور صفحہ نمبر درج کر دیا گیا ہے اور متعدد جلدوں والی کتاب میں اس کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر لکھ دیا گیا ہے۔

☆......حوالہ جات کے دوران مصنف کا نام درج کرنے کے لئے یہ التزام کیا گیا ہے کہ اس کے نام کا مشہور حصہ شروع میں درج ہو اور پھر نام کا باقی حصہ۔حوالہ درج کرنے کے لئے درج ذیل ترتیب اختیار کی گئی ہے: (نام مصنف، عنوان کتاب، ناشر، مقام اشاعت، سن اشاعت، جلد نمبر، صفحہ نمبر)

☆......حوالہ میں جس مصنف اور کتاب کی مکمل تفصیل ایک دفعہ دے دی گئی ہے تو آئندہ کے صفحات میں تکرار سے بچنے کے لئے کتاب کا نام، جلد نمبر، اور صفحہ نمبر ہی درج کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔اگر کتاب کی تاریخِ اشاعت درج نہیں ہے تو حوالہ میں اس کے لئے (سن ندارد) لکھا گیا ہے۔اگر حوالہ میں صفحہ نمبر ۳ سے ۵ تک درج کرنا مقصود تھا تو (ص ص ۳۔۵) درج کیا گیا ہے۔اس طرح جلد نمبر کے لئے (ج)، صفحہ نمبر کے لئے (ص)، سن ہجری کے لئے (ھ)، اور سن عیسوی کے لئے (ء) لکھا گیا ہے۔حوالہ جات کو ہر باب کے اختتام پر درج کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔

☆...... اقتباسات سے استفادہ مقالہ کا نمایاں حصہ ہے جس میں بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طریقوں سے اقتباسات درج کئے گئے ہیں۔تاہم اقتباسات سے نتائج کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔براہِ راست اقتباس کی صورت میں کسی جگہ نامطلوب عبارت کو اگر حذف کیا گیا ہے تو اس کے لئے یہ علامت (...) لگائی گئی ہے۔مذکورہ ہر دو طریقوں کے اقتباسات کے حوالہ جات کے اندراج کو یقینی بنایا گیا ہے۔

☆......گنجلک عبارات سے گریز کرتے ہوئے سیدھے سادھے عام الفاظ میں مقالہ تحریر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔مقالہ کے لئے پانچ ابواب مقرر کئے گئے ہیں اور ہر باب کی فصول قائم کر کے ان کو جلی عنوانات دیئے گئے ہیں۔

☆......کتاب کے مختلف موضوعات کے متعلق حسب استطاعت رسول کریم ﷺ کی حیات

Marfat.com

طیبہ کے واقعات درج کیے گئے ہیں۔نیز اہل بیت علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر سلف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال حسب ضرورت تحریر کیے گئے ہیں۔

☆......دوست اور دوستی کے سلسلہ میں سیرت کے گلشن سدابہار سے دامانِ نگاہ کو بھر دینے والے رنگین اور شاداب کلمات کو چن کر اس یقین کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ اگر ہم ان اصولوں کو اپنے لئے نمونۂ عمل قرار دیں تو یقیناً سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس قول کی عملی تصویر بن سکتے ہیں جس میں آپ نے احتضار کے وقت اپنے فرزندوں کو جمع کر کے فرمایا:

((یا بنی! عاشروا الناس عشرۃ ان غبتم حنوا الیکم وان فقدتم بکوا علیکم)) (مجموعۃ ورام، ج ۲، ص ۷۵)

"اے میرے بیٹو! لوگوں کے ساتھ (اس طرح) مل جل کر رہو کہ اگر وہ تمہیں نہ دیکھیں تو تمہارے مشتاق ہوں اور اگر تم دنیا سے چل بسو تو تم پر روئیں۔"

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل

دوستی کا مفہوم

اہمیت، حدود اور شرائط

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل:

دوستی کا مفہوم اور دائرہ کار

دوستی کا وسیع مفہوم:

''دوستی'' اور ''رفاقت'' درحقیقت دو افراد کے درمیان احساس کی یگانگت کا نام ہے۔ یہ دل سے جڑا ایسا رشتہ ہے جس میں احساس کی روشنی، جذبات کی چمک اور ایک دوسرے کے لئے سچی تڑپ موجود ہے۔ سچی دوستی ایسا جذبہ ہے جس میں گرم جوشی کی حدت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اس سے مراد وہ سرسری تعلقات نہیں جو عارضی مفادات یا بعض دیگر وقتی اسباب کے تابع ہوتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ قلبی تعلق ہے جو ہمیشہ قائم رہے اور جس میں دلی محبت اور وفا کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ دوستی دکھ سکھ میں کام آنے اور ساتھ نبھانے کا نام ہے۔ دوستی کی تعریف میں امام ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

> ''حقیقی دوستی یہ ہے کہ آدمی کو وہ چیز بری محسوس ہو جسے دوسرا شخص برا سمجھے اور جو چیز دوسرے کو پسند ہو وہ اس کے لئے بھی باعث مسرت ہو۔ جو شخص اس سے کم درجہ اختیار کرتا ہے وہ دوست نہیں ہے اور جو بھی اس خوبی کا حامل ہے وہ دوست ہے۔''[1]

دوستی کے لئے لغت عرب میں بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خاص مدلول ہے۔ دوستی کے معنی کی تفہیم کے لئے ذیل میں چند الفاظ کی وضاحت کی جاتی ہے:

(۱) عربی میں ''ولاء'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے محبت، دوستی، قرابت،

Marfat.com

حمایت، نصرت اور ولایت وغیرہ۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ولاء'' کے اصل معنی دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا اس طرح یکے بعد دیگرے آنا کہ ان کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ آئے جو اِن میں سے نہ ہو۔ پھر یہ لفظ استعارہ کے طور پر قرب کے معنی میں استعمال ہونے لگا، خواہ وہ قرب بلحاظِ مکان ہو یا بلحاظِ نسب، یا بلحاظِ دین اور دوستی و نصرت کے ہو، یا بلحاظ اعتقاد کے۔ ۲ے

اسی سے لفظ ''ولی'' (دوست) ہے جس کی ضد ''عدوّ'' (دشمن) ہے اور اسی سے "الموالات" اور "المواسات" ہے جس کے معنی میں تقرب، دوستی، تعاون، مدد، صلح، اور غم خواری کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

''ولاء'' کے مقابلے میں ''براء'' ہے جس کے اصل معنی کسی ناپسندیدہ اور مکروہ امر سے نجات حاصل کرنے کے ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے: "براءتُ من المرض" میں تندرست ہوگیا، میں نے بیماری سے نجات پائی۔ اور یوں بھی کہا جاتا ہے: "براءتُ من فلان" یعنی ''میں فلاں سے بیزار ہوں۔'' گویا ''ولاء'' میں موالات ہے اور ''براء'' سے انقطاع و بیزاری مراد ہے اور یہ دونوں حقیقۃً ''محبت'' اور ''بغض'' کے تابع ہیں اور یہی دونوں ایمان کی بنیادی صفات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

((من احب للہ و ابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان)) ۳ے

''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے دشمنی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے نہ دیا بتحقیق اس کا ایمان مکمل ہوگیا۔''

"الولی والمولی" یہ دونوں کبھی اسم فاعل یعنی ''موال'' کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور کبھی اسم مفعول یعنی ''موالی'' کے معنی میں آتے ہیں۔ ۴ے

چنانچہ معنی اول یعنی اسم فاعل کے متعلق چند آیات کریمہ حسب ذیل ہیں:

{اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا} ۵ے

Marfat.com

''جولوگ ایمان لائے اُن کا دوست اللہ ہے۔''

اور فرمایا:

{وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى}[6]

''اور اللہ کے دین کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو، وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست ہے۔''

دوسرے معنی یعنی اسم مفعول کے حوالے سے یہ آیت کریمہ ملاحظہ ہو:

{قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ}[7]

''کہہ دو کہ اے یہودیو! اگر تم کو یہ دعویٰ ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں۔''

نیز فرمایا:

{وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ}[8]

''اور پیغمبر (کی ایذا) پر باہم اعانت کرو گی تو اللہ ان کا حامی اور دوست دار ہے۔''

اسی طرح متعدد آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کے درمیان ولایت کی نفی کی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

{يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ}[9]

''اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔''

اور فرمایا:

{يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ}[10]

''اے ایمان والو! اگر تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔''

Marfat.com

ولایت، عداوت کی ضد ہے۔ ولایت کی بنیاد محبت اور قرب پر ہے اور عداوت کی بنیاد غصے اور دوری پر ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ولی کو اس لیے ولی کہا جاتا ہے کہ وہ اطاعات کی موالات کرتا ہے یعنی پے در پے عبادت کرتا ہے لیکن پہلا معنی ہی زیادہ درست ہے۔ ولی وہ ہوتا ہے جو قریب ہو چنانچہ کہا جاتا ہے:

"هٰذَا يَلِيْ هٰذَا"

یعنی یہ چیز اس چیز کے قریب ہے اور اسی سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

((الحقو الفرائض باهلها فما ابقت الفرائض فلاولی رجل ذكر)) [11]

"میراث پہلے اصحاب الفروض کو دو، جو باقی رہے وہ اس مرد کے لیے ہوگا جو میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو۔"

چونکہ اللہ تعالیٰ کا ولی وہ ہوتا ہے جو خود کو اس کی محبت و رضا کے مطابق ڈھال لے اور محبت و رضا، بغض و ناراضی اور اوامر و نواہی میں اس کی مکمل متابعت اور فرمانبرداری کرے۔ اس لئے اللہ کے ولی کا دشمن، خود اللہ کا دشمن قرار پاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ} [12]

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔"

(۲) مخلص دوست کے لئے بھی "مولیٰ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ [13]

قرآن کریم فرماتا ہے:

{يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۴۱)} [14]

"اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کی امداد کی جائے گی۔"

دوست کے علاوہ آزاد کردہ غلام کے لئے بھی "مولیٰ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے سیدنا سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ اور اسی معنی میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

Marfat.com

((انت اخونا و مولانا)) [15]

''تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔''

حامی، مددگار، دوست اور غلام کے معنوں کو چھوڑ کر اس لفظ کے باقی سارے معنی ومفہوم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں۔

(۳) دوست، بھائی، ہم نشین اور پیروکار کے لئے ایک اور لفظ ''اَخٌ'' بھی استعمال ہوتا ہے۔

آخِیّۃٌ۔ اُخِیّۃٌ۔ اُخِیَۃٌ: وہ رسی یا لکڑی جس کو جھکا کر اس کے دونوں کنارے زمین میں گاڑ دیتے ہیں۔ وہ کنڈے کی طرح ہو جاتی ہے اور جانور کو اس سے باندھ دیتے ہیں۔ [16] جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

((مثل المومن کمثل الغرس فی اُخیّته)) [17]

''مومن کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو کنڈے میں بندھا ہو۔''

گھوڑا کبھی اس کنڈے سے نزدیک ہو جاتا ہے اور کبھی دور، مگر اس سے بالکل جدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مومن کو کبھی قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ کبھی گناہوں کی وجہ سے بُعد ہو جاتا ہے مگر اصل ایمان سے جدا نہیں ہوتا بلکہ قائم رہتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

((المومن اخو المومن)) [18]

''ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے۔''

((وددت انا راینا اخواننا)) [19]

''ہمیں آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔''

اس سے مراد آپ ﷺ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی رحلت کے بعد مسلمان ہوئے اور قیامت تک ہوں گے۔ حدیث مبارکہ میں بھائی سے مراد دین کا اتحاد ہے۔ [20]

(۴) اسی طرح دوست اور ہم نشین کو ''صدیق'' بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

{اَوْ صَدِیْقِکُمْ} [21]

''یا اپنے دوستوں (کے گھروں) سے۔''

Marfat.com

دوزخ میں داخل ہوتے وقت اہلِ عذاب کی التجا کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں فرمایا:

{فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾} ۲۲

"(آج) ہمارے لئے نہ تو کوئی شفاعت کرنے والا ہے اور نہ کوئی سچا دوست ہے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((انما سمی الصدیق صدیقا لانه یصدقك فی نفسك ومعایبك، فمن فعل ذلك فاستنم الیه فانه الصدیق)) ۲۳

"بے شک صدیق کو اس لئے صدیق کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تیرے عیب اور غلطیوں کی تصدیق کرتا ہے (تمہیں اچھے اور برے کاموں کا تذکر دیتا ہے تاکہ تیری اصلاح ہو) پس ایسا کردار ادا کرنے والا تیرا حقیقی دوست ہے۔ ایسا دوست تیرے رشد و تکامل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ یہ شخص تیرا صدیق اور دوست ہے۔"

امام ماوردی لکھتے ہیں:

دوست کو "صدیق" اس کے سچ کی وجہ سے اور دشمن کو "عدو" اس کی سرکشی کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ ۲۴

لفظ "صدیق" چار حروف کا مجموعہ ہے، جو اس طرح ہیں:

ص: اس سے مراد صدق (سچائی)

د: اس سے مراد "دمٌ واحد" (ایک خون)

ی: اس سے مراد "یدٌ واحد" (ایک ہاتھ)

ق: اس سے مراد "قلبٌ واحد" (ایک دل) ۲۵

یعنی سچائی، ایک خون، ایک ہاتھ اور ایک دل، یہ چار چیزیں ملیں تو صدیق یعنی دوست بنتا ہے۔ ایک روایت میں دل کو دائمی دوست قرار دیا گیا ہے۔ امام جعفر بن محمد الصادق سے مروی حدیث مبارکہ ہے:

Marfat.com

''اپنے دل کو اپنا ہم نشین اور دائمی دوست مجھو، اس کا علاج معالجہ کرتے رہو اور اس سے حساب کتاب لیتے رہو۔''۲۶؎

امام ابن ابی الدنیا ؒ بعض اہل علم کا قول نقل کرتے ہیں:

((ومن اصدق فی الاعمال والاحوال فھو صدیق)) ۲۷؎

''اور جو اعمال اور احوال دونوں میں سچا ہوا سے صدیق کہتے ہیں۔''

(۵) دوست کو ''رفیق'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((انما سمی الرفیق رفیقا لانه یرفقك علی اصلاح دینك فھو الرفیق الشفیق)) ۲۸؎

''بے شک رفیق کو رفیق اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تمہاری دینی اور معنوی امور میں نرمی وخوش اسلوبی سے اصلاح کرتا ہے۔ پس وہ ایک مہربان رفیق شخص ہے۔''

نیز فرمایا:

((الرفیق کالصدیق فاتخذہ موافقا)) ۲۹؎

''مہربان سچے دوست کی مانند ہوتا ہے لہٰذا اسے اپنا ہمراہی جانو۔''

اور اللہ کے ناموں میں سے ایک ''الرفیق'' ہے، وہ اپنے افعال اور شریعت میں نرمی کرتا ہے۔ یہ نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ سے لیا گیا ہے:

((ان اللہ رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف..)) ۳۰؎

''بے شک اللہ تعالیٰ بہت نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی کی بنا پر وہ کچھ عطا فرما دیتا ہے جو سختی پر عطا نہیں فرماتا۔''

(۶) دوست کے لئے ''خلیل'' کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ ثعلب ؒ کہتے ہیں کہ ''خلیل'' کو

Marfat.com

"خلیل" اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دل میں تخلل کرتا ہے یعنی جو خالی جگہ دیکھتا ہے اس کو بھر دیتا ہے۔علامہ ریاشیؒ نے کہا:

قد تخللت مسلك الروح منى
وبه سمى الخليل خليلا ۳۱

"اے محبوبہ! تو نے میرے جسم میں روح کے چلنے کی جگہ میں نفوذ کر لیا ہے۔ اسی تخلیل (یعنی نفوذ) کی وجہ سے خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے۔"

(۷) دوست کے لئے ایک اور لفظ "خدین" بھی بولا جاتا ہے۔جیسا کہ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((ختبروا النّاس باخدانهم)) ۳۲
"لوگوں کی شناخت ان کے دوستوں کے ذریعے کرو۔"

"اخدان" "خدین" کی جمع ہے۔"خدین" یعنی ہم راز دوست یا راز محفوظ رکھنے والا دوست۔

(۸) ویکیپیڈیا اور اربن ڈکشنری میں دوستی کی حسب ذیل تعریف کی گئی ہے: ۳۳، ۳۴

Friendship is a relationship of mutual affection between people. It is a stronger form of interpersonal bond than an association.

دوسری تعریف کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

Friendship is actually a different form of love. The ancient Greeks had a word, "phileos", more or less equating to fraternal/brotherly love (friendship). Friendship seems to have no observable biological necessity(unlike parental love. necessary for humans to grow, and erotic love, necessary for

Marfat.com

humans to reproduce), and not much of a marketable appeal (as opposed to the millions/billions of dollars worth of things sold to people trying to better their marriages or parenting skills), yet without such a form of love as friendship our societies would be unbearably dull and alienated from one another.

اگر کسی سے جان پہچان، شناسائی زیادہ ہو جائے اور ایک دوسرے سے گھل مل جائیں تو ہم دوستی کی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں۔ دوستی کے مراتب بہت سے ہوتے ہیں۔ معمولی دوستی، گہری دوستی، ایک جان دو قالب، ہم پیالہ و ہم نوالہ وغیرہ۔ دوستی کے قبیلے کے اور بھی الفاظ ہیں جیسے رفاقت، محبت وغیرہ۔ اسی طرح اس کے اصل لفظ دوست کے بھی بہت سے ہم جنس ہیں۔ جیسے حبیب، رفیق، صدیق، ساتھی، ہمجولی، ہم نفس، ہمدم، ہمنوا، ہم جلیس وغیرہ۔

جہاں تک آدمی کے تعلقات کا سوال ہے یہ مختلف نوعیت کے ہو سکتے ہیں لیکن سبھی تعلقات دوستی کے زمرے میں نہیں آتے۔ اس طرح صحبت، مصاحبت، شناسائی، آشنائی، ملاقات، جان پہچان، صاحب سلامت وغیرہ جیسے تعلقات کو بھی دوستی نہیں کہا جا سکتا۔ دوستی تب ہوتی ہے جب ہمارے دل مل جاتے ہیں، ہمارے دماغ مل جاتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگ جو ہمیں کسی نہ کسی وجہ سے بھانے لگتے ہیں اور ہم ان کی طرف مائل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ وقت گزارنا چاہتے ہیں، دوست کہلانے کے مستحق ہیں۔ گویا دوست ایک دوسرے کے مزاج شناس ہوتے ہیں۔ دوستی کے پیدا ہونے کی وجہ بھی اکثر ''مزاج و معیار کی ہم آہنگی'' ہی ہوتی ہے۔

دوستی کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ کی جانب سے رشتوں کی صورت میں عطا کردہ نعمتوں میں دوستی وہ نایاب نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ دوستی رب کائنات کا وہ تحفہ ہے جو قدرتی رشتوں سے

Marfat.com

منفرد ہے۔چونکہ انسان فطرتاً مدنی الطبع ہے۔اس لئے تنہا رہنا پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرے لہٰذا اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ کوئی اس کا مونس و مددگار اور ہمدم و ہمراز ہو۔اسی بنا پر اسلام نے دوستی و رفاقت کے متعلق گفتگو کی ہے اور اس بارے میں ضروری رہنمائی فرمائی ہے۔ممکن ہے اعزہ و اقرباء سے تعلقات اور ان کے ساتھ مل جل کر رہنا انسان کی رُوحانی پیاس نہ بجھا سکے اور وہ اپنوں کے درمیان بھی خود کو اجنبی اور تنہا محسوس کرے اور اپنے بھی اسے پرائے نظر آئیں۔لہٰذا اسے کچھ ایسے لوگوں کی ضرورت ہو گی جو اس کی فکر اور روح سے قریب ہوں اور ممکن ہے یہ اس کے اقرباء سے بھی زیادہ اس کے قریب ہو جائیں۔محبت و دوستی، اخوت و برادری اور معاشرتی زندگی اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خاص نظرِ عنایت فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا} ۳۵

''اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔''

ماں باپ، میاں بیوی، بہن بھائی جیسے لازوال رشتوں کی قدر و منزلت سے کسے انکار ہو سکتا ہے، مگر دوستی جیسے مقدس رشتہ کا بھی اپنا ایک خاص مقام ہے۔دوطرفہ احساسِ محبوبیت کو دوستی کہا جاتا ہے۔پس لوگوں کے درمیان الفت اور دوستی ایک نعمت الٰہی ہے، اس کی قدر کرنی چاہیئے اور اسے مستحکم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔دوستی کا رشتہ کتنی اہمیت رکھتا ہے اس حوالے سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

{لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوْتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ

Marfat.com

اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ﴾ ۳۶

''نہ اندھے پر تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں سے کسی پر کوئی رکاوٹ کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں۔''

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جاتے تو معذور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو بوجہ عذر جہاد میں شرکت نہیں کر سکتے تھے اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے تھے کہ وہ ان کے گھروں کی دیکھ بھال رکھیں اور انہیں اجازت دے جاتے تھے کہ کھانے پینے کی چیزیں نکال کر کھائیں پئیں۔ لیکن یہ حضرات اس خرچ کرنے میں بہت حرج محسوس کرتے تھے تو ان کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۷

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاں رشتہ داروں کو تفصیل سے ذکر فرمایا وہاں دوستوں کو بھی ذکر فرمایا اور دوستوں کو رشتہ داروں کے حکم میں رکھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مقدسہ میں دوستی کا رشتہ کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ دوستوں کی اہمیت کے حوالے سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کتنی خوبصورت بات ارشاد فرمائی:

((رب اخ لك لم تلده امك)) ۳۸

''ممکن ہے تمہارے بھائیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوں جنہیں تمہاری ماں نے پیدا نہ کیا ہو۔''

امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی حدیث مبارکہ ہے:

((المومن اخو المومن كالجسد الواحد ان اشتكى شيئا منه

Marfat.com

وجد الم ذالك فی سائر جسده وارواحهما من روح واحدة وان روح المومن لاشد اتصالا بروح الله من اتصال شعاع الشمس بها))۳۹؎

''مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔وہ ایک جسم کی مانند ہیں۔اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارے اعضاء درد محسوس کرتے ہیں اور مومنوں کی ارواح ایک ہی روح کی مانند ہیں۔سورج کی کرنیں سورج سے اتنی متصل نہیں ہوتیں جتنی مومن کی روح، اللہ کی روح سے متصل ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام سے بذریعہ وحی پوچھا کہ اے داؤد (علیہ السلام)! لوگوں سے بھاگ کر اکیلے کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کیا: اے اللہ! تیری محبت نے مجھے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا ہے اور دنیا کے سب لوگوں سے مجھے نفرت پیدا ہو گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے داؤد (علیہ السلام)! ہوش میں آؤ اور اپنے لئے دوست تلاش کرو، البتہ جو شخص راہ دین میں تیری مدد نہ کر سکے، اس سے بے شک علیحدہ رہو کیونکہ وہ دل کی سیاہی کا باعث ہوتا ہے۔''۴۰؎

امام عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا گیا کہ آدمی کو عطا ہونے والی سب سے بہترین شے کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''عقل''۔کہا گیا اگر وہ نہ ملے تو؟ انہوں نے فرمایا: ''حسن ادب''۔ پوچھا گیا: اگر وہ بھی نہ ملے تو؟ انہوں نے فرمایا: ''نیک اور صالح بھائی جس سے مشورہ کر سکے۔'' پھر پوچھا گیا: اگر وہ بھی نہ ملے تو؟ انہوں نے کہا: ''طویل خاموشی''۔اور اگر وہ بھی نہ ملے تو ''موت''۔۴۱؎

نیک دوست کی قدر کسی واقفِ قدر سے پوچھنی چاہیئے۔ایک درخت کے تنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی کتنی قدر تھی۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک انصاری عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منبر بنوا کر پیش کر دیا۔اگلے جمعہ کو جوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے لئے اس پر چڑھے تو اس کھجور کے تنے سے اس قدر رونے کی آواز سنائی دینے لگی کہ گویا وہ تنا

Marfat.com

(شدت غم سے) پھٹا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر اسے تسلی اور دلاسے کے انداز سے تھپکی دی جس سے وہ چپ ہو گیا۔ ۴۲؎

اس درخت کے تنے کو آپ ﷺ کی رفاقت کی قدر تھی، اسی لئے بے قراری سے رویا۔ اور آپ ﷺ نے بھی قدردان کی قدر کا حق ادا کر دیا کہ وہ جنت میں پہنچا دیا گیا۔ ایک درخت نیک صحبت کی قدر کر کے جنت میں پہنچ سکتا ہے تو کیا ایک انسان اشرف المخلوقات نیک صحبت سے فیض حاصل کر کے اور قدر کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکتا؟

دوست بنانا اور پھر دوستی نبھانا ایک فطری عمل ہے مگر دوستی وہی مضبوط بنیادوں پر دیرپا قائم رہتی ہے جو بے لوث، بے غرض، پُرخلوص ہو اور باہمی عادات، خیالات اور کردار میں قدرے بھی اختلاف نہ ہو، نیز عداوت، شکوک، بدگمانی، چاپلوسی، شماتت، انانیت، بغض، حسد اور دیگر رذائل سے پاک صاف ہو۔ کیونکہ دوستی تو بلاشبہ اپنی زندگی کے بہت سے انفرادی و اجتماعی اور داخلی و خارجی پہلوؤں پر اثرانداز ہوتی ہے، اس لئے اس رشتے کو ہر رشتے میں تلاش کیا جاتا ہے۔ نسیم امروہوی لکھتے ہیں:

"جنگِ عالمگیر سے پہلے امریکہ کے ایک علمی ادارے نے صرف یہ دریافت کرنے کی غرض سے کہ زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے نوجوانوں کے لئے کس قسم کی تعلیم سب سے زیادہ ضروری ہے؟ دو سال کی مسلسل کوشش اور پچیس ہزار ڈالر کی رقمِ کثیر صرف کی تو یہ پتہ چلا کہ اصول تندرستی پر کاربند رہنے کے بعد سب سے مقدم "عملی زندگی" کی تعلیم ہے۔ یعنی یہ کہ جن لوگوں کو ہم جانتے ہیں انہیں اپنی طرف مائل کر کے ان کے دل میں ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیں، تاکہ بیگانہ یگانہ بن جائے اور غیر اپنا ہو جائے۔" ۴۳؎

مگر ہمارے معاشرے میں تعلیم کی کمی، تربیت کے فقدان اور والدین کی لاپرواہی کے باعث اچھے دوست اور بہترین دوستی کا تعین قدرے مشکل ہو چکا ہے۔ یہ خیال عام ہے کہ جن کے ساتھ ہم کھیلوں میں مصروف ہیں، جو ہماری غلط حرکات میں قدم بقدم ساتھ بھی ہیں

Marfat.com

اور خاموش بھی، گھر سے ڈانٹ ڈپٹ سے بچانے کے لئے ہمارے عیبوں پر پردے ڈال رہے ہیں وہی ہمارے مخلص دوست ہیں، جو کہ سراسر غلط ہے۔ وقت ضائع کرنے والوں کو ہم اپنا دوست سمجھ بیٹھے ہیں۔

البتہ اس نفسانفسی اور خودغرضی کے عالم میں انسان کا ایک سچا دوست بھی ہے جو ہر گھڑی اس کے ساتھ رہتا ہے جو نظر تو نہیں آتا مگر اپنے دوستوں کی مدد کرتا اور ان کی خیر خواہی میں مصروف رہتا ہے، جو طاقتور ہے، بااختیار ہے، اپنے حکم کو نافذ کرنا خوب جانتا ہے اور اس میں ایک مخلص اور باوفا دوست کی تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں جنہیں بیان کرنے کی طاقت قلم میں نہیں۔ وہ انتہائی سچا اور مہربان دوست اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ دوستی کی اہمیت کیلئے اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے اور دوستی کو پسند کرتا ہے۔

ہمارا پہلا دوست صرف اللہ ہی ہے جو ہمیں خوشیوں سے نوازتا ہے اور وہی مصائب میں ہمارا مددگار ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

{اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا} ۴۴

”جو لوگ ایمان لائے اُن کا دوست اللہ ہے۔“

امام حسن بصریؒ سے منقول ہے:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی معلومات دینیہ پر عمل کرتا ہے وہ بے شک اللہ کا دوست ہے، جس درجہ کا عمل ہوگا، اسی مرتبہ کی دوستی ہوگی۔“ ۴۵

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

{وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾} ۴۶

”اے ایمان والو! دوڑ کر چلو مغفرت کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے

Marfat.com

ہے اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، اور وہ صرف (اللہ سے ڈرنے والے) پرہیزگار لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو خواہ بدحال ہوں یا خوش حال، ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور غصے کو ضبط کرتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں، ایسے نیک اور احسان کرنے والے لوگوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔"

میاں محمد بخش ؒ کہتے ہیں:۔

تو‌ں بیلی تے سب جگ بیلی ہر بیلی وی بیلی
سجناں باجھ محمد بخشا سنجی پئی حویلی

یعنی اے اللہ! اگر تو دوست ہے تو پھر سارا جہان ہی دوست ہے اور اے محمد بخش! دوست کے بغیر تو گھربار ویران ہے۔

دوستی کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب وطن عزیز میں نوجوان نسل کی اکثریت کو دیکھا جائے تو مایوسی ہوتی ہے کہ اپنے اسلاف کے ناموں، کارناموں اور قربانیوں سے ناواقف نسل اپنے فلمی ستاروں، اداکاروں اور کھلاڑیوں کے ہر معاملے سے واقف ہوتی ہے۔ کتنے ہی ذہین وفطین طلباء ایسے ہوتے ہیں جو بری دوستی اور بری صحبت کی وجہ سے اپنا مستقبل برباد کر بیٹھتے ہیں اور عمر بھر اس کی تلافی نہیں کر پاتے اور کتنی ہی سعید فطرت طالبات بری دوستی اور بری سوسائٹی کی وجہ سے اپنی زندگیاں برباد کر بیٹھتی ہیں۔ اس سلسلے میں والدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنی اولاد کو بچپن سے ہی نیک بچوں سے دوستی کی عادت ڈالیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

((مجالسة الاشرار تورث سوء الظن بالاخيار و مجالسة الاخيار تلحق الاشرار بالاخيار و مجالسة الفجار للابرار تلحق الفجار بالابرار)) ۴۷

"بدکاروں کے پاس بیٹھنے سے نیک بدظن ہو جاتے ہیں اور نیک افراد کے

Marfat.com

پاس بیٹھنے سے بدکار بھی ان سے ملحق ہو جاتے ہیں اور فاجروں کی نیک افراد کے پاس نشت و برخاست انہیں نیکوکاروں سے ملحق کر دیتی ہے۔"

دوست کی اہمیت اس وقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے جب ہم دوزخ میں داخل ہوتے وقت اہلِ عذاب کی چیخ و پکار اور مدد کی التجا کا تذکرہ پڑھتے ہیں۔ روز قیامت وہ کس طرح فریاد کر رہے ہوں گے؟ قرآن کریم ان کی زبان میں کہتا ہے:

{فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾} ۴۸

"(آج) ہمارے لئے نہ تو کوئی شفاعت کرنے والا ہے اور نہ کوئی سچا دوست ہے۔"

امام جعفر بن محمد الصادقؑ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"دوست کا کردار اس درجہ اہم اور عظیم ہے کہ اہلِ عذاب بھی اپنے دوستوں کو مدد کے لئے بلائیں گے اور قبل اس کے کہ جہنم کے کھولتے پانی (حمیم) کو پئیں آتش جہنم میں انہیں پکاریں گے۔"

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں "صدیق حمیم" سے مراد ایسا مخلص اور حقیقی دوست ہے جو وفادار ہو اور دوست کی مدد کے لئے اُٹھ کھڑا ہو۔ یہاں تک کہ اہلِ عذاب بھی اپنے دائیں بائیں دیکھیں گے اور اپنے کسی دوست کو تلاش کریں گے لیکن انہیں ان میں سے کوئی بھی نظر نہیں آئے گا۔ لہٰذا ایک دوسرے سے سوال کریں گے کہ میرا وہ فداکار دوست کہاں ہے؟ اس وقت انھیں احساس ہوگا کہ غیر مومن اور غیر خدا پرست شخص کے ساتھ ان کی دوستی کسی مضبوط بنیاد پر استوار نہ تھی لہٰذا موت کے بعد باقی نہیں رہی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

{اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿٦٧﴾} ۴۹

"آج کے دن صاحبانِ تقویٰ کے سوا تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔"

Marfat.com

اچھے دوست کی ضرورت:

انسان کی زندگی میں دوست کی ضرورت ایک نفسیاتی ضرورت ہے، کیوں کہ انسان فطرتاً سماجی ہوتا ہے اور وہ برابر کے انسانی تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ اپنی ذات اور وجود کو ثابت کر سکے۔ اپنے ہم جنسوں کی صحبت میں رہنا اس کی فطرت ہے۔ صحیح معنوں میں دوستی کا رشتہ استوار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فریقین متوازن اور پختہ اذہان کے ہوں اور دوستی کے آداب سے آشنا ہوں نیز دوستی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو توڑ سکیں۔ ہر انسان اس بات کا خواہاں ہے کہ کوئی ایسا ہمدم ملے جس سے وہ کھلے دل سے اپنے جذبات کا اظہار کر سکے، جو اس کی باتوں کو توجہ اور دلچسپی سے سنے اور مفید مشوروں سے نوازے، جس سے وہ اندرونی معاملات پر تبادلہ خیال کر سکے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک صاحب کتاب نبی ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ سے نیک دوست کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

{وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾} ۵۰

"اور میرے لئے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے۔ ہارون (علیہ السلام) جو میرا بھائی ہے، اس کے ذریعے سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے تاکہ ہم تیری خوب تسبیح کریں اور تجھے کثرت سے یاد کریں۔ یقیناً تو ہی ہمارے حال پر خوب نظر رکھنے والا ہے۔"

ایک نیک دوست کی ضرورت ایک نبی علیہ السلام بھی محسوس کرتے ہیں جن کا ہر وقت ملاء اعلیٰ سے اور فرشتوں سے برابر رابطہ اور تعلق رہتا ہے۔ کیا فتنوں اور شر سے لبریز دور حاضر میں نیک دوست کی ضرورت واہمیت سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

دوست انسان کی ایک ایسی ضرورت ہے کہ جس کے بغیر اس کی زندگی ادھوری ہے

Marfat.com

اس بات کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر کسی شے کو دو اکائیوں میں تقسیم کر دیا جائے تو دوسری اکائی اس کا دوست ہے یعنی دوست کے بغیر اس کا وجود آدھا ہے اور آدھا بذات خود کسی تعریف میں نہیں آتا جب تک کہ اس کا دوسرا حصہ بھی اس کے ساتھ نہ ملے۔ یہی وجہ ہے کہ دوست کے بغیر جینے کا لطف نہیں آتا، ہر سو تنہائی اور ویرانی کا احساس ہوتا ہے، یوں لگتا ہے جیسے کوئی قیمتی چیز کھو گئی ہے۔ اسی لئے انسان فطری طور پر ایک ایسے دوست کی تلاش میں رہتا ہے جو مخلص ہو، باوفا ہو، غمگسار ہو، جسکی محبت بے لوث ہو، جس میں اپنائیت و چاہت ہو اور جو دوست کی خوشی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار رہتا ہو۔

اگر خوش قسمتی سے کوئی ایسا دوست مل جائے تو پھر زندگی کے چمن میں اک بہار آجاتی ہے، کلیاں چٹکتی ہیں، پھول کھلتے ہیں اور ہر سو ہریالی اور رنگینی کا احساس ہوتا ہے گویا قوسِ قزح کے رنگ فضاؤں میں بکھر گئے ہیں اور دنیا جہاں کی نعمتیں ہاتھ آگئی ہیں۔ انسان کا رتبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو جائے، اگر وہ صرف اپنی ذات تک محدود رہے تو وہ کمزور ہی رہتا ہے۔ اس کو ہمیشہ کسی ایسے فرد کی ضرورت رہتی ہے جو اس کی باتیں سنے، اس کی دل جوئی اور غمگساری کرے اور اس کے ساتھ تعاون کرے۔ زندگی کے تسلسل اور برابر کے تعلقات کی بحالی کا یہی راز ہے۔ وہ معاشرے جہاں انسانوں کے باہمی تعلقات مثالی ہوتے ہیں، وہ ترقی یافتہ معاشرے کہلاتے ہیں۔

تعمیر شخصیت میں دوستوں کا کردار:

ایک انسان کی اچھی یا بری شخصیت بہت سارے عوامل اور اسباب کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے جن میں سب سے اہم سبب اس کے دوست، احباب اور اس کے ساتھ میل جول رکھنے والے ہوتے ہیں۔ انسان جیسی صحبت اختیار کرتا ہے ویسا ہی اثر اس کی ذات اور شخصیت پر پڑتا ہے۔ اچھی صحبت سے اسے فرحت و انبساط، ذہنی آسودگی اور علم و ادب حاصل ہوتا ہے، جب کہ بری صحبت اس کے اخلاق و کردار میں فساد پیدا کر دیتی ہے اور اس کا

Marfat.com

ذہن پراگندہ ہوجاتا ہے۔ برا دوست آپ کی ذلت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ وہ آپ کی عزت نیلام کرسکتا ہے اور آپ کی وسیع النظری کو کوتاہ اندیشی میں بدل سکتا ہے۔ مخلص اور سچا دوست آپ کی شخصیت کی تعمیر میں مدد دیتا ہے، آپ کی خواہشات پر اثر انداز ہوتا ہے اور انتہائی خاموشی سے آپ کو دوسروں سے متعارف کراتا ہے۔ مجتبیٰ موسوی لکھتے ہیں:

''انسانی شخصیت پر ماحول کے اثرات کا مسئلہ تربیت کے بنیادی مباحث میں سے ہے اور ہمیشہ علماء اخلاق کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ انسان کی روحانی اور جسمانی حیات کے تار و پور معاشرہ سے مل کر تشکیل پاتے ہیں۔ اسی لئے اس کی شخصیت کی تعمیر میں معاشرہ کے کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح ہمارے جسم کو کھانے پینے کی مختلف اشیاء سے توانائی ملتی ہے بالکل اسی طرح روح بھی دوستوں کی ہم نشینی سے کبھی تو بلند اخلاق سیکھتی ہے اور کبھی مختلف برائیوں سے آلودہ ہوجاتی ہے۔'' ۵۱

یقیناً انسان کی سیرت اور شخصیت کے تعمیری عوامل میں سب سے زیادہ اہم اور مؤثر عامل اس کا دوست ہی ہوتا ہے کیونکہ انسان چار و ناچار اس کا اثر ضرور قبول کرتا ہے، نیز اپنے اکثر و بیشتر افکار اور اخلاقی صفات اپنے دوستوں اور ہم نشینوں سے ہی حاصل کرتا ہے اور یہ حقیقت علمی، تجرباتی اور مشاہداتی طور پر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((المرء علیٰ دین خلیله فلینظر احد کم الیٰ من یخالل)) ۵۲

''ہر شخص اپنے دوست کی عادات و اطوار اپناتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔''

امام خطابیؒ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں رقمطراز ہیں:

''اس کا معنی یہ ہے کہ تو صرف اس کو دوست بنا جس کی دین داری اور امانت داری تجھے پسند ہو، کیونکہ جب تو اس کو دوست بنا لے گا تو وہ تجھے اپنے دین اور

Marfat.com

مذہب کی طرف لے جائے گا لہٰذا تو اپنے دین کے معاملے میں دھوکہ نہ کھا اور نہ ہی اپنے آپ کو اس طرح خطرے میں ڈال، کہ تو ایسے شخص کو دوست بنا لے جس کے دین اور مذہب کو تو پسند نہیں کرتا۔" ۵۳

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"کوئی بھی چیز اپنے ساتھی کی نشاندہی نہیں کرتی حتیٰ کہ دھواں بھی آگ پر، جتنا کہ دوست اپنے دوست کی پہچان کرواتا ہے۔" ۵۴

تعمیر سیرت میں نمایاں کردار نیک لوگوں کی صحبتوں کا ہی ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اچھے دوستوں کی ہم نشینی کے مثبت اثرات کا ذکر ملتا ہے۔ مثال کے طور پر سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے قید کے ساتھیوں کے ساتھ جس حُسنِ سلوک کا مظاہرہ فرمایا اور ان کی تربیت کا جو طریقہ اپنایا وہ بے مثال ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

{نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾} ۵۵

"ہمیں ان کی تعبیر بتا دیجئے ہم تمہیں نیکو کار دیکھتے ہیں۔"

یعنی قید خانہ کے ساتھیوں نے آپ علیہ السلام کی بے داغ سیرت و کردار کا مشاہدہ کیا، اور یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوئے کہ آپ علیہ السلام نیک طینت انسان ہیں۔ بے شک نیک لوگ اپنی عادتوں سے جانے جاتے ہیں اور ان کی ہم نشینی کا فائدہ بھی ضرور ہوتا ہے جیسا کہ آپ علیہ السلام نے خواب کی تعبیر سنانے سے پہلے توحید کی دعوت دی، شرک اور شرک کی بے ثباتی کا تذکرہ یوں فرمایا:

{یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾} ۵۶

"میرے جیل خانے کے رفیقو! بھلا کئی جدا جدا آقا اچھے یا (ایک) اللہ یکتا و غالب؟"

اس واقعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ دوستی اور میل جول انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اسی کے زیر اثر وہ اپنے دوستوں کا دین اپنا لیتا ہے۔ لہٰذا جب بھی کسی سے دوستی کرنا

Marfat.com

چاہیں تو اس شخص کے دین کی تحقیق ضرور کرلیں اور جب تک مطمئن نہ ہو جائیں کہ مدِمقابل آپ کو آپ کے عقیدے اور دین سے منحرف نہ کرے گا بلکہ آپ کے دین میں تقویت کا باعث ہو گا، اس وقت تک اس کی جانب دوستی کا ہاتھ نہ بڑھائیں۔

انسانوں کے بارے میں فیصلہ کرنے کا ایک ذریعہ ان کے دوست بھی ہیں۔ لہٰذا اگر آپ کسی انسان کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ فیصلہ کس بنیاد پر کریں گے؟ اس کے جواب میں سیدنا سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں:

((لا تحکموا علی رجل بشیء حتی تنظروا الیٰ من یصاحب)) ۵۷

"کسی شخص کے بارے میں اس وقت تک فیصلہ نہ دو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ کس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔"

یہ وہی معروف مثل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تم بتاؤ کس کے دوست ہو، تا کہ ہم بتائیں کہ تم کون ہو۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کو اس کے ہم فکر اور ہمدم سے ہی پہچانا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہر شخص اپنے ہم رنگ سے مانوس ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

((ختبروا النّاس باخدانهم)) ۵۸

"لوگوں کی شناخت اُن کے دوستوں کے ذریعے کرو۔"

لہٰذا جو کوئی بھی اپنے لئے کسی کو اپنا ہمراز اور دوست منتخب کرتا ہے، درحقیقت وہ اس سے فکری و روحانی مماثلت رکھتا ہے اور اپنی شخصیت پر اپنے دوست کے اثرات کو قبول کرتا ہے۔ جب انسان کسی کی جانب کشش محسوس کرتا ہے اور اس کا شیفتہ ہوتا ہے تو دراصل اسکی صفات اور عادات واطوار کا شیفتہ ہوتا ہے اسکی شخصیت کے عناصر سامنے والے فرد کی شخصیت کے عناصر سے نزدیک ہوتے ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((النفوس اشکال فما تشاکل منها اتفق والناس الیٰ اشکالهم امیل)) ۵۹

"نفوس مختلف اور طرح طرح کی شکلوں کے ہوتے ہیں ایک جیسی شکلیں آپس

Marfat.com

میں مل جاتی ہیں اور لوگ اپنی شکلوں کی جانب زیادہ مائل ہوتے ہیں۔"

آپ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((فساد الاخلاق معاشرة السفهاء و صلاح الاخلاق بمنافسة العقلاء والخلق.... فمن كانت اخوته فى غير ذات الله فانها تحوز عداوة)) ۶۰

"احمقوں اور بیوقوفوں کے ساتھ ہم نشینی اخلاقی بگاڑ پیدا کرتی ہے اور عقلمندوں کے ساتھ میل جول اخلاقی سدھار کا موجب ہوتا ہے۔ لوگ طرح طرح کے ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنے جیسے شخص کے ساتھ گامزن ہے۔ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اب جس کی برادری اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہو وہ دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔"

اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے معنی ہیں:

{اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾} ۶۱

"آج کے دن صاحبانِ تقویٰ کے سوا تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔"

قرآن کریم نے حساب اور عذاب کے موقع پر برے دوست کی کیفیت کے متعلق اس طرح فرمایا:

{قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾} ۶۲

"ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک دوست تھا اور (مجھ سے) کہا کرتا تھا کہ کیا تم بھی قیامت کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو۔ بھلا

Marfat.com

جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو ہمیں ہمارے عمل کا بدلہ دیا جائے گا؟
(پھر بہشت میں اپنے ساتھیوں سے کہے گا) کیا تم لوگ بھی اسے دیکھو گے۔
یہ کہہ کر نگاہ ڈالی تو اسے بیچ جہنم میں پڑا ہوا دیکھا (یہ دیکھ کر بے ساختہ) کہے گا
کہ اللہ کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے بھی تباہ کر دیتا۔"

قرآن کریم ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

{قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَیْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ﴿۲۸﴾ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۲۹﴾ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ﴿۳۰﴾} ۶۳ے

"اس وقت اس کا دوست کہے گا پروردگارا! ہم نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ تو خود گمراہی میں بہت دور چلا گیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہمارے سامنے جھگڑا نہ کرو میں تو تم کو پہلے ہی عذاب کی خبر دے چکا تھا میرے یہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں بندوں پر ذرہ برابر ظلم کیا کرتا ہوں۔ اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر چکی ہے تو وہ کہے گی: کیا کچھ اور مل سکتا ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ان برے دوستوں کے متعلق اس طرح فرماتا ہے:

{ وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ } ۶۴ے

"اور ہم نے ان پر ایسے احباب اور ہم نشینوں کو مقرر کیا کہ جنھوں نے جو کچھ ان کے سامنے تھا اور جو کچھ ان کے پیچھے تھا اسے ان کی نظروں میں خوبصورت بنا کر پیش کیا تھا۔"

دوستی کے اثرات کو رسول کریم ﷺ نے ایک تمثیل کے ذریعے بہت دل نشین انداز میں سمجھایا ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((انما مثل الجليس الصالح والجليس السوء كحامل المسك و نافخ الكير فحامل المسك اما ان يحذيك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ريحا طيبة و نافخ الكير اما ان يحرق ثيابك واما ان تجد منه ريحا خبيثة)) ٦٥

"نیک دوست کی مثال کستوری فروش کی سی ہے اور برا دوست بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری بیچنے والا یا تو از خود تجھے کچھ خوشبو دے دے گا یا تو اس سے خرید ہی لے گا (اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوئیں تو) کم از کم تجھے اس کی مہک تو حاصل ہوتی ہی رہے گی۔ رہا بھٹی جھونکنے والا، یا تو وہ تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے ناگوار دھواں تو پھانکنا ہی پڑے گا۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک دوست کی اپنی اچھائی اور برائی کے اثرات دوسرے دوست پر ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیک دوست کو کستوری فروش سے تشبیہ دی ہے، کیونکہ جب آپ ایسے دوست کے پاس بیٹھیں گے تو تین باتوں میں سے ایک نہ ایک ضرور حاصل ہوگی۔ یا تو وہ آپ کو خوشبو کا ہدیہ اور تحفہ پیش کرے گا، یا آپ اس سے قیمتاً خرید لیں گے، یا کم از کم اچھی خوشبو ہی حاصل ہوگی جو آپ کے دل پر، آپ کے جسم پر اور آپ کے لباس پر اثر انداز ہوگی۔ ایسا ہی نیک دوست ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے سے ضرور فائدہ حاصل ہوگا۔

برے دوست کے لئے حدیث مبارکہ میں "نافخ" کا لفظ وارد ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ ایک پرانی مشک یا سخت سا چمڑا ہوتا ہے جس کے ذریعے آگ میں پھونکا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برے دوست کی مثال بھٹی جھونکنے والے سے دی ہے یا تو اس کی آگ سے چنگاریاں آپ پر پڑیں گی اور آپ کے کپڑوں کو جلا دیں گی، یا کم از کم ایک ناگوار بُو آپ کو حاصل ہوگی، یا اس کا اثر آپ کے کپڑوں اور بدن پر ہوگا۔ ایسا ہی برا دوست ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے سے نقصان ضرور ہوگا۔ ٦٦

Marfat.com

اسی طرح امام نووی ؒ لکھتے ہیں:

''اس حدیث مبارکہ میں اہل خیر، اہل مروت اور با اخلاق، پرہیزگار، اہل علم اور باادب نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور برے، اہل بدعت، لوگوں کی چغلی کھانے والے اور جن کی برائیاں، فسادات اور جھوٹی باتیں بڑی لمبی چوڑی ہوں، ایسے لوگوں کے ساتھ مل بیٹھنے سے روکا گیا ہے۔'' ٦٧

غیرت مندی اور خودداری جیسی صفات رکھنے والا عقاب اگر گدھوں اور کوؤں سے مل جائے تو اپنی اچھی صفات سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ پس نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ بری صحبت کو ترک کر دیں، اور اچھے دوست ڈھونڈیں۔ وہ گناہوں سے دور ہو جائیں گے اور گھٹیا صفات اور مجرمانہ خیالات ان کا پیچھا چھوڑ دیں گے۔ امام ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں:

''جس شخص کی وجہ سے دین و دنیا کا نقصان ہو، اس کے ساتھ مل بیٹھنے سے حدیث میں منع کیا گیا ہے اور جس کی وجہ سے دین و دنیا کا نفع ہو اس کے ساتھ بیٹھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔'' ٦٨

بعض روایات میں صاحب علم دوست کو کھجور کے میوہ دار درخت کی مثل قرار دیا گیا ہے جو انسان کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور کہیں کعبۃ اللہ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس کی زیارت کے لئے زحمت بھی اٹھانا پڑے تو اٹھائی جانا چاہیئے۔ ٦٩

ایک حدیث مبارکہ میں سیدنا سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا یہ فرمان منقول ہے:

((لا تحکموا علی رجل بشیء حتی تنظروا الی من یصاحب، فانما یعرف الرجل باشکاله واقرانه وینسب الی اصحابه واخدانه)) ٧٠

''جب تک کسی انسان کے دوستوں کو اچھی طرح نہ دیکھو تو اس وقت تک اس کے بارے میں کوئی رائے قائم نہ کرو کیونکہ انسان اپنے دوست واحباب اور یار وانصار سے پہچانا جاتا ہے۔''

Marfat.com

عبید بن عمیرؒ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اے اللہ! برے لوگوں کو میرا دوست نہ بنا، ورنہ میں بھی برا آدمی بن جاؤں گا۔" اے

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ایک طویل حدیث مبارکہ کا ٹکڑا ہے:

((ومن اشتبه عليكم امره ولم تعرفوا دينه، فانظروا الى خلطائه فان كانوا اهل دين الله فهو على دين الله، وان كانوا على غير دين الله فلا حظ له من دين الله)) ٢ے

"جب تک کسی شخص کی کیفیت اور حقیقت حال کو نہ پہچان سکو اور اس کے دین کے متعلق بھی تمہیں معلوم نہ ہو سکے تو اس کے دوست اور احباب کو دیکھ لیا کرو، اگر تو وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے پابند ہیں تو وہ بھی دین الٰہی کا پیروکار ہوگا اور اگر وہ اہل دین نہیں ہیں تو اس کا بھی دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ بسا اوقات کسی شخص کی نیک بختی اور بدبختی کے لئے اس کی دوستی سب عوامل سے مؤثر عامل ہوتی ہے۔ یا تو یہ دوستی اسے فنا کی سرحدوں تک لے جاتی ہے اور یا پھر اعزاز و افتخار کی بلندیوں تک جا پہنچاتی ہے۔

امام محمد بن علی التقیؒ اپنے آباء کے سلسلہ سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اياك و مصاحبة الشرير فانه كالسيف المسلول يحسن منظره ويقبح اثره)) ٣ے

"بُرے شخص کی ہم نشینی سے بچو کیونکہ وہ شمشیر برہنہ کی مانند ہوتا ہے جس کا ظاہر خوبصورت اور اثر بہت خطرناک ہوتا ہے۔"

بے شک انسانی زندگی پر اچھی دوستی کے نفع بخش اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ اچھا دوست آپ کو خیر اور بھلائی کی جانب راہنمائی کرے گا۔ اور آپ کو دین و دنیا کی بہتری کا مشورہ دے گا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری پر راغب کرے گا۔ آپ کے عیوب کی

Marfat.com

بھی نشاندہی کرتا رہے گا۔ برے اخلاق چھوڑ کر اچھے اخلاق اپنانے کی دعوت دے گا، آپ کی موجودگی یا عدم موجودگی میں آپ کی خیر خواہی کرے گا اور آپ کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی آپ کے لئے دُعا مغفرت کرے گا۔

اسی طرح بری صحبت اختیار کرنے سے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ کیونکہ برے دوست کے تمام احوال ونقائص میں آپ اس کے برابر کے شریک ہیں۔ اور سب سے برا اثر جو انسان پر مرتب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یا تو برا دوست آپ کو بھی برائی میں شرکت کی دعوت دے گا جو آپ کے دین و دنیا دونوں کے لئے مضر ہے یا پھر برائی پر آپ کی حوصلہ افزائی کرے گا۔ اور آپ کو والدین کی نافرمانی اور قطع رحمی پر اُبھارے گا۔ آپ کے رازوں کو مخفی رکھے گا تا کہ آپ اپنے گناہوں کو جاری رکھیں۔ نیز آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے رازوں کو افشاء کر دے گا جو آپ کے لئے ذلت و رسوائی کا سبب ہو گا۔

دوستی کے حقوق:

دوستی ایک روحانی رشتہ ہے جس میں دو انسان یک جان دو قالب ہوتے ہیں اور ان کا عمل، طرز تفکر اور خط ایک ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ دوستی کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ دوست اور دوستی کے حقوق، وہ بنیادی مسئلہ ہے جس کے ذریعے دوستی کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا جا سکتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں دوستوں کے مادی و معنوی حقوق کے بیان کے ساتھ ساتھ ان کی ادائیگی کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ نیز کچھ حدود ہیں جن سے تجاوز نہیں ہونا چاہیئے، ورنہ دوستی اور محبت کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((امرنی ربی بمداراۃ الناس کما امرنی باداء الفرائض)) [۴۷]

''میرے رب نے مجھے لوگوں کے ساتھ رواداری کا ایسے حکم دیا ہے جیسے واجبات کا۔''

دوستوں کے ایک دوسرے پر متعدد حقوق ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے کثیر ارشادات میں سے چند ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں آپ

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ پوچھا گیا: وہ کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اذا لقیته فسلم علیه، و اذا دعاك فاجبه، واذا استنصحك فانصح له، واذا عطس فحمد الله فشمته، و اذا مرض فعده، واذا مات فاتبعه)) ۵۷

”جب تو اسے ملے تو السلام علیکم کہہ، اور جب وہ تجھے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کر، اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کر، اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ، اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کر، اور جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں شامل ہو۔“

معلّی بن خنیسؒ کا بیان ہے کہ امام جعفر بن محمد الصادقؒ نے اپنے آباء واجداد کے سلسلہ سند سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ مومن کے مومن پر سات واجبی حقوق ہیں۔

((ایسر حق منھا: ان تحب له ما تحب لنفسك وان تکره له ما تکره لنفسك))

”ان حقوق میں سب سے آسان حق یہ ہے کہ مومن جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے دوست کے لئے اور جو خود ناپسند کرے وہی دوسرے کے لئے ناپسند کرے۔“

((ان تعینه بنفسك ومالك ولسانك ویدیك ورجلیك))

”اپنے دوست کی جان ومال، ہاتھ پاؤں اور زبان سے مدد کرے۔“

((ان تتبع رضاه و تجتنب سخطه و تطیع امره))

”اس کی رضامندی کے درپے رہے، اس کو ناراض نہ ہونے دے۔“

((ان تکون عینه ودلیله امرأته))

”اس کے لئے نگاہ وآئینہ صفت رہنما بنے۔“

((ان لا تشبع ویجوع ولا تردیٰ ویظمأ وتکسی ویعری))

Marfat.com

"وہ بھوکا ہو تو یہ شکم سیر نہ ہو، وہ پیاسا ہو تو یہ سیراب نہ ہو، یہ لباس پہنے تو وہ برہنہ نہ ہو۔"

((ان یکون لك خادم ولك امرأۃٌ تقوم علیك ولیس له امرأۃ تقوم علیه، وان تبعث خادمك یغسل ثیابه و یصنع طعامه ویتهیئو فراشه))

"تمہارے پاس خادم ہو یا تمہاری خادمہ ہو جو تمہاری خدمت کرے اور دوست بے نوکر چاکر ہو۔ اس وقت تم پر فرض ہے کہ اپنے نوکر کو بھیج کر اس کے کپڑے دھلوادو، اس کے لئے کھانا پکوادو، اس کا بچھونا بچھوادو۔"

((تبّر قسمه و تجیب دعوته و تعود مریضه و تشهد جنازته وان کانت له حاجة تبادر مبادرۃ الیٰ قضاءها ولا تکلفه ان یسئلکها))

"دوست، دوست کی قسم پوری کرے، اس کی دعوت قبول کرے، بیمار ہو تو عیادت کرے، مرجائے تو جنازے میں شریک ہو اور اگر اسے کوئی ضرورت پیش آجائے تو اسے پورا کرنے میں پوری کوشش اور جلدی کرے، تاکہ وہ مجبور ہو کر تم سے سوال نہ کرے۔"

اس کے بعد فرمایا:

((فاذا فعلت ذلك وصلت ولایتك بولایته و ولایته بولایتك)) ۶ کے

"اگر یہ مرحلے طے کر لئے تو تمہاری محبت اس کی محبت اور اس کی محبت تمہاری محبت سے وابستہ ہوگئی۔"

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں:

((صحبت ابن عمر و انا ارید ان اخدمه. فکان هو الذی یخدمنی)) ۷ کے

Marfat.com

''میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت کے ارادے سے ان کی صحبت اختیار کی لیکن وہ میری خدمت کرتے تھے۔''

حالانکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُستاد تھے اور امام مجاہدؒ ان کے شاگرد تھے۔ تو استاد اپنے شاگرد کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ گویا وہ ان کے خادم ہیں۔

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((للمسلم علی اخیہ ثلاثون حقا....)) ۸۷

مسلمان کے ذمے اپنے بھائی کے تیس حقوق ہیں جنہیں ادا یا معاف کئے بغیر ان سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔

۱۔ اس کی لغزشوں سے درگزر کرے۔
۲۔ اس کی چشم گریاں پر رحم کرے۔
۳۔ اس کی پردہ پوشی کرے۔
۴۔ اس کی غلطی کو معاف کرے۔
۵۔ اس کی معذرت قبول کرے۔
۶۔ اس کی غیبت گوئی کو مسترد کرے۔
۷۔ اسے ہمیشہ نصیحت کرے۔
۸۔ اس کی دوستی کی پاسداری کرے۔
۹۔ اس کی ذمہ داریوں کا لحاظ کرے۔
۱۰۔ بیماری میں اس کی عیادت کرے۔
۱۱۔ اس کے جنازے پر حاضر ہو۔
۱۲۔ اس کی دعوت قبول کرے۔
۱۳۔ اس کا تحفہ قبول کرے۔
۱۴۔ اس کے احسان کی جزا دے۔

Marfat.com

۱۵۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔

۱۶۔ اس کی اچھی نصرت کرے۔

۱۷۔ اس کے ناموس کی حفاظت کرے۔

۱۸۔ اس کی حاجت روائی کرے۔

۱۹۔ اس کے مسائل کے لئے حل تلاش کرے۔

۲۰۔ اس کے چھینکنے پر اسے دعا دے۔

۲۱۔ اس کی گمشدہ چیز کو تلاش کرے۔

۲۲۔ اس کے سلام کا جواب دے۔

۲۳۔ اس کے ساتھ شیریں کلامی سے پیش آئے۔

۲۴۔ اس کے دوستوں سے دوستی کرے۔

۲۵۔ اس کے دوستوں کے ساتھ دشمنی نہ کرے۔

۲۶۔ وہ ظالم ہو یا مظلوم اس کی مدد کرے۔ (ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے باز رکھے)

۲۷۔ اسے اکیلا نہ چھوڑے۔

۲۸۔ اسے ظالم کے سپرد نہ کرے۔

۲۹۔ اسے رسوا نہ کرے۔

۳۰۔ جو اپنے لئے ناپسند کرے، اس کے لئے بھی ناپسند کرے۔

امام موسیٰ بن جعفر الکاظمؑ اپنے آباء کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا تضيع حق اخيك اتكالا على ما بينك و بينه فانه ليس بأخ من ضيعت حقه ولا يكونن اخوك اقوى على قطيعتك منك على صلته)) ۹ے

"اپنے مابین موجود تعلقات پر بھروسہ کر کے اپنے بھائی کے حقوق ضائع نہ

Marfat.com

کرو، کیونکہ جو اپنے دوست کا حق ضائع کرتا ہے وہ دوست نہیں ہے۔تمہارے دوست کو تم سے تعلق قطع کرنے پر اتنی قدرت نہیں ہونی چاہیئے جتنی تمہیں اس سے تعلق قائم رکھنے پر ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

((ما أقبح بالرجل ان یعرف اخوہ حقه ولا یعرف حق اخیه)) ۸۰

"آدمی کے لئے کس قدر قبیح ہے کہ اس کا بھائی تو اس کے حق کی پاسداری کرے اور یہ اپنے بھائی کا حق ادا نہ کرے۔"

دوست کے بچوں سے پیار بھی دوستی کے حقوق میں سے ہے۔حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((اذا دخل علیك صبی جارك فضعی فی یدہ شیئا فان ذلك یجر المودة)) ۸۱

"اگر تمہارے پاس گھر میں پڑوسی کا بچہ آئے تو تمہیں چاہیئے کہ اس کے ہاتھ میں کوئی کھانے پینے کی چیز رکھ دو، اس لئے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔"

دوستوں کے حقوق و فرائض کے حوالے سے رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ امام علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما نے اپنی ایک دعا میں یوں بیان فرمایا ہے:

((اللهم صل علی محمد و آله، و تولنی فی جیرانی و موالی... ووفقهم لاقامة سنتك والاخذ بمحاسن أدبك فی ارفاق ضعیفهم وسد خلتهم و عیادة مریضهم و هدایة مسترشدهم و مناصحة مستشیرهم و تعهد قادمهم و کتمان أسرارهم و ستر عوراتهم ونصرة مظلومهم و حسن مواساتهم بالماعون والعود علیهم بالجدة والافضال و اعطاء ما یجب لهم قبل السوال)) ۸۲

Marfat.com

''اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی آل علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور میری اس سلسلہ میں بہترین نصرت فرما کہ میں اپنے ہمسایوں اور ان دوستوں کے حقوق کا لحاظ رکھوں ۔۔۔اور انہیں اپنے طریقوں کے قائم کرنے اور عمدہ اخلاق و آداب سے آراستہ ہونے کی توفیق دے، اس طرح کہ وہ کمزوروں کے ساتھ نرم رویہ رکھیں اور ان کے فقر کا مداوا کریں۔ مریضوں کی بیمار پرسی، طالبان ہدایت کی ہدایت، مشورہ کرنے والوں کی خیر خواہی اور تازہ وارد سے ملاقات کریں۔ رازوں کو چھپائیں۔ عیبوں پر پردہ ڈالیں۔ مظلوم کی نصرت اور گھریلو ضروریات کے ذریعے حسن مواسات کریں اور بخشش و انعام سے فائدہ پہنچائیں اور سوال سے پہلے ان کی ضروریات مہیا کریں۔''

ایک مسلمان بھائی پر دوسرے مسلمان بھائی کے حقوق کے حوالے سے آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا يبع بعضكم على بيع بعض و كونوا عباد الله اخوانا. المسلم أخو المسلم. لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره. التقوىٰ هٰهنا.. ويشير الى صدره ثلاث مرار)) ۸۳

''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور اشیاء کی قدر و قیمت بتانے میں مبالغے اور دھوکے سے کام نہ لو، اور آپس میں دشمنی نہ رکھو، نہ تعلقات منقطع کرو۔ کوئی تم میں سے دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو ذلیل کرے، نہ اس کو حقیر جانے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے۔۔۔اور آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا۔''

یعنی ظاہر میں عمدہ اعمال کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک اس کا سینہ صاف نہ

Marfat.com

ہو۔ مسلمان پر مسلمان کے حقوق تو بہت ہیں لیکن جامع معنی کے طور پر یہی بات دہرائی جا سکتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((المسلم أخو المسلم)) ۸۴

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔"

جب وہ اخوت کے مقام پر آ گیا تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہر چیز جس میں خیر ہو وہ اس کے لئے اختیار کرے اور ہر اس چیز سے باز رہے جو اس کو تکلیف پہنچا سکتی ہو۔ یہ جان لینا چاہیئے کہ دوستوں کے حقوق کی ادائیگی ہی درحقیقت دوستی کو مضبوط اور پائیدار کرتی ہے۔

امام علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ ہے:

((واما حق الصاحب فان تصحبه بالفضل ما وجدت اليه سبيلا والا فلا اقل من الانصاف وان تكرمه كما يكرمك و تحفظه كما يحفظك ولا يسبقك فيما بينك و بينه الى مكرمة فان سبقك كافاته ولا تقصر به عما يستحق من المودة، تلزم نفسك نصيحته وحياطته، معاضدته على طاعة ربه و معونته على نفسه فيما يهم به من معصية ربه . ثم تكون عليه رحمة، ولا تكون عليه عذابا ولا قوة الا بالله)) ۸۵

"دوست کا حق یہ ہے کہ اسے حتی المقدور ترجیح دو۔ اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم برابری ضرور کرو۔ اس کا اکرام کرو جیسے وہ تمہارا اکرام کرتا ہے، اس کا تحفظ کرو جیسے وہ تمہارا تحفظ کرتا ہے۔ آپس میں کسی اچھے کارنامے میں وہ تم پر سبقت نہ لے جائے۔ اگر سبقت لے جاتا ہے تو اسے اس کا صلہ دو۔ جتنی محبت کا وہ مستحق ہے اس میں کوتاہی نہ کرو۔ اس کی نصیحت کو اپنے آپ پر لازم قرار دو اور اللہ کی اطاعت پر اس کی مدد کرو۔ اللہ کی معصیت کے خلاف اس کی مدد کرو۔ اس

Marfat.com

کے لئے رحمت بنو، عذاب نہ بنو۔اور (جان لو کہ) طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔"

امام ابو حامد غزالیؒ نے دوستوں کے حقوق کی دس اقسام بیان کی ہیں۔وہ فرماتے ہیں: مصاحبت نکاح کی مانند ہے اور اس کے کچھ حقوق ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ پہلا حق مالی ہے کہ دوست بھائی کے حق کو مقدم جانے، دوسرے دوست بھائی کو اپنی طرح جانے اور اس کے مال کو مشترک سمجھے۔تیسرے یہ کہ اسے غلام یا خادم سمجھے کہ جو بھی چیز ضرورت سے زائد ہو وہ بن مانگے اس تک پہنچا دے۔

۲۔ ہر کام میں دوست کی درخواست، خواہش سے پہلے اس کی خدمت کشادہ دلی اور وسعت قلبی سے کرے۔

۳۔ دوست کے بارے میں اچھی بات کہے، اس کے عیب چھپائے، اس کے راز کو راز رکھے اور اس کی شکایت بیان نہ کرے۔

۴۔ دوستی میں مناظرہ اور اختلاف خلل کا باعث ہے۔دوست کی بات کارد کرنا اسے احمق اور جاہل سمجھنا ہے۔دوست کے رنج و راحت میں شرکت کرنا، اس کے رنج و خوشی کو اپنا جاننا، اچھے نام سے اس کو خطاب کرنا ضروری ہے۔

۵۔ دوست کی ضرورت کے مطابق اسے دینی علوم سکھائے تاکہ وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جائے۔

۶۔ بھول چوک ہو جانے پر بخش دے۔اپنے بھائی کا عذر قبول نہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے مسلمانوں سے زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا۔

۷۔ دوست کو زندگی اور موت کے بعد دعا میں یاد رکھے۔مردہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ڈوبتے ہوئے، سہارے کی تلاش میں ہو اور زندہ لوگوں کی دعا کو قبر تک رسائی ہے۔

۸۔ دوستی میں وفا کرے، یعنی دوست کے مرجانے کے بعد بھی اس کے بیوی بچوں اور احباب سے غافل نہ ہو۔

Marfat.com

۹۔ دوست کے ساتھ تکلیف کا مظاہرہ نہ کرے۔تکلیف کا مظاہرہ ناقص دوستی کی طرح ہے۔ جس دوست سے معذرت اور تکلیف کی ضرورت پڑے وہ تمام دوستوں سے بدتر ہے۔

۱۰۔ خود کو تمام دوستوں سے کم تر سمجھے۔کسی بات، حاجت اور طمع کا مطلوب نہ ہو۔خود کو دوستوں سے بہتر شمار کرنے والا گنہگار رہے۔ ۸۶

سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے آخری وقت میں بھی اپنے دوستوں کو نہیں بھولے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں کو ان الفاظ میں وصیت فرمائی:

''تم میرے دوستوں کے ساتھ اسی طرح کرنا جس طرح میں ان کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ان کو مطالبے کے لئے مجبور نہ کرنا۔جب آدمی کو ضرورت کی وجہ سے مانگنے کی نوبت آجاتی ہے تو اس کی ہاتھ پیر مضطرب ہو جاتے ہیں، اس کی رگ بھڑک جاتی ہے، اس کی زبان بوجھل ہو جاتی ہے، چہرے پر خون کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے۔اس وجہ سے ان کو مانگنے کی نوبت نہ آئے، سوال سے پہلے ان کو دے دو۔میں مناسب نہیں سمجھتا کہ کوئی دوست ضرورت کی وجہ سے بستر پر کروٹیں بدلے اور دن کو تمہارے پاس ضرورت لے کر آئے۔میں اس کی پریشانی کا عوض اس کے چہرے کی توجہ سے ادا نہیں کر سکتا، پس سوال کرنے سے پہلے اس کی ضرورتوں کو پورا کرو۔'' ۸۷

دوستی کی حدود:

مذہب اسلام ایک آسان، معتدل اور افراط و تفریط سے پاک دین ہے، اس کی تمام تعلیمات خواہ وہ عقائد سے متعلق ہوں یا عبادات سے، معاملات سے تعلق رکھتی ہوں یا معاشرت سے، عدل و انصاف اور میانہ روی پر مبنی ہیں۔نہ ان میں افراط ہے کہ عمل کرنے والا تنگ دلی کا شکار ہو جائے اور نہ تفریط و جفا ہے کہ صاحب حق کا حق ادا نہ ہو سکے بلکہ ہر میدان میں ایک درمیانی اور معتدل راہ ہے۔قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس پر کثیر

Marfat.com

دلائل موجود ہیں ۔ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''یقیناً دین آسان ہے اور جو دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آجاتا ہے نتیجتاً دین میں بلاوجہ زیادہ سختی کرنے والا دین میں زیادہ شائیں اور راستے ہونے کی وجہ سے دین کے تقاضوں پر عمل کرنے سے عاجز رہ جاتا ہے اور کچھ ہی دنوں میں تنگ دل ہو کر پسپائی اختیار کر لیتا ہے، لہٰذا تم سیدھے راستے پر رہو، صبح و شام اور کچھ حصہ رات کو عبادت کرو، میانہ روی اختیار کرو، منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔'' ۸۸

دیگر تمام معاملات کی طرح دوستی میں بھی حد اعتدال ضروری ہے ۔دوست اور دوستی کے بے شمار فوائد اور اہمیت کے پیش نظر بہت سے لوگ دوستی میں کسی قسم کی حدود و قیود کے پابند نہیں ہوتے ۔اور دوست کے سامنے اپنے سب راز بیان کر دیتے ہیں ۔لیکن احادیث مبارکہ کے مطابق دوستی انتہائی گہری و پاکیزہ ہونے کے باوجود ایک دائرہ میں محدود ہے، پس جس کسی میں یہ حدود یا ان کا کوئی حصہ پایا جائے وہ دوستی کے لائق ہے اور اگر یہ حدود یا ان میں سے کچھ اس میں نہ پائے جائیں تو ایسے شخص کو ہرگز اپنا دوست نہیں سمجھنا چاہیئے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((خیر الامور اوسطھا)) ۸۹

''تمام چیزوں میں درمیانہ درجہ بہتر ہوتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((احبب حبيبك هونا ما عسى ان يكون بغيضك يوما ما وابغض بغيضك هونا ما عسى ان يكون حبيبك يوما ما)) ۹۰

''اپنے دوست سے ایک حد تک ہی محبت کرو، ممکن ہے کبھی وہ تمہارا سخت دشمن بن جائے اور اپنے دشمن سے نفرت بھی ایک حد تک کرو، ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا دوست بن جائے۔''

Marfat.com

اسی طرح سیدنا سیدنا لقمان علیہ السلام اپنے فرزند سے فرماتے ہیں:

((یا بنی! استعذ باللہ من شرار الناس و کن من خیارھم علی حذر)) ۹۱

"اے بیٹے! برے لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگو اور اچھے لوگوں سے بھی ہوشیار رہو۔"

اس حدیث مبارکہ میں محبت اور نفرت، جو ایک اجتماعی اور معاشرتی مسئلہ ہے، کے حوالے سے اعتدال و میانہ روی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح دوست سے میل ملاپ اور اس کے ہاں آنے جانے میں بھی میانہ روی رکھنی چاہیئے۔ نہ زیادہ جائے کہ اکتاہٹ ہونے لگے اور نہ اتنا کم کرے کہ دوستی ہلکی ہونے لگے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"زیارت ناغہ دے کر کرو تا کہ محبت باقی رہے۔" ۹۲

مشہور شاعر لبید کا شعر ہے:

توقف عن زیارۃ کل یوم
اذا اکثرت ملك من تزور ۹۳

"روزانہ زیارت کرنے سے پرہیز کرو۔ ہر روز کا ملنا دل اُچاٹ کر دیتا ہے۔"

عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہم کسی سے محبت و دوستی کرتے ہیں تو اس بارے میں اخلاقی و شرعی حد کو ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ اس سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

۱۔ ایک شخص کسی سے دوستی کرتا ہے تو اس کے سامنے اپنی بہت سی ایسی خفیہ باتیں جو محض راز کی حیثیت رکھتی ہیں ظاہر کر دیتا ہے جس کا انجام بعد میں برا نکلتا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"انسان اپنے راز کا غلام ہوتا ہے۔ اگر انسان کسی دوست کے سامنے اپنے تمام راز بیان کر دے اور زمانہ کے نشیب و فراز دوست کو دشمن بنا دیں تو انسان خود بخود اپنے دشمن کا غلام بن جائے گا۔" ۹۴

Marfat.com

۲۔ کسی سے دوستی میں گھر کے محارم سے پردہ اٹھ جاتا ہے جس کا نتیجہ بعد میں غیر شرعی تعلقات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور یہی چیز دوستوں کی باہمی لڑائی اور سخت دشمنی کا سبب بنتی ہے اور معاملہ قتل وقتال تک پہنچ جاتا ہے۔

۳۔ کسی سے دوستی ہوئی تو لین دین میں شرعی حد کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا، نہ ہی احتیاط کا پہلو سامنے رکھا جاتا ہے، نتیجتاً یہی چیز اختلافات کا سبب بن جاتی ہے۔

۴۔ کچھ لوگ محبت و دوستی میں یہ چاہتے ہیں کہ ان کا دوست ہر ہر بات میں ان کا ہم خیال رہے لہٰذا اپنے مزاج کے خلاف کسی بھی بات پر فوراً ٹوک دیتے اور اعتراض کر دیتے ہیں۔ اس طرح اختلاف کی صورت میں بہت سے لوگ ایسا کام کر گزرتے ہیں جو بعد میں حسرت وافسوس کا سبب بن جاتا ہے۔

ان تمام خرابیوں سے بچنے کے لئے احادیث مبارکہ میں یہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ اگر کسی سے محبت کرو تو اس میں ایک حد تک باقی رہو اور اعتدال کو مدنظر رکھو، اس قدر افراط وغلو سے کام نہ لو کہ انتہا کو چھو لو کیونکہ کسی چیز کے انتہا و کمال کے بعد اس کا تنزل و زوال شروع ہوتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تقلبات زمانہ کی وجہ سے، یا شیطان کے آپس میں فساد ڈالنے کی وجہ سے اگر محبت نفرت میں اور اتفاق اختلاف میں بدل جائے تو کف افسوس ملنا پڑے۔

یہ معاملہ صرف دوستی ومحبت کی حد تک نہیں ہے بلکہ دشمنی ونفرت میں بھی عقلی و شرعی حدود کو پار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اختلاف کو بھی ایک حد تک رہنے دینا چاہئے، برائی کا جواب برائی یا اس سے بڑی برائی سے دینا قطعاً مناسب نہیں کیونکہ بہت ممکن ہے کہ وہی شخص جو آج تمہارا دشمن ہے کل تمہارا دوست بن جائے تو تمہیں اپنے کئے پر پشیماں ہونا پڑے، اللہ مقلب القلوب کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ دشمن کے دلوں کو دوست کا دل بنا دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞} ۹۵

Marfat.com

''کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمھارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے، اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ بڑا غفور رحیم ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾} ۹۶

''برائی کو بھلائی سے دفع کرو، پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔''

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

''محبت بھی ایک حد تک ہونی چاہئے اور دشمنی بھی، اس لئے کہ کچھ لوگوں نے محبت کی تو ایسی کی کہ اس میں ہلاک ہو گئے اور کچھ لوگوں نے دوسروں کی نفرت میں افراط سے کام لیا تو اس میں ہلاک ہو گئے۔ اور اپنے بھائی کا کوئی عیب دیکھو تو اسے ظاہر مت کرو۔'' ۹۷

دوستی کی حدود بیان کرتے ہوئے امام جعفر بن محمد الصادقؒ فرماتے ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ: تمہارے لئے اس کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے سامنے تو تمہیں گلے لگائے لیکن پیٹھ پیچھے سے خنجر گھونپے۔ بلکہ سامنے اور پیٹھ پیچھے دونوں مواقع پر تمہارے لئے اس کی محبت اور اس کا خلوص یکساں ہونا چاہیئے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ: تمہاری اچھائی کو اپنی اچھائی سمجھے اور تمہاری برائی کو اپنی برائی۔ یعنی تمہاری پسندیدہ صفات اور فضائل کو اپنے لئے خوبی سمجھے اور اگر تمہارے اندر کوئی برائی دیکھے تو اسے تکلیف ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ: اقتدار اور مال و دولت تمہارے ساتھ اس کے طرزِ عمل میں تبدیلی نہ لا سکے۔ یعنی اگر وہ ایک معمولی فرد تھا نہ اس کے پاس مال تھا نہ منصب و مقام اور تمہارے ساتھ دوستی میں کسی امتیاز کا قائل نہ تھا۔ پھر اس کی قسمت نے یاوری کی۔ اسے

Marfat.com

منصب و مقام حاصل ہوگیا اور وہ مال و دولت کا مالک ہوگیا اس کے باوجود اس نے رشتۂ دوستی استوار رکھا اور ایسے رہا جیسے کچھ بدلا ہی نہ ہو تو ایسا شخص تمہارا سچا دوست ہے، اس کی دوستی کی حفاظت کرو اور اس سے ہم نشینی کے مشتاق رہو۔

چوتھی شرط یہ کہ: جو چیز اسے حاصل ہو اور تمہیں اس کی ضرورت پڑ جائے تو اسے دینے سے منع نہ کرے۔

پانچویں شرط جو گزشتہ تمام شرائط کو اپنے اندر شامل کئے ہوئے ہے وہ یہ ہے کہ: مصیبت میں تمہیں تنہا نہ چھوڑے۔ یعنی جب گردشِ زمانہ تمہیں جکڑ لے اور تم مصائب و مشکلات میں پھنس جاؤ تو تم سے آنکھیں نہ پھیر لے بلکہ تمہارے سخت حالات کو دیکھنے کے بعد خندہ پیشانی کے ساتھ ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے، تمہیں تقویت پہنچائے اور مشکلات کے بھنور سے تمہیں صحیح و سالم باہر نکال لے۔ 98

امام ماوردیؒ نے دوستوں کے بارے میں یہ شعر نقل کیا ہے:

وکل اخ عند الھوینی ملاطف
ولکنما الاخوان عند الشدائد 99

''اچھے حالات میں ہر آدمی لطف و کرم سے ملتا ہے لیکن دوست تو وہ ہوتے ہیں جو مشکل حالات میں ساتھ دیں۔''

محبت اور نفرت میں اعتدال:

محبت و نفرت بھی انسان کی شخصیت کے اہم پہلو ہیں۔ ہم بہت سی چیزوں کو پسند یا ناپسند کرتے ہیں۔ یہی جذبے کچھ شدت اختیار کر کے محبت اور نفرت اور پھر اس سے بھی بڑھ کر عشق اور شدید نفرت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ یہ جذبے اپنی فطری حدود سے تجاوز کر جائیں تو انسان کی شخصیت کو بری طرح مسخ کر کے اس کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں۔

ان جذبوں کو اپنی حدود میں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی صحیح سمت کا تعین کیا

Marfat.com

جائے۔ انسان کی محبت کا محور و مرکز اللہ تعالیٰ کی ہستی ہونا چاہئے جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کی ہر ہر ضرورت کا ایسا خیال رکھتا ہے جو اور کوئی نہیں رکھ سکتا۔ بعض انسان بڑے ناشکرے ہوتے ہیں اور وہ اپنے رب کے ساتھ شریک بنا کر ان سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ} ١٠٠

"انسانوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے ساتھ کچھ شریک بنا لیتے ہیں اور ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہئے، (ان کے برعکس) اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ سے محبت ہی کی اہم ترین شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے بندے اور آخری رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ اسی محبت کی ایک اور شاخ آپ کے اہل بیت علیہم السلام اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی محبت ہے جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا لیکن اس معاملے میں بھی ہر قسم کے غلو سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جب انسان اپنی محبت کا رخ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل علیہم السلام اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف موڑ دے تو پھر اسے دنیاوی محبتوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ والدین اور بیوی بچوں سے محبت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ محبتیں بھی انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔ لیکن ان سب محبتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے تابع ہونا چاہئے۔

یہی حال نفرت کے جذبے کا ہے۔ جب نفرت کے جذبے کو غلط استعمال کیا جائے تو انسان تخریب کار اور دہشت گرد بن جاتا ہے اور اپنے جیسے انسانوں کے خون میں ہاتھ رنگنے لگتا ہے۔ اس کا صحیح استعمال یہ ہے کہ اسے برائیوں کے خلاف نفرت میں تبدیل کر دیا جائے۔ ایک بندۂ مومن کے نزدیک کفر اور فسق و فجور کی طرف جانا آگ میں جل جانے سے

Marfat.com

زیادہ قابل نفرت ہونا چاہئے۔ اسی چیز کا ہمارے دین میں تقاضا کیا گیا ہے۔

محبت اور نفرت میں اعتدال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی زندگی میں ان دوستوں کا انتخاب کیجئے جو محبتیں پھیلانے والے، نفرت سے دور بھاگنے والے اور اصلاح نفس کے ساتھ ساتھ دوست کی اصلاح کرنے والے ہوں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((الصديق الصدوق من نصحك في عيبك)) [۱۰۱]

''سچا اور مخلص دوست وہ ہے جو تمہارے نقص و عیب کی اصلاح کے لئے تمہیں نصیحت کرے۔''

پس جیسے ہی تمہارے اندر کوئی عیب دیکھے تمہیں اس سے آگاہ کرے اور اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ مخلص دوست کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا دوست ہر طرح کے عیب سے پاک ہو۔ اپنے دوستوں کے ساتھ صادقانہ برتاؤ کے سلسلہ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المؤمن مرآة المؤمن)) [۱۰۲]

''مومن اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے۔''

ایک اور مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن اپنے برادر مومن کا آئینہ ہے، اس کے پیٹھ پیچھے اس کا خیر خواہ ہوتا ہے اور اس کی موجودگی میں جو چیز اس کے لئے نازیبا ہوتی ہیں انھیں اس سے دور کرتا ہے۔'' [۱۰۳]

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

''مومن اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے۔ اگر وہ اس میں کوئی ناپسند بات دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کر دیتا ہے اور اس کو بالکل سیدھا کر دیتا ہے اور چھپی اور ظاہری حالت میں اس کو مقید رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔'' [۱۰۴]

آئینہ کے خصوصیات یہ ہیں کہ وہ بے لوث اور بے غرض ہوتا ہے، اشیاء کو بڑا بنا کر نہیں

Marfat.com

دکھاتا، خود انسانوں کو ان کے عیوب دکھاتا ہے تاکہ وہ انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اپنے بھائی کے اندر دیکھے۔ یعنی بعض اوقات آپ کا بھائی آپ کے بارے میں کچھ ایسی چیزوں کو جانتا ہے جن سے خود آپ بھی واقف نہیں ہوتے۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ کے چہرے کی خوبصورتی جسے آپ خود نہیں دیکھ سکتے، آئینہ دکھا دیتا ہے۔ لیکن آئینہ بھی کسی کے عیب کو اس وقت بیان کرتا ہے جب وہ خود گرد وغبار سے پاک وصاف ہو۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دوستی کی حدود عقل اور شریعت کے دائرے کے اندر ہیں۔ لہٰذا دوستی ان معنوں میں شمار ہوتی ہے کہ دوست کی ملکیت میں جو جو چیزیں ہیں ان میں سے کوئی ایک چیز یا ساری چیزیں اگر اس کا دوست طلب کرے تو دوسرا دوست فوراً بلا کم وکاست وہ چیزیں اپنے دوست کے حوالے کردے اور اپنے دل میں اس کا کوئی ملال نہ ہو۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ جب ان سے ان کے خلیل سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر کچھ طلب کیا تو وہ گھر کا سارا ساز وسامان اٹھا لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ گھر کی ضروریات کیلئے بھی کچھ بچا کے رکھا ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ [105]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضا ثم شبّك بین اصابعه)) [106]

''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی مانند ہے، عمارت کے بعض حصے دوسرے حصے کو مضبوط بناتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست فرمادیں۔''

Marfat.com

دوستی کی شرائط:

دوستی اس دنیا کی خوبصورت ترین چیز ہے۔اس کے بغیر دنیا کا تصور بیکار ہے۔جو لوگ اس کی اہمیت سے آگاہ نہیں اُن کے لئے یہ عام سی چیز ہے۔ہم جس طرح غیر محسوس انداز میں سانس لیتے ہیں، ایسے ہی دوستیاں بناتے چلے جاتے ہیں، لیکن جب ہم حقیقی دوستوں کو شمار کرنے بیٹھیں تو ضرورت کے وقت چند ایک ہی کام آتے ہیں۔ بعض دوست ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے ذرا سا اختلاف ہو جائے تو وہ دوستی ہی ختم کر دیتے ہیں اور وہ دوسروں کے سامنے ہمیشہ آپ کے عیوب بیان کرتے رہتے ہیں۔وہ حقیقی دوست نہیں ہوتے۔احادیث مبارکہ میں، اچھے دوست کی صفات کو معینہ طور پر بتایا گیا ہے۔رسول کریم ﷺ نے بخوبی ہمارے لئے بیان کیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ دوستی اور رفاقت کے رشتہ قائم کئے جائیں۔امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی ایک حدیث میں دوستی کی شرائط کا مجمل تذکرہ کیا گیا ہے:

''دوستی اپنی شرائط اور حدود کے بغیر ممکن نہیں ہے۔جس میں وہ تمام شرائط یا ان میں سے کچھ موجود ہوں، اس سے دوستی کرو۔اور جس شخص میں ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس میں دوستی کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔پہلی بات یہ کہ اس کا ظاہر اور باطن تمہارے لئے ایک طرح کا ہو۔دوسرے یہ کہ وہ شخص تمہاری آبرو اور زینت کو اپنی آبرو اور زینت سمجھے اور تمہاری برائی اور عیب کو اپنی برائی اور عیب خیال کرے۔تیسرے یہ کہ کوئی منصب، مال یا حیثیت تمہاری بنسبت اسے بدل نہ سکے۔چوتھے یہ کہ اس کے دست قدرت میں جو موجود ہو اس سے تمہیں محروم نہ کرے۔اور پانچویں صفت جو کہ ان تمام صفات کو اپنے اندر شامل کئے ہوئے ہے وہ یہ کہ جب دُنیا اور حالات تم سے رُخ پھیر لیں تو وہ تمہیں اکیلا نہ چھوڑے۔''[۱۰۷]

اس کائنات رنگ و بو میں دوستی کا سلیقہ اگر کسی کو نہیں آتا تو وہ زندگی میں ہر موڑ پر

Marfat.com

ناکامیوں، نامرادیوں اور مایوسیوں کا سامنا کرتا ہے۔ اسلام نے ایسی شرائط اور معیارات فراہم کیے ہیں جو قابل رشک اور کامیاب دوستی کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ ذیل میں چند شرائط پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) صاحب ایمان اور تقویٰ شعار ہونا:

سب سے پہلی شرط جو ایک اچھے دوست کے لئے بیان کی گئی ہے وہ اس کا ایمان اور تقویٰ ہے۔ عمر بن ذرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت کے پاس تشریف لائے۔ ان میں سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ سب اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ جب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو ذکر کراؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ذکر کرانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسی جماعت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اپنے کو ان کے ساتھ رو کے رکھوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

{وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾} ۱۰۸

"اور (اے رسول ﷺ) اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت میں محدود رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اپنی نگاہیں ان سے نہ پھیریں، کیا آپ دنیاوی زندگی کی آرائش کے خواہشمند ہیں؟ اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔"

Marfat.com

امام ابن کثیرؒ مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی آپ ﷺ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جائیں جو اللہ کا ذکر کرتے، لا الہ الا اللہ پڑھتے، الحمد للہ پڑھتے، تحمید و تسبیح و تکبیر کرتے اور صبح شام اس سے دعائیں کرتے ہیں، خواہ یہ بندگانِ الٰہی فقیر ہوں یا امیر، قوی ہوں یا ضعیف۔''[109]

(۲) صاحب عقل و خرد ہونا:

دوسری شرط یہ ہے کہ عقل مند ہو، اس لئے کہ عقل ہی اصل سرمایہ ہے اور بیوقوف کی صحبت اختیار کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عدو عاقل خير من صديق احمق))[110]

''عقلمند دشمن احمق دوست سے بہتر ہے۔''

کیونکہ عقل مند دشمن کی دشمنی و عداوت ظاہر و آشکارا ہے اور وہ اپنی دشمنی میں کچھ اصولوں کا پابند ہوتا ہے لہٰذا اس سے محفوظ رہا جا سکتا ہے، لیکن احمق دوست آپ کو فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن حماقت کی بنا پر نقصان پہنچا بیٹھے گا کیونکہ اس میں فکری توازن نہیں پایا جاتا۔

(۳) عمدہ اخلاق کا مالک ہونا:

تیسری شرط یہ ہے کہ اچھے اخلاق والا ہو، اس لئے کہ بہت سے لوگ عقل مند تو ہوتے ہیں لیکن جب ان پر غصہ، شہوت، بخل یا بزدلی غالب آجاتی ہے تو وہ اپنی دانائی سے کام نہیں لیتے۔ اس طرح کے موقع پر اخلاق و عادات کی درستگی ہی کام آتی ہے، اگر اخلاق اچھے ہوں گے تو غلط رویے کی طرف قدم نہیں بھٹکیں گے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((لا تسم رجلا صديقا ... حتى يختبره بثلاث فتنظر غضبه يخرجه من الحق الى الباطل و عند الدينار والدرهم و حتى تسافر معه))[111]

''کسی کو اس وقت تک اپنا جگری دوست نہ کہو اور ایک دوست کی حیثیت سے

Marfat.com

اس کا تعارف نہ کراؤ جب تک تین چیزوں سے اس کا امتحان نہ کرلو۔ دیکھو کہ اس کا غصہ اسے حق سے نکال کر باطل کی طرف تو نہیں لے جاتا اور درہم و دینار کے معاملے میں کیسا ہے؟ (خیانت کا مرتکب ہوتا ہے یا تمہارے اموال کو بطور امانت محفوظ رکھتا ہے؟ روپیہ پیسہ اسے تمہاری دوستی سے زیادہ تو عزیز نہیں۔) اور اس کے ساتھ سفر کرو (کیونکہ بعض اوقات سفر کی صعوبتیں انسان کو تعادل اور توازن سے خارج کردیتی ہیں۔لہٰذا اگر اس موقع پر اس میں توازن باقی رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مضبوط اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر چلنے والا شخص ہے)۔"

(۴) برائی پر ہمیشگی کرنے والا نہ ہو:

چوتھی شرط یہ ہے کہ برائی پر اصرار اور ہمیشگی کرنے والا نہ ہو،اس لئے کہ خطا تو ہر انسان سے ہوجایا کرتی ہے لیکن وہ شخص جو اپنی برائی کو بار بار کرتا ہو اس کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی ہوتا ہے اور جس کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے عاری ہو اس کی سچائی پر یقین نہیں کیا جاسکتا اور آپ اس کے دھوکے سے محفوظ نہیں رہ سکتے کیونکہ وہ اپنے اغراض کی خاطر بولتا رہے گا۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((صحبة الاشرار تکسب الشر کالریح اذا مرت بالنتن حملت نتنا)) [۱۱۲]

"برے لوگوں کی دوستی سے برائی ہی حاصل ہوتی ہے۔بالکل اسی طرح جیسے ہوا جب بدبودار چیز پر سے گزرتی ہے تو اس کی بدبو اپنے ہمراہ لے آتی ہے۔"

(۵) اہل بدعت وخرافات میں سے نہ ہو:

پانچویں شرط یہ ہے کہ بدعتی نہ ہو،اس لئے کہ اس کی صحبت سے آپ کے ایمان کو انتہائی خطرہ لاحق ہوگا۔اس لئے شریعت نے بدعتی سے رشتہ توڑنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے برے دوست کی مثال "نافخ" یعنی بھٹی جھونکنے والے سے دی ہے یا تو اس کی آگ سے چنگاریاں آپ پر پڑیں گی اور آپ کے کپڑوں کو جلا دیں گی، یا کم از کم ایک ناگوار بُو آپ کو حاصل ہوگی، یا اس کا اثر آپ کے کپڑوں اور بدن پر ہوگا۔ ایسا ہی برا دوست ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے سے نقصان ضرور ہوگا۔ [۱۳] امام نووی ؒ نے اہل بدعت کو اسی گروہ میں شمار کیا ہے۔ [۱۴]

(۶) حرص و طمع نہ رکھتا ہو:

چھٹی شرط یہ ہے کہ لالچی نہ ہو اس لئے کہ جو شخص دنیا کے لالچ میں گرفتار ہو اس کی صحبت سے آپ کو کوئی خیر نہ ملے گی بلکہ انسانی طبائع دوسروں کی طبیعت کا اثر جلدی قبول کرتی ہیں چنانچہ اس کی صحبت سے آپ میں بھی حرص و طمع کا مادہ آجائے گا جو آخرت کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ وہ شخص جو دنیا سے اور اہل دنیا سے بے رغبتی کا معاملہ کرے، دنیا خود بخود ایسوں کی تلاش میں رہتی ہے، اور ان کی ہم نشینی سے فیض حاصل کرتی ہے، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا، اور لوگوں کے مال و دولت سے نظریں پھیر لو تو لوگوں کی نگاہ میں محبوب بن جاؤ گے۔" [۱۵]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند محمد حنفیہ ؒ سے فرمایا:

((فان احببت ان تجمع خیر الدنیا و الآخرۃ فاقطع طمعك مما فی ایدی الناس)) [۱۶]

"اگر تم دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو لوگوں کے پاس موجود مال کو لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو۔"

دوستی کا کوئی نعم البدل نہیں۔ یہ بازار میں بکنے والی کوئی ایسی چیز نہیں جو قیمت دے کر حاصل کی جاسکے۔ اگر اس دور میں سچی دوستی نصیب ہو جائے تو انسان کو چاہیئے کہ اس کی

Marfat.com

قدر کرے، کیونکہ بے غرض دوستی نصیب ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔

دوستی کا معیار:

عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ دوستی میں معیار اور اخلاقی حدود پیش نظر رکھے جائیں۔ ممکن ہے غلط دوست کا انتخاب زندگی بھر کے لئے ندامت کا سبب بن جائے کیونکہ دوستی ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی، اس میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ دوست کو انتخاب کرتے وقت بہت غور و خوض کرنا چاہیئے کیونکہ اکثر موقعوں پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اخلاقی انحراف اور برائی کے شکار ہوئے ہیں، وہ اپنے دوستوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی وجہ سے ہی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بات کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے:

{وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾} ١٧

"اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا: ہائے! کاش کہ میں نے رسول ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔"

یہاں ظالم سے مراد ایسا شخص ہے جس نے کفر گمراہی اور گناہ کی راہ اختیار کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ یہ شخص روز قیامت حسرت و اندوہ کے عالم میں کہے گا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی دکھائی ہوئی راہ اختیار کی ہوتی۔ قرآن کریم مذکورہ بالا آیت کریمہ میں آگے چل کر اس افسوس کرنے والے کی زبان میں کہتا ہے:

{يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾} ١٨

"ہائے میری کم بختی! کاش! میں فلاں (شخص) کو دوست نہ بناتا۔"

اس سے سوال کیا جائے گا: تمہیں کیا ہوا ہے فلاں نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟ وہ جواب میں کہے گا:

{لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ

Marfat.com

لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا ﴿۲۹﴾ 119

"بلا شبہ اس نے میرے پاس ذکر (کلام الٰہی) آنے کے بعد بھی مجھے گمراہ کر دیا اور شیطان انسان کو (مصیبت میں) بے یار و مددگار چھوڑ دینے والا ہے۔"

یہ بات واضح ہے کہ دوست اور دوستی کے سلسلہ میں جو شرائط بیان کی گئی ہیں وہ جس طرح سامنے والے میں ہونا ضروری ہیں، بالکل اسی طرح ہمارے اندر بھی ہونی چاہئیں، اور اگر نہیں ہیں تو اپنے اندر ایجاد کی جانی چاہیئیں تاکہ ہم بھی کسی کے لئے اچھے دوست اور رفیق قرار پاسکیں۔ نیز تقویٰ کی اہمیت و عظمت کی وجہ سے دینی بھائیوں اور دوستوں سے ہمارا ارتباط ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر ہو نہ کہ ان کی دولت، شہرت اور مقام کی بنیاد پر۔ امام محمد بن علی الباقرؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((احبب الاخوان علی قدر التقوی)) 120

"اپنے (دینی) بھائیوں کو ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کے مطابق دوست رکھو۔"

امام محمد بن جعفر الصادقؑ سے منقول حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((اصحب من تتزین بہ ولا تصحب من یتزین بك)) 121

"ایسے شخص کو دوست بناؤ جو تمہاری زینت بنے اور ایسے شخص کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے ذریعے اپنی شان بنائے (اور بالآخر تمہاری آبرو کم ہو جائے)۔"

لوگوں سے دوستی ظاہری اور مادی امور کی وجہ سے نہیں ہونی چاہئے۔ اگر انسان کی دوستی اور برتاؤ کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری ہو تو معاشرے کے شریر اور مکار افراد کے فریب اور شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لیکن بعض افراد تقویٰ اور پرہیزگاری کو دوستی کی بنیاد قرار دینے کے بجائے فاسد کو افسد کے ذریعے دفع کرتے ہیں اور افسد کے بھی مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ معاشرے کے بازی گروں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

Marfat.com

حوالہ جات (باب اوّل)

(۱) ابن حزمؒ، ابومحمد علی بن احمد (امام)، الاخلاق والسیر، ترجمہ: ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف، لجنۃ المساجد، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء، ص ۴۳

(۲) راغب اصفہانیؒ، حسین بن محمد بن مفضل بن محمد (امام)، مُفردات القرآن، ترجمہ وحواشی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہٗ فیروز پوریؒ، اسلامی اکادمی، لاہور، ۱۳۹۰ھ، ج ۲، ص ۵۷۷

(۳) البانیؒ، محمد ناصرالدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر: ۳۸

(۴) مُفردات القرآن، ج ۲، ص ۵۷۷

(۵) سورۃ البقرۃ ۲: ۲۵۷

(۶) سورۃ الحج ۲۲: ۷۸

(۷) سورۃ الجمعۃ ۶۲: ۶

(۸) سورۃ التحریم ۶۶: ۴

(۹) سورۃ النساء ۴: ۱۴۴

(۱۰) سورۃ التوبۃ ۹: ۲۳

(۱۱) البخاریؒ، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، کتاب الفرائض، باب میراث ابن الابن اذا لم یکن ابن

(۱۲) سورۃ الممتحنۃ ۶۰: ۱

(۱۳) کیرانویؒ، وحیدالزماں قاسمی (مولانا)، القاموس الوحید، ادارۂ اسلامیات، لاہور، ص ۹۰۰

(۱۴) سورۃ الدخان ۴۴: ۴۱

(۱۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۲۹۶

(۱۶) وحیدالزمانؒ (علامہ)، اسرار اللغہ معہ انوار اللغۃ (لُغات الحدیث)، میر محمد کتب خانہ، کراچی، س ن

Marfat.com

ندارد، ج۱،ص ۲۴
(۱۷) اسرار اللغہ معہ انوار اللغۃ (لُغات الحدیث)، ص ۲۴
(۱۸) ابی داوٗدؒ، الحافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی (امام) م ۲۷۵ھ، سنن ابی داوٗد، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۴۹۱۸
(۱۹) اسرار اللغہ معہ انوار اللغۃ (لُغات الحدیث)، ص ۲۴
(۲۰) اسرار اللغہ معہ انوار اللغۃ (لُغات الحدیث)، ص ۲۴
(۲۱) سورۃ النور ۲۴:۶۱
(۲۲) سورۃ الشعراء ۲۶:۱۰۰۔۱۰۱
(۲۳) آمدی، عبدالواحد (علامہ)، غرر الحکم و درر الکلم، موسسہ آل البیت، قم، ۱۴۲۲ھ، ص ۳۲۸
(۲۴) الماوردیؒ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب (امام) م ۴۵۰ھ، البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد، ص ۲۷۷
(۲۵) خلیفہ، محمود (فضیلۃ الشیخ)، ۳۰ تذاکر لتدخل قلوب الناس، ترجمہ، حافظ عبدالجبار، مکتبہ بیت السلام، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۳۶
(۲۶) اصفہانیؒ، سید علی علامۃ الفانی (آیت اللہ)، چہل حدیث، ترجمہ، سید صفدر حسین نجفیؒ، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۳، ۱۹۸۸ء، ص ۱۶۹
(۲۷) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، مکارم الاخلاق ص ۵۱
(۲۸) غرر الحکم و درر الکلم، ص ۳۲۸
(۲۹) ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، موسوعۃ میزان الحکمۃ، دارالحدیث، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۵ھ، حدیث نمبر: ۱۰۲۲۶
(۳۰) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۹۳
(۳۱) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۷۷
(۳۲) قمیؒ، حاج عباس (شیخ)، سفینۃ البحار، موسسۃ انتشارات فراہانی، ۱۳۸۸ھ، ص ۲۲۳

Marfat.com

(۳۳)وکیپیڈیا ڈکشنری آن لائن رفرینڈشپ

(۳۴)اربن ڈکشنری آن لائن رفرینڈشپ

(۳۵)سورۃ آل عمران ۳: ۱۰۳

(۳۶)سورۃ النور ۲۴: ۶۱

(۳۷)نعیمیؒ ،احمد یار خان (مفتی)،تفسیر نور العرفان فی حاشیہ قرآن،نعیمی کتب خانہ، گجرات،ص ۵۷۱

(۳۸)غرر الحکم ودرر الکلم،ص ۳۳۲

(۳۹) کلینیؒ ،ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الرازی (ثقۃ الاسلام) م ۳۲۹ھ،اصول کافی،مرکز بحوث دارالحدیث،قم،۱۴۰۱ھ،ج ۲،ص ۱۶۶

(۴۰) السمرقندیؒ ،ابوللیث نصر بن محمد بن ابراہیم،تنبیہ الغافلین،ترجمہ،عبدالنصیر علوی،مکتبۃ العلم،لاہور،ص ۱۲۱

(۴۱) ابن حبانؒ ،ابو حاتم محمد البستی (امام)،روضۃ العقلاء،ترجمہ،مفتی ثناء اللہ محمود،بیت العلوم،لاہور، ایڈیشن:۱،۲۰۰۶ء،ص ۱۷

(۴۲)البخاریؒ ،ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ،صحیح البخاری،دارالسلام،الریاض، ۱۹۹۹ء،حدیث نمبر: ۲۰۹۵

(۴۳)امروہویؒ ،نسیم،دوست بنو دوست بناؤ،شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز،لاہور،سن ندارد،ص ۵

(۴۴)سورۃ البقرۃ ۲: ۲۵۷

(۴۵)حلمیؒ ،محمد مصطفیٰ (ڈاکٹر)،تاریخ تصوف،ترجمہ،رئیس احمد جعفریؒ ،قرطاس پبلشرز،کراچی،۲۰۱۵ء،ص ۱۹۰

(۴۶)سورۃ آل عمران ۳: ۱۳۳۔۱۳۴

(۴۷) ری شہری،محمد محمدی (آیت اللہ)،المودۃ فی ضو القرآن والسنۃ،بیت علمی موسسہ امام المنتظر، ۱۴۲۰ھ،حدیث نمبر: ۳۸۰

(۴۸)سورۃ الشعراء ۲۶: ۱۰۰۔۱۰۱

(۴۹) سورۃ الزخرف ۴۳: ۶۷

(۵۰) سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۲۹۔۳۵

(۵۱) لاری،سید مجتبیٰ موسوی (آیت اللہ)،اخلاق اور روحانی نشوونما،ترجمہ،اسد علی شجاعتی،مجمع علمی اسلامی،

Marfat.com

کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۲۵۱

(۵۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۳۳

(۵۳) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، کتاب العزلۃ والانفراد، ص ۱۴۱

(۵۴) الماوردیؒ، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب (امام) م ۴۵۰ھ، البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد، ص ۱۶۷

(۵۵) سورۃ یوسف ۱۲:۳۶

(۵۶) سورۃ یوسف ۱۲:۳۹

(۵۷) روضۃ العقلاء، ص ۲۲۱

(۵۸) نجفی محمد حسن (شیخ)، جواہر الکلام، دار الکتب الاسلامیۃ، ایڈیشن: ۷، ۱۳۹۲ھ، ص ۳۰۳

(۵۹) الشریف الرضیؒ، ابو الحسن محمد بن حسین بن موسیٰ (سید) م ۴۰۶ھ، نہج البلاغۃ، ترجمہ سید رئیس احمد امروہویؒ والآخرون، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، نومبر ۱۹۸۱ء، ص ۳۲۲

(۶۰) السمر قندیؒ، ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم (امام)، تنبیہ الغافلین، ترجمہ، عبد النصیر علوی، مکتبۃ العلم، لاہور، ص ۱۸۰

(۶۱) سورۃ الزخرف ۴۳:۶۷

(۶۲) سورۃ الصافات ۳۷:۵۱-۵۶

(۶۳) سورۃ ق ۵۰:۲۷-۳۰

(۶۴) سورۃ فصلت ۴۱:۲۵

(۶۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۵۲۴

(۶۶) العینیؒ، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد (علامہ) م ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج ۹ ص ۳۰۸

(۶۷) النوویؒ، ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م ۶۷۶ھ، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ، ج ۱۶ ص ۱۷۸

Marfat.com

(۶۸) العسقلانیؒ، الحافظ احمد بن علی بن حجر (امام) م ۸۵۲ ھ، فتح الباری، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج ۴، ص ۳۲۴

(۶۹) اصفہانیؒ، سید علی علامۃ الفانی (آیت اللہ)، چہل حدیث، ترجمہ، سید صفدر حسین نجفیؒ، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۳، ۱۹۸۸ء، ص ۱۵۱

(۷۰) سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۲۷

(۷۱) ابن مبارکؒ، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ الحنظلی التمیمی المروزی (امام)، کتاب الزھد، ترجمہ، لجنۃ المصنفین، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد، ص ۴۷

(۷۲) مجلسیؒ، محمد باقر بن محمد تقی (علامہ) م ۱۱۱۱ھ، بحار الانوار، مؤسسۂ مطالعات وتحقیقات فرہنگی، تہران، سن ندارد، ج ۷۴، ص ۱۹۷

(۷۳) بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۱۹۸

(۷۴) اصول کافی، ج ۲، ص ۱۱۷

(۷۵) القشیریؒ، ابو الحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (امام) م ۲۶۱ھ، صحیح مسلم، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر: ۲۱۶۲

(۷۶) اہوازیؒ، حسین بن سعید بن مہران کوفی (محدث) م ۳۲۰ ھ، کتاب المومن، تحقیق وترجمہ، مولانا سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضلؒ، دار الثقافۃ الاسلامیۃ، کراچی، ایڈیشن: ۳، ۱۴۱۲ھ، ص ص ۱۰۱۔ ۱۰۳

(۷۷) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، مکارم الاخلاق، ص ۱۰۰

(۷۸) الحر العاملیؒ، محمد بن حسن (علامہ) م ۱۱۰۴ھ، وسائل الشیعہ، ترجمہ، فقیہ اہل بیت الشیخ محمد حسین نجفی، مکتبۃ السبطین، سرگودھا، مارچ ۲۰۰۱ء، ج ۱۲، ص ۲۱۲

(۷۹) الطبرسیؒ، ابو الفضل علی (محدث)، مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی و آلہ الاطھار، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، ایڈیشن: ۱، ۱۳۸۵ھ، ص ۸

(۸۰) وسائل الشیعہ، ج ۱۲، ص ۲۱۰

(۸۱) ابن حجرؒ، شہاب الدین احمد بن علی العسقلانیؒ (امام) م ۸۵۲ ھ، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ، حدیث نمبر: ۲۷۳۹

Marfat.com

(۸۲) زین العابدین ؒ، ابومحمد علی بن حسین بن علی (امام) م ۹۵ھ، الصحیفۃ السجادیۃ الجامعہ، ترجمہ، مفتی جعفر حسینؒ، جامعۃ الکوثر، اسلام آباد، جنوری ۲۰۰۶ء، ص ۱۳۴

(۸۳) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۶۴

(۸۴) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۶۴

(۸۵) الطبرسیؒ، میرزا حسین النوری (محدث)، م ۱۳۲۰ھ، مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل، موسسۃ آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم، ج ۱۱، ص ۱۶۴

(۸۶) الغزالیؒ، ابو حامد محمد بن احمد (امام) م ۵۰۵ھ، کیمیائے سعادت، تلخیص وترجمہ: شاہد زبیر، بیکن بکس، ملتان، ۲۰۰۵ء، ص ص ۱۰۷۔۱۰۹

(۸۷) ابن جوزیؒ، جمال الدین عبدالرحمٰن البغدادی (امام) م ۵۹۷ھ، کتاب البر والصلۃ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۲ھ، ص ۲۰۸

(۸۸) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۴۶۳

(۸۹) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۹۸

(۹۰) ترمذیؒ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ (امام) م ۲۷۹ ھ، جامع الترمذی، مکتبہ بیت السلام، الریاض، ۲۰۱۶ء، حدیث نمبر: ۱۹۹۷، ۱۹۹۸

(۹۱) الاندلسیؒ، احمد بن محمد بن عبدربہ (الفقیہ)، العقد الفرید، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، ج ۳، ص ۱۵۲

(۹۲) بحارالانوار، ج ۷۳، ص ۱۳۴

(۹۳) المصری، محمد محمود (فضیلۃ الشیخ)، لا تحزن، ترجمہ، ڈاکٹر مفتی ثنا اللہ محمود، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۱۰

(۹۴) الدیلمیؒ، حسن بن ابی الحسن (الشیخ)، ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، موسسۃ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۲۲ھ، ج ۱، ص ۱۷۰

(۹۵) سورۃ الممتحنہ ۶۰:۷

(۹۶) سورۃ فصلت ۴۱:۳۴

(۹۷) بغویؒ، حسین بن مسعود الفراء (امام) م ۵۱۶ھ، شرح السنۃ، ج ۱۲، ص ۶۵

Marfat.com

(۹۸) صدوقؒ، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ ھ، امالی الصدوق، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ص ۶۲۰

(۹۹) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۹۷

(۱۰۰) سورۃ البقرۃ ۲: ۱۶۵

(۱۰۱) فوزی، رفعت عبد المطلب (ڈاکٹر)، صحیفہ علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ، دار السلام للطباعۃ والنشر والتوزیع والترجمۃ، ۱۹۸۶ء، ص ۳۳

(۱۰۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۸۴۹

(۱۰۳) الدزفولی، عباس المخبر (الشیخ)، قاموس الاخلاق والحقوق، تحقیق: سعید المخبر، دار النشر، ۱۴۰۱ھ، ص ۲۳

(۱۰۴) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبد اللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، کتاب الاخوان، ص ۱۳۱

(۱۰۵) ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء (امام) م ۷۷۴ ھ، البدایۃ والنھایۃ، دار الریان للتراث، القاھرۃ، ۱۹۸۸ء

(۱۰۶) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۰۲۶

(۱۰۷) اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۷

(۱۰۸) سورۃ الکہف ۱۸: ۲۸

(۱۰۹) ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء (امام) م ۷۷۴ ھ، المصباح المنیر فی تفسیر ابن کثیر، دار السلام لاہور، ۲۰۰۷ء، ج ۳، ص ۷۵۴

(۱۱۰) کتاب المومن، ص ۷۶

(۱۱۱) زیدی، تاجدار حسین (سید)، سیرت مرسل اعظم ﷺ نہج البلاغہ کے آئینے میں، ویب ایڈریس (www.balaghah.net) (۵ فروری ۲۰۱۶ء، ص ۸۶

(۱۱۲) موسوعۃ میزان الحکمۃ، حدیث نمبر: ۱۰۱۳۸

(۱۱۳) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۹، ص ۳۰۸

(۱۱۴) المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج ۱۶، ص ۱۷۸

Marfat.com

(۱۱۵) ابن ماجہ، ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی القزوینی (امام) م ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۲۰۱۴

(۱۱۶) صدوق، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، من لا یحضر الفقیہ، الکساء پبلشرز، کراچی، ج ۴، ص ۹۱۳

(۱۱۷) سورۃ الفرقان ۲۵:۲۷

(۱۱۸) سورۃ الفرقان ۲۵:۲۸

(۱۱۹) سورۃ الفرقان ۲۵:۲۹

(۱۲۰) امالی الصدوق، ص ۱۸۲

(۱۲۱) الزرندی، محمد بن یوسف (الشیخ) م ۷۵۰ھ، نظم الدرر السمطین، مکتبۃ الامام أمیر المومنین، اصفہان، ۱۳۷۷ھ، ص ۱۲۷

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم

دوستی کا تصور
اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم:

دوستی کا تصور اُسوہ حسنہ کی روشنی میں

رشتہ دوستی کی اصلاح وتدوین کے لئے اسلام نے جو اصول وقواعد پیش کئے ہیں ان کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی اور اس باب میں دین فطرت کو بالکل منفرد اور لاثانی حیثیت حاصل ہے کہ دوستی کے اخلاقیات سے متعلق اس کے وضع کردہ ضابطے انسان کو اس حد تک پاکیزہ سیرت اور بلند کردار بنا دیتے ہیں جن کا عشر عشیر بھی دوسرے ادیان ومذاہب کی تعلیمات سے ممکن نہیں۔لیکن بایں ہمہ یہ حقیقت کتنی دلخراش ہے کہ الحاد و دہریت اور فیشن پرستی کا موجودہ دور اپنے زہریلے اثرات سے مسلم نوجوانوں کو اسلام کے پیروکار ہوتے ہوئے بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہا۔

اس صورت حال کے پیش نظر اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلم نوجوانوں میں دوستی کے اسلامی تصور کی نشر واشاعت کر کے اور اس کا ایک ایک نکتہ سمجھا کر انہیں اپنے اخلاق کی اصلاح وترمیم کی طرف مائل کیا جائے۔اچھا دوست مل جائے تو زندگی کے دن خوش گوار ہو جاتے ہیں اور دل کو تسکین سی مل جاتی ہے۔لیکن دوستیاں اوپر سے نازل نہیں ہوتیں۔ ان کو ویسے ہی بنانا اور سنوارنا پڑتا ہے جس طرح ہم پودے لگاتے ہیں، ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور سنوارتے ہیں۔دوسری مہارتوں کی طرح دوست بنانے کی مہارت بھی سیکھی جا سکتی ہے۔اس کے بھی اصول اور قاعدے ہیں۔ذیل میں دوستوں کی مختلف اقسام کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

دوستوں کی اقسام:

بلاشبہ دوستی اور محبت انسان کے عقائد ونظریات، اخلاق و کردار، عادات واطوار حتیٰ کہ

Marfat.com

لباس، تراش خراش اور انداز گفتگو تک کو متاثر کرتی ہے۔ لہٰذا حکم یہ ہے کہ دوستی اور محبت صرف نیک، پرہیزگار اور دیندار لوگوں سے کی جائے، کیونکہ نیک لوگوں کی دوستی انسان کو نیکی کی طرف لے جائے گی اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ جبکہ بے دین اور فاسق و فاجر لوگوں کی دوستی سے منع کیا گیا ہے۔ بے دین اور فجار کی دوستی انسان کو گناہ کی طرف لے جائے گی اور گناہ جہنم میں داخلے کا باعث ہے۔ امام ابوالحسن ماوردیؒ لکھتے ہیں:

"عام طور پر لوگوں میں دوستانہ تعلقات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اتفاقی طور پر اور باقاعدہ طور سے قصد و ارادے کے ساتھ۔ البتہ پہلی قسم کے تعلقات عموماً زیادہ کامیاب رہتے ہیں، کیونکہ یہ ایسے اسباب سے پیدا ہوتے ہیں جو بھائی چارے ہی کی دعوت دیتے ہیں اور وہ تعلقات جن کو باقاعدہ طور پر قائم کیا جاتا ہے ان کے لئے اسباب بھی ایسے ہوتے ہیں جن کی اتباع کرنی پڑتی ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ جو دوستی اتفاقی ہوتی ہے وہ دیرپا رہتی ہے اور جو دوستی پیدا کی جاتی ہے وہ دیرپا بھی ثابت نہیں ہوتی"۔[1]

انسانی زندگی میں مختلف دوستوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے، دل خوش ہوتا ہے اور آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے صرف دکھ ہی ملتا ہے۔ بظاہر دوست نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں دشمن ہوتے ہیں، دل میں کینہ رکھتے اور ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ایسے افراد سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ایسے لوگوں کے چنگل میں پھنسنا کھلے دشمنوں سے بدتر ثابت ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ان اللہ تعالیٰ خلق آدم من قبضۃ قبضھا من جمیع الارض فجاء بنو آدم علی قدر الارض، فجاء منھم الاحمر، والابیض، والاسود، وبین ذلک، والسھل، والحزن، والخبیث، والطیب))[2]

"اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے مٹھی بھر مٹی لی اور اس سے آدم (علیہ السلام) کو پیدا

Marfat.com

کیا۔ اب آدم (علیہ السلام) کے بیٹے زمین کے مطابق پیدا ہوئے ہیں۔ کوئی سرخ ہے تو کوئی سفید اور کوئی کالا ہے اور کوئی ان کے درمیان درمیان ہے۔ کوئی نرم مزاج ہے تو کوئی درشت۔ کوئی خبیث ہے اور کوئی اچھا۔"

اس حدیث مبارکہ کے مفہوم کی منظر کشی منصور بن اسماعیلؒ نے مذکورہ اشعار میں کی ہے:

بنو آدم کانبت و نبت الارض الوان
ومنهم شجر الصندل والکافور والبان
ومنهم شجر افضل مایجمل قطران[3]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دوستوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دوست تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو تیرے لئے جان بھی دے دیتا ہے۔ دوسرا وہ جو تم پر اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ اخوت میں یہی دونوں سچے ہیں۔ تیسرا دوست وہ ہے جو اپنی ضرورت تم سے پوری کرتا ہے اور تمہیں صرف بعض لذتوں کی بنا پر چاہتا ہے لہٰذا اسے قابل اعتماد مت سمجھو۔"[4]

ایک دوست کے دوسرے دوست پر بہت زیادہ اثر انداز ہونے کے پیش نظر انسان کو چاہیئے کہ وہ دیکھ بھال کر اپنے دوست کا انتخاب کرے۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں جہاں پسندیدہ دوستی کے بارے میں بھی گفتگو فرمائی گئی ہے وہیں ناپسندیدہ دوستوں سے بھی خبردار کیا گیا ہے۔ ذیل میں دوستی کی ان دونوں اقسام کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

پسندیدہ دوست کی علامات:

انسانی زندگی پر دوست کے اچھے یا برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جہاں صالح دوست کی بناء پر زندگی اسلامی سانچے میں ڈھلتی ہے، وہیں برے دوست کی دوستی کی وجہ سے انسان تعلیمات اسلامی سے روگردانی اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ہم ایسی دوستی قائم کریں جس کی بنیاد ایمان اور تقویٰ پر ہو۔ لہٰذا ایسے مومن سے دوستی کا

Marfat.com

رشتہ قائم کریں جو اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ اور روزِ قیامت پر ایمان نیز تقویٰ، خشوع اور اطاعتِ خداوندی میں آپ سے نزدیک ہو۔ کیونکہ ایسی ہی دوستیاں باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ ایسے دوست باہم بہشت بریں میں داخل ہوں گے اور وہاں بھی اسی طرح دوست بن کر رہیں گے جس طرح دنیا میں ایک دوسرے کے دوست تھے۔

جن لوگوں سے دوستی کا رشتہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں ان کی کچھ اور خصوصیات بھی بیان کی گئی ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''انسانوں کی ارواح ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھی تھیں، پس ان میں سے جس کسی کا آپس میں تعارف ہوگیا (دنیا میں) وہ آپس میں محبت کرنے لگیں اور جنہوں نے (وہاں ایک دوسرے کو) نہ پہچانا وہ دنیا میں بھی الگ تھلگ رہے۔''[۵]

نیک دوست اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من اراد اللہ بہ خیرا رزقہ خلیلا صالحا ان نسی ذکرہ وان ذکر اعانہ))[۶]

''جس کے لئے اللہ تعالیٰ خیر چاہتا ہے اسے نیک دوست عنایت کرتا ہے۔ اگر بھول جائے تو اسے اس کا دوست یاد دلاتا ہے اور اگر یاد آجائے تو اس کی مدد کرتا ہے۔''

ارشاد ربانی ہے:

{وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝۷۳}[۷]

''اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تو (مومنو!) اگر تم یہ (آپس میں دوستی کا کام) نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا

Marfat.com

فساد مچے گا۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مومنوں کا آپس میں ایک دوسرے سے محبت واُلفت کا تعلق قائم کرنا واجب ہے۔اسی بناء پر امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"دین کی اصل حقیقت اور اوجِ کمال یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت ہو۔اللہ تعالیٰ ہی کے لیے نفرت ہو۔اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آپس میں دوستانہ مراسم ہوں۔اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دشمنیاں ہوں۔اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہر قسم کی عبادت ہو۔اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جائے۔اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرا جائے۔اللہ تعالیٰ ہی سے تمام اُمیدیں وابستہ کی جائیں۔اللہ تعالیٰ ہی کے لیے عنایات اور سخاوتیں ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی جگہ سخاوت و بخشش سے ہاتھ روکا جائے۔"[8]

نیک اور صالح دوست انسان کی سعادت اور خوش نصیبی کے اہم عوامل میں سے ایک ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((من سعادة المرء ان یکون متجره فی بلده و یکون له اولاد یستعین بهم و خلطاء صالحون و منزل واسع و امرأة حسناء اذا نظر الیها سر بها))[9]

"انسان کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی تجارت گاہ اپنے شہر میں ہو، مددگار اولاد، صالح دوست، وسیع گھر اور خوبصورت عورت ہو جسے دیکھنے سے مسرت ملے۔"

اسی لئے مذہب اسلام نے روز اول ہی سے ہمیں دوستی کا صحیح تصور عطا کیا اور پسندیدہ دوست کی علامات بیان فرمائی ہیں، جن میں سے کچھ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) سچ بولنے والا:

پسندیدہ دوست کی ایک صفت صداقت ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

Marfat.com

{یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴿۱۱۹﴾}[۱۰]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((الاصدقاء نفس واحد فی جسوم متفرقۃ... الصدیق اقرب الاقارب))[۱۱]

''سچے دوست مختلف جسموں میں ایک جان ہوتے ہیں... سچا دوست قریب ترین افراد سے بھی قریب تر ہوتا ہے۔''

گویا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں دوستی کا جو ضابطہ و اصول فراہم کیا ہے وہ صداقت پر مبنی ہے۔ اسی کی طرف سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''سچے بھائیوں کے ساتھ رہو کیونکہ وہ آسانی میں زینت کا سامان ہوتے ہیں اور مشکل وقت میں مددگار۔''[۱۲]

(۲) اللہ کو بہت یاد کرنے والا:

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ ایسے آدمی کے پاس تشریف لائے جو سورہ حجر اور سورہ کہف پڑھ رہا تھا۔ وہ (آپ کو دیکھ کر) خاموش ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ مجلس ہے کہ جس میں مجھے حکم دیا گیا کہ میں اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھوں۔''[۱۳]

عمر بن ذرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت کے پاس تشریف لائے۔ ان میں سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ سب اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ جب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو ذکر کراؤ۔ انہوں نے عرض کیا

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! آپ ذکر کرانے کے زیادہ حقدار ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسی جماعت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اپنے کو ان کے ساتھ روکے رکھوں ۔پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ۔

{وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾} [۱۴]

”اور (اے رسول ﷺ) اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت میں محدود رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اپنی نگاہیں ان سے نہ پھیریں، کیا آپ دنیاوی زندگی کی آرائش کے خواہشمند ہیں؟ اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے ۔“

امام ابن کثیرؒ مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”یعنی آپ ﷺ ان لوگوں کے ہم نشین ہو جائیں جو اللہ کا ذکر کرتے، لا الٰہ الا اللہ پڑھتے، الحمد للہ پڑھتے، تحمید و تسبیح و تکبیر کرتے اور صبح شام اس سے دعائیں کرتے ہیں، خواہ یہ بندگانِ الٰہی فقیر ہوں یا امیر، قوی ہوں یا ضعیف ۔“ [۱۵]

(۳) جس کو دیدار یادِ الٰہی کا باعث ہو:

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کون سے دوست بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”وہ دوست کہ اگر تم اللہ کا ذکر کرو اور اسے یاد کرو تو وہ تمہاری اس میں مدد کریں

Marfat.com

اور اگر تم اللہ کو بھول جاؤ تو تمہیں یاد دلا دیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں ان لوگوں کے بارے میں بتائیے جو ہم میں سب سے بہتر ہیں، تاکہ ہم انہیں اپنا دوست بنا سکیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں! وہ لوگ کہ جن کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔" [16]

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے جب ان کے حواری سوال کرتے کہ ہم کس کے ساتھ معاشرت کریں؟ تو وہ فرماتے:

"اس شخص سے ہم نشینی اختیار کرو جس کا دیدار تجھے اللہ کی یاد دلائے اور اس کا عمل تجھے آخرت کا مشتاق بنائے اور اس کا علم تمہاری عقل و منطق میں اضافہ کرے۔۔۔ اہل دنیا سے دوری اختیار کر کے اللہ کے نزدیک ہو جاؤ اور گنہگاروں سے دشمنی کرتے ہوئے اللہ کے دوست بن جاؤ۔" [17]

(۴) اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والا:

جس طرح قرآن کریم میں ایمان والوں کو آپس میں ایک دوسرے کا دوست اور بھائی قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح حدیث مبارکہ میں صرف اہل تقویٰ کی دوستی کو لازم پکڑنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"صرف مومن کو ساتھی بنا (اس کی صحبت اختیار کر) اور تمہارا کھانا صرف متقی کھائے۔" [18]

علماء اور دانشمندوں سے ہم نشینی کی اہمیت کے سلسلہ میں سیدنا لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

((یا بنی جالس العلماء فزاحمهم بر کبتیك فان القلوب تحی بالحكمة كما تحی الارض الميتة بوابل المطر)) [19]

"میرے بیٹے! علماء کی ہم نشینی اختیار کرو اور ان کے آگے زانوئے ادب تہہ

Marfat.com

کرو، بے شک دل حکمت سے اس طرح زندہ ہوتے ہیں جس طرح مردہ زمین بارش کے قطروں سے زندہ ہو جاتی ہے۔"

(۵) دوست کے لئے باعث زینت:

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے جنہیں بطور دوست منتخب کیا جاسکتا ہے۔ امام محمد بن جعفر الصادقؒ سے منقول حدیث مبارکہ ہے:

((اصحب من تتزين به ولا تصحب من يتزين بك)) [۲۰]

"ایسے شخص کو دوست بناؤ جو تمہاری زینت بنے اور ایسے شخص کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے ذریعے اپنی شان بنائے (اور بالآخر تمہاری آبرو کم ہو جائے)۔"

یعنی ہم نشینی اور دوستی کے لئے مفید شخص کا انتخاب کرو تا کہ اس دوران اس کے علم واخلاق سے استفادہ کر سکو۔ ایسے شخص کو دوستی کے لئے منتخب نہ کرو جس سے مستفید نہ ہو سکو اور وہ تمہیں اپنا دوست سمجھے جبکہ وہ تمہارا ہم پلہ نہ ہو بلکہ تم سے کمتر ہو۔

(۶) دوست کے لئے بہترین مددگار:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ﴾ [۲۱]

"جو لوگ ایمان لائے اور (اپنے وطنوں سے) ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا وہ، اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔"

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری لمحات میں جنادہؒ کو دوست کے انتخاب کے

Marfat.com

حوالے سے یہ نصیحت فرمائی تھی:

"دوستی اور ہم نشینی کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کرو جس کی دوستی تمہارے لئے زینت کا باعث ہو اور جب اس کی خدمت کرو تو وہ تمہارا خیال رکھے، اگر اس سے مدد چاہو تو وہ تمہاری مدد کرے، اگر کوئی بات کہو تو تمہاری تصدیق کرے، اگر کوئی حملہ کرو تو وہ تمہارے حملے کو شدت بخشے، اگر ہاتھ بڑھا کر اس سے کوئی چیز طلب کرو تو تمہاری مدد کرے، اگر تم کوئی نقصان اٹھاؤ تو وہ اس کی تلافی کرے، اگر تم اس کے حق میں نیکی اور بھلائی کرو تو اس کا لحاظ رکھے، اگر اس سے کوئی چیز مانگو تو تمہیں عطا کرے، اگر تم حیا کی وجہ سے خاموش رہو تو وہ مدد اور بخشش میں پیش قدم ہو اور اگر کسی مصیبت سے دوچار ہو جاؤ تو وہ بھی خود کو مصیبت میں مبتلا سمجھے۔"[۲۲]

احمد بن ابی القاسمؒ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ایک دوست نے ان کو خط لکھا اور دیر سے خط لکھنے کی شکایت کی۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس کو لکھا:

((یا أخی لیس تاکید المودۃ بکثرۃ المزاروۃ ولا بمواترۃ المکاتبۃ ولکنها فی القلب ثابتۃ وعند النوازل موجودۃ)) [۲۳]

"میرے بھائی! دوستی زیادہ ملنے اور زیادہ خط لکھنے سے نہیں ہے، بلکہ دوستی دل میں قائم ہوتی ہے اور مشکلات میں ظاہر ہوتی ہے۔"

(۷) صاحب عقل وخرد:

آئمہ اہلِ بیت کی سند سے مروی حدیث مبارکہ ہے:

((اکثر الصواب والصلاح فی صحبۃ اولی النھی والالباب)) [۲۴]

"اپنی خوش نصیبی اور شائستگی کو صاحبانِ خرد کی ہم نشینی سے بڑھاؤ۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

"صاحبان حکمت کی صحبت اختیار کرو تاکہ ان کی حکمت سے فائدہ اٹھاؤ، بردبار اور حلیم افراد کے ہم نشین بنو اور دنیا سے منہ موڑ لو تاکہ بہشت بریں میں جگہ حاصل کرسکو۔"[۲۵]

دوسرے مقام پر آپ فرماتے ہیں:

"مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جو دوستوں کی کثرت کا خواہشمند ہوتا ہے۔ آخر وہ کیوں صاحبانِ علم وخرد اور اہلِ تقویٰ کی صحبت اختیار نہیں کرتا، جن کے فضائل اس کے لئے غنیمت ہوں، جن کے علوم اسے مہذب بنائیں اور جن کی ہم نشینی اس کے لئے زینت بخش ہو۔"

(۸) صاحبان ایمان اور تقویٰ شعار:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝۵۵ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۝۵۶}[۲۶]

"تمہارا دوست تو اللہ تعالیٰ، اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اہل ایمان ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور (اپنے اللہ کے آگے) جھکتے ہیں، جو شخص بھی اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرے تو وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر صالح مومنین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۝۴}[۲۷]

Marfat.com

''بے شک اللہ اور جبریل اور نیک کردار مسلمان ان کے حامی (اور دوست دار) ہیں اور (ان کے علاوہ اور) فرشتے بھی مددگار ہیں۔''

آیت کریمہ میں ''صالح المومنین'' سے مراد وہ شخص ہے جو اہل ایمان میں سے ہو اور نیک کام کرنے والا ہو اور مومن و متقی ہو یہی لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دوست ہیں۔ ان لوگوں میں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی رضی اللہ عنہم اور وہ تمام لوگ داخل ہیں، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کا فخر حاصل کیا۔ یہ لوگ تعداد میں چودہ سو تھے اور وہ سب جنتی ہیں۔ اسی طرح سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان اولیاء اللہ المتقون این کانوا وحیث کانوا)) ۲۸

''اللہ کے دوست متقی لوگ ہیں، چاہے وہ کوئی بھی ہوں یا کہیں بھی ہوں۔''

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((اخوان الدین ابقی مودۃ)) ۲۹

''متدین اور مومن افراد کی دوستی زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔''

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اولی الناس باللہ من بدء بالسلام)) ۳۰

''سب آدمیوں سے بڑھ کر وہ شخص اللہ والا ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔''

(۹) نیکی اور تقویٰ میں اعانت کرنے والا:

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ بہترین ساتھی کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

''وہ شخص بہترین دوست ہے کہ اگر تو نیک کام سے غفلت کرے تو وہ تجھے تنبیہ کرے اور تیرے نیک کاموں میں تیری اعانت کرے۔ اور برا دوست وہ ہے کہ اگر تو نیک کاموں سے غفلت کرے تو وہ تجھے متنبہ نہ کرے اور نیک کاموں میں تیری مدد نہ کرے۔'' ۳۱

Marfat.com

رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین ہم نشین کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((من ذکرتکم باللہ رؤیتہ وزادکم فی عملکم منطقہ و ذکرکم بالآخرۃ عملہ)) ۳۲

''جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور اس کا کلام تمہارے علم میں اضافہ کرے اور اس کا عمل تجھے قیامت کی طرف متوجہ کرے۔''

ایک اور مقام پر آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((من دعاك الی الدار الباقیة واعانك علی العمل فهو الصدیق الشفیق)) ۳۳

''جو بھی تمہیں دارِ بقا (آخرت) کی طرف بلائے اور میدانِ عمل میں تمہارا معاون و مددگار ہو وہ تمہارا مہربان اور حقیقی دوست ہے۔''

کیونکہ ایسا ہی دوست تمہیں آخرت کی یاد دلانے والا، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں تمہاری مدد کرنے والا اور تمہیں نجات اور اچھے راستے کی طرف لے جانے والا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قارن اهل الخیر تکن منهم و باین اهل الشر تبن منهم به)) ۳۴

''نیک افراد کا قرب اختیار کرو تاکہ انہیں میں سے ہو جاؤ اور برے افراد سے دور رہو تاکہ ان میں شمار نہ کیے جاؤ۔''

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

((من احبك نهاك ومن أبغضك أغراك)) ۳۵

''جو آدمی تجھ سے محبت کرتا ہو گا وہ تجھے (غلط کام سے) روکے گا اور جو تجھ سے دشمنی کرے گا وہ تجھ کو (برائی کی طرف) لے جائے گا۔''

Marfat.com

(۱۰) بھروسے اور اعتماد کے قابل افراد:

بصرہ کے ایک شخص نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ دوستوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

((الاخوان صنفان: اخوان الثقة واخوان المکاشرة)) ۳۶

''دوستوں کی دو قسمیں ہیں: ایک قابل اعتماد دوست اور دوسرا بظاہر خوش اخلاق۔''

پھر ان کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قابل اعتماد دوست تمہارا دست و بازو، تمہارے اہل اور مال کی مانند ہے۔ اگر تمہارا بھائی قابل اعتماد ہے تو اس کی جانی و مالی مدد کرو۔ اس کے دوستوں کو اپنا دوست اور اس کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھو۔ اس کے راز کے امین رہو اور ہمیشہ اس کے معاون و مددگار رہو اور اس کی نیکیوں کا اظہار کرو اور اے سائل! جان لو کہ سچے دوست سرخ سونے سے بھی زیادہ کم یاب ہیں۔ بظاہر خوش اخلاق دوست سے تم لطف اندوز ہو گے لیکن اس کے ضمیر سے تمہیں زیادہ توقع بھی نہیں رکھنی چاہیئے اور اس کی طرح تمہیں بھی بظاہر شیریں زبانی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیئے۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((الاخوان أربعة: فأخ لك وله، وأخ لك، وأخ عليك، وأخ لا لك ولا له)) ۳۷

''دوست چار قسم کے ہوتے ہیں: ایسا دوست جو تیرے لئے ہے اور خود کے لئے ہے، تیرا دوست، اور وہ جو تیرے خلاف ہے اور وہ دوست جو نہ تیرے خلاف ہے نہ خود کے لئے۔''

جب آپ رضی اللہ عنہ سے اس بات کے معنی پوچھے گئے تو ان الفاظ میں وضاحت فرمائی:

''ایسا بھائی جو تیرے لئے اور خود کے لئے ہے، وہ ہے جو برادری کی ہمیشگی کو چاہتا ہے اور اس سے بھائی کی بربادی نہیں چاہتا۔ یہ تیرے لئے اور اپنے

Marfat.com

لئے ہے کیونکہ اگر یہ دو بھائی مکمل ہو جائیں تو دونوں کی زندگی سکون میں ہو گی اور اگر ختم ہو جائیں (یا دوستی کمزور ہو جائے) تو دونوں کی خوشی ختم ہو جائے گی۔اور جو تیرا بھائی ہے وہ ایسا ہے جو خود کو لالچ سے دور کرے اور برادری میں رغبت رکھتا ہو، یہ تیرے لئے مکمل کمال ہے۔اور جو بھائی تیرے خلاف ہے وہ اس بھائی کی طرح ہے جو زمانے کے حالات کا تیرے لئے انتظار کر رہا ہو اور اندر کے کینے کو چھپائے رکھتا ہو،لوگوں کے درمیان تیرے خلاف جھوٹ بولتا ہو اور تیری طرف حسد کی نگاہ سے دیکھتا ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔اور وہ بھائی جو نہ تیرے خلاف ہے اور نہ ہی خود کے لئے، وہ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حماقت سے بھر دیا ہے اور اس کو خود سے دور کر دیا ہے۔پس اس کو دیکھو گے کہ تجھ پر خود کو ترجیح دیتا ہوگا اور جو کچھ تیرے پاس ہے وہ بخل سے مانگے گا۔"۳۸

(۱۱) دوست کی خیر خواہی چاہنے والا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾} ۳۹

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔یقیناً اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔"

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((خیر الاصحاب عند اللہ خیرھم لصاحبہ)) ۴۰

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوستوں میں سب سے بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کا خیر خواہ ہو۔"

(۱۲) پسندیدہ دوست کی دیگر صفات:

یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب علقمہ العطار رحمہ اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے (دوستی اور معاشرت کے بارے میں جامع گفتگو کرتے ہوئے) کہا:

"اے بیٹے! اگر کسی سے دوستی کرنا چاہو تو ایسے آدمی کو دوست بنانا کہ جس کی تم خدمت کرو تو وہ قدر کرے، اس کی صحبت میں رہو تو وہ تمہارے لئے زینت بن جائے، تمہیں کوئی ضرورت پڑ جائے تو تمہاری مدد کرے، کسی بھلائی یا نیکی کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاؤ تو وہ بھی تمہارا ساتھ دے، تمہاری کوئی خوبی دیکھے تو اسے شمار کرے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کرے، تم بخل سے کام لو تو وہ پہل کرے، تم پر کوئی آفت آئے تو وہ تمہیں تسلی دے، تم کوئی بات کہو تو وہ تمہارا یقین کرے، کسی معاملہ میں کوشش کرو تو وہ تمہیں آگے بڑھا دے، کبھی کسی بات پر جھگڑا ہو تو وہ اپنے حق پر تمہیں ترجیح دے۔" ۴۱

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ نہیں بلکہ اعلانیہ اور بلند آواز سے فرما رہے تھے:

((ان آل فلان لیسوا لی بأولیاء (یعنی طائفہ من اقاربہ) انما ولیی اللہ وصالح المؤمنین)) ۴۲

"آلِ فلاں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقارب واعزہ کی ایک جماعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) میرے دوست نہیں ہیں، میرا ولی (دوست)

Marfat.com

تو اللہ ہے اور نیکو کار اہل ایمان ہیں۔"

اگر دوست کے انتخاب کے وقت مذکورہ بالا باتوں کا دھیان رکھا جائے تو یہ دنیا و آخرت دونوں اعتبار سے فائدہ مند ہے، کیونکہ نیک دوست نیکی اور بھلائی کا حکم دے گا اور بلاشبہ نیکی دخول جنت کا سبب ہے۔ پس متقی اور پرہیز گار شخص کو دوست بنانا چاہیئے جسے اللہ اور اس کا رسول کریم ﷺ اور مومنین پسند کریں اور وہ روز قیامت آپ کا رفیق ہو، جو آپ کے اندر اللہ تعالیٰ کی یاد پیدا کرے۔ ایسے ہی خدا محور دوستوں کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے:

{اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾} 43

"وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہوں گے۔"

دوسری جانب اگر دوست کے انتخاب میں ان مذکورہ چیزوں کو ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا تو یہ دنیا و آخرت میں خسارے کا باعث ہے کیونکہ برا دوست بری باتوں کی جانب رغبت کا باعث بنے گا اور بلاشبہ بری باتیں دخول جہنم کا سبب ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

{يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾} 44

"اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کی امداد کی جائے گی۔ مگر جس پر اللہ کی مہربانی ہو جائے وہ بڑا زبردست اور رحم کرنے والا ہے۔"

دوسروں سے دوستی کرتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے کہ دوست نیک، متقی، پرہیزگار، دین دار، صوم وصلوٰۃ کا پابند، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا، کتاب وسنت پر عمل درآمد کرنے والا، دینی باتوں سے دلچسپی لینے والا اور اخلاق مند ہو۔

ڈاکٹر عائض القرنی نے ایک عرب ادیب کا قول نقل کیا ہے:

"جس آدمی کی سیرت کو تم اچھا سمجھتے ہو، اس کے طریقوں پر مطمئن ہو، اس کی فضیلت وعقلمندی کی معرفت رکھتے ہو تو اس کے کسی ایسے عیب پر جو کثرت

Marfat.com

فضائل سے چھپا ہو یا چھوٹی سی غلطی پر جس سے درگزر کیا جا سکتا ہو، اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو۔"45ؔ

اگر دوستی مذکورہ چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جائے تو بہتر اور درست ہے، کیونکہ دوست کے اثرات انسان کے عقائد و نظریات، اخلاق و کردار، عادات واطوار اور احساسات وجذبات کو اتنا جلد متاثر کرتے ہیں کہ انسان کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

(۱۳) مساجد، پسندیدہ محافل دوستاں:

اللہ کے گھروں میں آمدورفت کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان کو ایک اچھا اور صالح دوست نصیب ہو جاتا ہے۔ مساجد میں ہمہ وقت رحمتیں نازل ہوتی ہیں، فرشتے مسجد میں آنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور سیدنا زکریا علیہ السلام کو خوشخبری بھی اپنی عبادت گاہ ہی میں ملی تھی۔

ارشاد ربانی ہے:

{فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾} 46ؔ

"(ہدایت پانے والے) ایسے گھروں میں ہیں جن کی تعظیم کا اللہ نے اذن دیا ہے اور ان میں اس کا نام لینے کا بھی، وہ ان گھروں میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے اور قیام نماز اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں سب کے دل اور آنکھیں ہی پلٹ جائیں گی۔"

سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

Marfat.com

"رسول اللہ ﷺ ایسے آدمی کے پاس تشریف لائے جو سورہ حجر اور سورہ کہف پڑھ رہا تھا۔ وہ (آپ کو دیکھ کر) خاموش ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ مجلس ہے کہ جس میں مجھے حکم دیا گیا کہ میں اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھوں۔" ۴۷

جب رب العالمین اپنے حبیب ﷺ اور مخلوقات میں سے اپنی محبوب ترین ہستی سے ایک عمل کا خواستگار ہے اور اس سلسلے میں انہیں مشقت برداشت کرنے کا حکم دے رہا ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ عام لوگوں سے یہ نہ چاہے؟ یوں یہ انداز اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مسئلے کی انتہائی اہمیت کا عکاس ہے۔ یعنی ایسے افراد سے دوستی کیجیے جن کی زندگی بس اللہ کے لئے ہو وہ صرف اسی کی عبادت کرتے ہوں اور ان کا مقصدِ وحید اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس ہو۔ کیونکہ ایسے افراد کی دوستی ایمان میں اضافہ کرتی ہے اور وہ آپ سے اپنی دوستی کے بندھن کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے عہد و پیمان پر باقی رہتے ہیں۔

(۱۴) کتاب سے دوستی:

فرصت اور تنہائی کے لمحات میں ہم اپنے لئے ایک اور بہترین دوست کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ یہ دوست "کتاب" ہے جو کبھی قرآن کریم سے راہنمائی کر دے گی تو کبھی سنت رسول ﷺ سے راستہ دکھائے گی، کبھی اسلاف کی سیرت کے گوشے تو کبھی دیگر مسائل آشکارا کرے گی۔ کتاب ہماری فکری نشوونما کرتی ہے اور ایک جہاں دیدہ بزرگ کی طرح ہمیں اپنے دلنشیں کلمات کے ذریعے خواہشات کی غلامی سے دور رکھتی ہے۔ ہماری عادتوں کو سنوارتی اور ذہن کو حکمت کے موتیوں سے بھر دیتی ہے اور علوم کے باغ میں ہمارا پہلو خوشی سے تھپتھپاتی ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((من تسلی بالکتب لم تفتہ سلوۃ)) ۴۸

"جو شخص خود کو کتاب کے ذریعے تسلی دیتا ہے، وہ سکون قلب سے کبھی محروم نہیں ہوسکتا۔"

Marfat.com

کتاب ہی وہ دوست ہے جو عظیم شخصیات کے قیمتی افکار و خیالات اور ان کے کارناموں سے آگاہی کا ذریعہ ہے۔ انسان نے مختلف علوم و فنون میں ترقی کے منازل ایک ہی جست میں طے نہیں کئے بلکہ یہ ترقی ان طویل اور ان گنت تجربات کا نتیجہ ہے جو کتب و رسائل کے توسط سے نسل در نسل منتقل ہوئے ہیں۔ اگرچہ عظیم لوگ گردشِ ایام کی نظر ہو گئے لیکن ان کے افکار اور آثار کتب کی شکل میں محفوظ ہو کر ہم تک پہنچ گئے۔ ہم ان کتب کے مطالعہ کے ذریعے صدیوں کا فاصلہ منٹوں میں طے کر لیتے ہیں۔ جیرمی کولئیر لکھتا ہے:

''جوانوں کے لئے کتاب ایک ایسی رہنما ہے جو انہیں شرافت کا درس دیتی ہے کیونکہ جوانی جوش اور خودسری کا دور ہے اور سن رسیدہ لوگوں کے لئے کتاب تسلی کا سبب ہے کیونکہ بڑھاپا تنہائی کا زمانہ ہے۔'' ۴۹

ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی لکھتے ہیں:

''جس طرح انسانوں کی صحبت اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح دوسری چیزوں کی بھی۔ کوئی شخص اچھی دینی و علمی کتابوں کا مطالعہ کرے گا تو اس کا دین سے تعلق مضبوط ہوگا، اس کے علم میں اضافہ ہوگا اور اس کا کردار سنورے گا۔'' ۵۰

درحقیقت علم ہی انسان کا سب سے بہترین دوست ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((ان للمرء المسلم ثلاثة اخلاء: فخليل يقول له انا معك حيا و ميتا و هو علمه و خليل يقول له انا معك حتى تموت وهو ماله و خليل يقول له انا معك الى باب قبرك ثم احلبك وهو ولده)) ۵۱

''مسلمان کے دوست تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دوست کہتا ہے میں تمہاری زندگی و موت میں تمہارے ساتھ ہوں، وہ اس کا علم ہے۔ ایک دوست کہتا ہے میں تمہارے مرنے تک تمہارے ساتھ ہوں، وہ اس کا مال ہے۔ ایک دوست کہتا ہے میں قبر کے دروازے تک تمہارے ساتھ ہوں پھر تمہیں

Marfat.com

چھوڑ دوں گا، وہ اس کی اولاد ہے۔"

لیکن جس طرح دوست کے انتخاب میں احتیاط ضروری ہے اسی طرح کتاب کا انتخاب کرتے ہوئے بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ہر کتاب اس قابل نہیں ہوتی کہ اس کے مطالعہ میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا جائے کیونکہ بعض کتابیں انسانی ذہن اور فکر کو راہِ حق سے ہٹا دیتی ہیں۔ اس کا دین سے تعلق کمزور کر دیتی ہیں اور اس کا کردار مسخ ہو جاتا ہے۔ جس طرح کسی کے دوستوں کو دیکھ کر اس کی شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اسی طرح کسی شخص کی کتابوں کا انتخاب اور مطالعہ دیکھ کر اس کے طرز زندگی اور اخلاق سے واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے۔ کسی عرب شاعر نے کہا ہے:

((خیر جلیس فی الزمان کتاب)) ۵۲

"تمام زمانوں میں بہترین ہم نشین کتاب ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عبدالعزیزؒ کا یہ حال تھا کہ وہ لوگوں کی صحبت سے بھاگتے تھے، ہمیشہ ہاتھ میں کوئی کتاب لے کر قبرستان میں چلے جاتے اور اس کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ لوگوں نے جب اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا:

"قبرستان سے بڑھ کر کوئی ناصح، کتاب سے بڑھ کر کوئی مونس اور تنہائی سے بڑھ کر کوئی محافظ ہم کو نظر نہیں آتا۔" ۵۳

اگر تنہائی کتاب کے ساتھ ہو تو کیا کہنے کہ اس سے تو عمر میں اضافہ ہو، مہلت میں وسعت آئے، خلوت میں آرام ملے، طاعت کا سفر ہو اور غور و فکر کی سیاحت ہو۔ امام ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا کہ حصول علم میں بطور معاون کون سی چیز زیادہ اہمیت کی حامل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو علم سے بے بہرہ رکھنا چاہتا ہو، اس سے کتابوں کا شوق و رغبت ختم کر دیتا ہے۔ ۵۴ آپ کو چاہیئے کہ دنیا کی بہترین کتاب کو اپنا دوست بنائیں۔ جیسے خالق اور مخلوق میں فرق ہے، اسی طرح خالق اور مخلوق کی کتابوں میں بھی فرق ہے۔ سب سے بلند، عمدہ اور ارفع کتاب اللہ کا قرآن ہے، جس کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے:

Marfat.com

{كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲} ۵۵

''یہ کتاب آپ کی طرف نازل کی گئی ہے، اس سے آپ کے سینے میں کسی قسم کی تنگی نہیں ہونی چاہیئے، تاکہ آپ اس کے ذریعے سے ڈرائیں اور یہ مومن کے لئے نصیحت ہے۔''

اللہ کی کتاب سے دوستی انسان کو نفع دیتی ہے اور اسے پڑھنا مومن کی نشانی بتائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝۲۹} ۵۶

''جو اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی ختم اور تباہ نہیں ہوگی۔''

حدیث مبارکہ میں ہے:

((من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها ولا اقول (الم) حرف ولكن الف حرف ولام حرف وميم حرف)) ۵۷

''جو آدمی کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کی یہ نیکی دس گنا ہوگی۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔''

ایک سمجھدار مسلمان اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ اچھی کتب کا مطالعہ ایک ایسا گھاٹ ہے جو عقل کو معرفت و دانائی عطا کرتا ہے اور اسے ایسی غذا فراہم کرتا ہے جو اس کو کشادگی، وسعت، پختگی، برتری اور درخشندگی بخشتا ہے۔

Marfat.com

ناپسندیدہ دوست کی علامات:

دوستی کے بارے میں احادیث مبارکہ کا جائزہ لیا جائے تو ایک دلچسپ بات یہ سامنے آتی ہے کہ دوست کے انتخاب کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے دوستی کے لئے لائق افراد کا تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ ان اہل کفر و شرک، بے دین ولا پرواہ، فسادی وظالم اور اللہ کے باغی لوگوں کا تعارف بھی کروایا ہے جن کی دوستی سے اجتناب کیا جانا چاہیئے۔اور یہ بات اس حد تک اہم ہے کہ اگر اس سلسلے میں ضروری احتیاط اور توجہ پر عمل نہ کیا جائے تو تعمیرِ حیات کی بقیہ کوششیں بے سود ہو جائیں گی۔امام جعفر بن محمد الصادقؒ فرماتے ہیں:

''دوستوں کی تین قسمیں ہیں۔کچھ تو غذا کی طرح ہوتے ہیں کہ ان کی دوستی ضروری و ناگزیر ہے۔کچھ لوگ دوا کی مانند ہوتے ہیں جن کی ضرورت کبھی کبھار ہوتی ہے (البتہ ہوتی ضرور ہے)۔کچھ لوگ بیماری کی طرح ہوتے ہیں جن کی ضرورت کسی بھی وقت نہیں ہوتی (بلکہ ان سے دور رہنا ضروری ہے)۔''۵۸

ذیل میں چند ایسی صفات اور ان کے خطرناک نتائج کی نشاندہی کی جاتی ہے جن کے حامل افراد کی دوستی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں غیر مطلوب اور ناپسندیدہ ہے۔

(۱) دین کو کھیل تماشا بنانے والا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا}۵۹

''اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

{يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا

Marfat.com

وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴿۵۷﴾} ٦٠

''اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں، خواہ وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں۔ اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔''

نیز فرمایا:

{فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ} ٦١

''تو آپ اس سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑے اور جن کا ارادہ بجز زندگانی دنیا کے اور کچھ نہ ہو۔ یہی ان کے علم کی انتہا ہے۔''

لہٰذا جو سچے مومن ہیں وہ شریعت اسلامیہ کو کھیل تماشہ سمجھنے والے اسلام کے دشمنوں کو (خواہ وہ اہل کتاب سے ہوں یا مشرکوں سے) کو ہرگز دوست نہیں رکھتے۔

(۲) کلام اللہ کا مذاق اُڑانے والا:

ایسے افراد جن سے دوستی کی مذمت کی گئی ہے اور جنہیں نامناسب قرار دیا گیا ہے ان میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو باطل طریقے سے آیاتِ الٰہی میں غور وخوض کرتے ہیں تاکہ بخیال خود ان میں نقص اور کمی ڈھونڈ کر ان کا انکار کریں ان کا مذاق اڑائیں اور ان کی مخالفت کریں۔ اس طرح کے دوستوں کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے:

{وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿۶۸﴾} ٦٢

''اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے متعلق بیہودہ بحث کررہے

Marfat.com

ہیں توان (کے پاس) سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ لوگ کسی اور بات پر بحث کرنے لگیں اور اگر شیطان تمہیں یہ حکم بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ ہر گز نہ بیٹھنا۔"

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ ہمیں اسلام کے خلاف زہر اُگلنے والے افراد سے دور رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ ہم اس بزم میں شریک ہوں جس بزم میں لوگ اسلام کے خلاف گفتگو میں مصروف ہوں۔ یقیناً وہ ہمیں اس بات کی اجازت بھی نہ دے گا کہ ہم اس طرح کے افراد کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت برتنے والا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴿۲۸﴾} ۶۳

"اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴿۳۶﴾} ۶۴

"اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مثلا البیت الذی یذکر اللہ فیہ والبیت الذی لا یذکر

Marfat.com

اللہ فیہ مثل الحی والمیت)) ؁۶۵

''اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس کی جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا، زندہ اور مردہ کی سی ہے۔''

(۴) یہود ونصاریٰ اور منافقین:

کفار، منافقین اور اہل ہوا کو اپنا دخیل اور دلی دوست نہیں بنانا چاہیئے کہ اپنی آراء میں ان کو داخل کریں اور اپنے امور میں ان پر تکیہ کریں کیونکہ کفار اور خواہش پرست لوگ مسلمانوں میں خرابی ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ۘۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ} ؁۶۶

''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔''

نیز فرمایا:

{لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ(۲۸)} ؁۶۷

''مومنوں کو چاہیئے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔''

ایک مرتبہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو اپنا کاتب بنا لیا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا:

Marfat.com

"جب اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو دور کر دیا تو پھر آپ ان کو قریب کیوں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت نہیں کی لہٰذا تم بھی نہ کر او ر اللہ نے انہیں خائن قرار دیا لہٰذا تم انہیں امین مت بناؤ۔" 68

منافقین کی دوستی سے اجتناب کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے:

{سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾} 69

"ہاں وہ (منافق) اب تمہارے پاس اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے جنہیں وہ کیا کرتے تھے۔"

(۵) فاسق وفاجر:

فاسق و فاجر کی ہم نشینی سے منع کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((احذر مصاحبة الفساق والفجار والمجاهرين بمعاصي الله)) 70

"فاسقوں فاجروں اور کھلم کھلا خدا کی نافرمانی کرنے والوں کی دوستی سے پرہیز کرو۔"

اسی طرح ابن قتیبہؒ کی روایت کردہ حدیث میں جن تین قسم کے لوگوں کو دوست بنانے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک فاجر و بدکار بھی ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

"فاجر و بدکار انسان کو کبھی دوست نہ بنانا کہ وہ تمہارے لئے اپنے گناہ کو بنا سنوار کر پیش کرے گا اور چاہے گا کہ تم بھی اس جیسے بن جاؤ اور اپنی بد سے بدتر حرکت کو تمہارے سامنے آراستہ کر کے پیش کرے گا، اس کا تمہارے پاس آنا اور

Marfat.com

تمہارے پاس سے جانا تمہارے لئے رسوائی اور بدنامی کا باعث ہوگا۔"[1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وصیتوں میں ہے:

"فاسقوں کی دوستی سے پرہیز کرو کیونکہ کسی گروہ کے فعل پر راضی ہونے والا اسی طرح ہے جیسے اس گروہ میں شامل ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس طرح کسی عمل کی انجام دہی پر انسان سے جواب طلب کرے گا اسی طرح بدکار سے راضی رہنے والے اور اس کی تائید کرنے والے سے بھی جواب طلب کرے گا۔"[2]

سیدنا سیدنا لقمان علیہ السلام اپنے فرزند کو نصیحت فرماتے تھے:

"اے بیٹے! فاسقوں کے ساتھ بیٹھنے سے گریز کرو کیونکہ یہ لوگ کتوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر تمہارے پاس سے کوئی چیز ملے تو اسے کھالیں گے ورنہ تمہاری برائی کریں گے اور رسوا کر دیں گے۔ دوستی ان کے درمیان کچھ وقت کے لئے ہوتی ہے۔"[3]

(۶) احمق و بے عقل:

احمق وہ ہے جو عقلی توازن اور فکری گہرائی سے محروم ہو۔ جو اچھائیوں کو برا اور برائیوں کو اچھا سمجھے، انسان جتنا بھی اس کے نزدیک ہوگا برائی سے نزدیک ہوگا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((عدو عاقل خیر من صدیق احمق))[4]

"عقلمند دشمن احمق دوست سے بہتر ہے۔"

کیونکہ عقل مند دشمن کی دشمنی و عداوت ظاہر و آشکارا ہے اور وہ اپنی دشمنی میں کچھ اصولوں کا پابند ہوتا ہے لہٰذا اس سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ لیکن احمق دوست تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن حماقت کی بنا پر نقصان پہنچا بیٹھے گا کیونکہ اس میں فکری توازن نہیں پایا جاتا۔

ابن قتیبہؒ کی روایت کردہ حدیث کا ٹکڑا ہے:

"احمق انسان سے بھی کبھی دوستی نہ کرنا کہ وہ اپنے آپ کو تمہارے لئے بری

Marfat.com

طرح تھکا دے گا مگر پھر بھی تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا بھلا کرنا چاہتا ہو اور تمہیں نقصان ہی پہنچا دے۔اس کی خاموشی اس کے بولنے سے، اس کی دوری اس کی قربت سے اور اس کی موت اس کی زندگی سے بہتر ہے۔" ۵؎

(۷) دُنیا پرست اور بے عمل عالم:

دوستوں کے انتخاب میں علم اور فقاہت والے دوستوں کی تعریف کی گئی ہے مگر اس سے بے عمل اور دنیا پرست عالم ہرگز مراد نہیں۔اپنے علم پر عمل نہ کرنے والا تو راہزن کی مانند ہے، اس کی دوستی سے قطعی طور پر اجتناب کرنا چاہیئے۔حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام سے فرمایا:

((لا تجعل بيني و بينك عالما مفتونا بالدنيا فيصدك عن طريق محبتي، فان اولئك قطاع طريق عبادي المريدين، ان ادنى ما انا صانع بهم ان انزع حلاوة مناجاتي عن قلوبهم)) ۶؎

"اے داؤد علیہ السلام! میرے اور اپنے درمیان ایسے عالم کو واسطہ قرار نہ دینا جو دنیا پر فریفتہ ہو چکا ہو۔وہ تجھے میری محبت کی راہ سے ہٹا دے گا۔بے شک ایسے لوگ میری تلاش میں نکلنے والوں پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں۔ایسے لوگوں کے لئے میری سب سے کم سزا یہ ہے کہ ان کے دل سے اپنی مناجات کی شیرینی چھین لیتا ہوں۔"

(۸) جھوٹا اور دروغ گو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹے کی دوستی کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

((ان حدثك كذبك و ان حدثتة كذبك و انت منه بمنزلة السراب الذى يحسبه الظمان ماء حتى اذا جائه لم يجده

Marfat.com

شیئا)) ۷۷ے

"اگر وہ تم سے بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا اور اگر تم کچھ کہو گے تو تمہیں جھٹلائے گا۔ وہ تمہارے لئے ایسے سراب کی مانند ہوگا جسے پیاسا دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب نزدیک آتا ہے تو کچھ نظر نہیں آتا۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کبھی جھوٹے انسان کو بھی دوست نہ بنانا کہ اس کے ساتھ زندگی گزارنا تمہارے لئے کسی طرح بھی سودمند نہیں ہوسکتا۔ تمہاری باتیں دوسروں تک اور دوسروں کی باتیں تم تک منتقل کرتا ہے، یہاں تک کہ کبھی اگر وہ سچ بھی کہتا ہے تو لوگ اس کا یقین نہیں کرتے۔" ۷۸ے

امام جعفر بن محمد الصادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ایاك و صحبة الاحمق الكذاب فانه يريد ان ينفعك فيضرك و يقرب منك البعيد و يبعد منك القريب ان ائتمنة خانك و ان ائتمنك هانك)) ۷۹ے

"جھوٹے احمق کی ہم نشینی سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور بنا کر پیش کرے گا اور اگر تم اس کو امین بناؤ گے تو خیانت کرے گا اور اگر وہ تمہارے پاس امانت رکھے گا تو تمہاری توہین کرے گا۔"

(۹) اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور ظالم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"ظلم کرنے والا، ظلم پر رضامندی کا اظہار کرنے والا اور ظلم میں معاونت کرنے والا تینوں شریکِ ظلم ہیں۔" ۸۰ے

Marfat.com

سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ کا قول ہے:

((الراضی بفعل قوم کالداخل فیہ معھم و علی الداخل اثمان: اثم الرضا و اثم العمل)) [۸۱]

"کسی گروہ کے عمل سے راضی ہو جانے والا بھی اسی گروہ میں شامل سمجھا جائے گا۔ اس پر دُہرا گناہ ہوگا ایک گناہ اس عمل سے رضایت کی بنا پر اور دوسرا اس عمل کو انجام دینے کی وجہ سے۔"

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"لوگوں کا (ایک عمل سے) رضامند اور ناراض ہونا انھیں ایک گروہ اور قوم کی صورت عطا کر دیتا ہے۔ قومِ ثمود کے ناقہ کی کونچیں ایک شخص نے کاٹی تھیں لیکن کیونکہ دوسرے اس عمل سے راضی اور خوش تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پوری قوم پر عذاب نازل کیا۔ ان کی زمین پر بہت زبردست زلزلہ طاری ہو گیا اور ایک چیخ پیدا ہوئی جس سے ان کے دل پھٹ گئے اور انہیں ایسی صورتحال پیش آئی جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی، یہاں تک کہ اپنے گھروں میں مرے پڑے رہ گئے۔" [۸۲]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ﴿۱۵۷﴾} [۸۳]

"چنانچہ انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں پھر وہ نادم ہوئے۔"

اس عمل کو انجام دینے والا ایک فرد تھا لیکن پورے قبیلے نے اس عمل پر رضامندی کا اظہار کیا یا اس عمل کی حوصلہ افزائی کی۔ لہٰذا اس ایک آدمی کے اس عمل میں سبھی شریکِ جرم ہوئے۔ کیونکہ ایک عمل میں کبھی قلبی اور قولی طور پر شریک ہوا جاتا ہے اور کبھی عملی طور پر۔ یہی وجہ ہے کہ مردِ مسلمان کو ایسے افراد کے بارے میں اپنے دل کی دھڑکنوں اور زبان سے نکل جانے والے بے ساختہ الفاظ تک کے بارے میں محتاط اور باریک بین ہونا چاہیے جو کسی عمل

Marfat.com

بد کے مرتکب ہوتے ہیں یا ظالموں کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔

(۱۰) قطع رحمی کرنے والا:

امام علی بن حسین زین العابدینؒ نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:
"پانچ لوگوں سے کبھی دوستی نہ کرنا۔ فاسق سے، بخیل سے، جھوٹے سے، بے وقوف سے اور قاطع رحم سے کیونکہ اس پر تین لعنتیں بھیجی گئی ہیں۔" ۸۴

امام محمد بن علی الباقرؒ نے فرمایا:

((قال لی علی بن الحسین علیھما السلام یا بنی ایاك و مصاحبه القاطع الرحمه فانی وجدته ملعونا فی کتاب الله فی ثلاث مواضع)) ۸۵

"میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! جس نے اپنے والدین سے قطع تعلق کر لیا ہو (یعنی جس کے والدین نے اسے عاق کر دیا ہو) اس کی دوستی سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ میں نے قرآن کریم میں اسے تین جگہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق قرار پایا ہے۔"

(۱۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اجتناب کرنے والا:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((من لا یصحبك معینا علی نفسك فصحبته وبال علیك)) ۸۶

"تمہارے دوستوں میں سے جو بھی تمہارے نفس کے خلاف جد و جہد میں تمہارا مددگار نہ ہو اس کی دوستی تمہارے لئے وبال اور باعثِ زحمت ہے۔"

لہٰذا وہ دوست جو تمہارے اندر کوئی عیب دیکھے اور تمہیں اس سے منع نہ کرے تمہارے اندر انحراف و کج روی کا مشاہدہ کرے اور تمہیں راہِ راست کی طرف لانے کے لئے کوشش نہ کرے، تمہیں خطا میں مبتلا پائے اور درستگی کے لئے اقدام نہ کرے تو ایسے دوست

Marfat.com

کی دوستی سے پرہیز کرو اس لئے کہ اس کی دوستی بالکل بے سود ہے بلکہ ممکن ہے کہ نصیحت کے سلسلے میں اس کا خاموش رہنا اور کوئی قدم نہ اٹھانا تمہیں انحراف گمراہی اور خطا کے راستے پر باقی رکھے اور یہ چیز تمہارے لئے باعثِ وبال بن جائے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"آدمی کے دوست احباب تو بہت ہوتے ہیں لیکن ایسے دوستوں کا کوئی فائدہ نہیں جو تیرے کے بارے میں ایسے خیالات نہ رکھتے ہوں جس طرح کہ آپ ان کے لئے نیک خیالات رکھتے ہیں۔"۸۷

(۱۲) مشکلات میں ساتھ چھوڑ جانے والا:

امام حسن العسکریؒ اپنے آباء کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((بئس العبد عبد یکون ذا وجھین وذا لسانین یطری أخاہ شاھدا ویاکلہ غائبا ان اعطی حسدہ وان ابتلی خذلہ))۸۸

"بدترین ہے وہ شخص جو دو چہرے اور دو زبانیں رکھتا ہو۔ سامنے اپنے دوست کی ستائش کرے اور پیٹھ پیچھے اس کا گوشت کھائے۔ جب دوست کو کچھ میسر آئے تو اس پر حسد کرے اور جب وہ کسی حادثہ کا شکار ہو تو اس کا ساتھ چھوڑ دے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((لا یکون الصدیق صدیقا حتی یحفظ اخاہ فی ثلاث: فی غیبتہ ونکبتہ ووفاتہ))۸۹

"دوست اس وقت تک دوست نہیں ہوتا جب تک وہ تین موقعوں پر اپنے بھائی کی حفاظت نہ کرے۔ جب وہ غائب ہو جائے اور جب اس پر کٹھن وقت

Marfat.com

آئے اور جب وہ وفات پا جائے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

خزی اللہ الشدائد کل خیر
عرفت بہا عدوی من صدیقی۹۰

"زندگی میں پیش آنے والی سختیوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جن سے دوست اور دشمن کی پہچان ہو گئی۔"

(۱۳) ناپسندیدہ دوست کی دیگر صفات:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من سمع بالدجال فلینأ عنہ فواللہ ان الرجل لیاتیہ وھو یحسب انہ مومن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبھات))۹۱

"جو آدمی دجال کے متعلق سن لے (کہ وہ ظاہر ہو گیا ہے) تو وہ اس سے دور چلا جائے۔ اللہ کی قسم! دجال کے پاس جانے تک ہر آدمی اپنے آپ کو مومن سمجھے گا لیکن اس کے پاس جانے اور اس کے غیر معمولی کام اور معاملات دیکھنے کے بعد اس کے اطاعت اور تابعداری شروع کر دے گا۔"

یہی معاملہ برے اور ناپسندیدہ دوستوں کا ہے، جن کی کچھ مزید صفات سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث مبارکہ میں ملاحظہ ہوں:

"ایسے شخص سے بچو کہ جب تم اس سے بات کرو تو وہ تمہیں پریشان کرے، جب تم سے بات کرے تو تمہیں غمگین کرے، اور اگر اسے خوش کرو یا ضرر پہنچاؤ تو وہ بھی تمہارے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے، اگر اس سے جدا ہو جاؤ تو وہ تمہارے پس پشت تمہاری برائی کرے اور اس طرح تمہیں نقصان پہنچائے، اور اگر اس کے ساتھ موافقت کرو تو تم سے حسد کرے اور تم پر ظلم کرے اور اگر اس کی

Marfat.com

مخالفت کرو تو تم سے نفرت کرے اور جھگڑنے لگے، اپنے ساتھ نیکی کرنے والے کو نیک بدلہ دینے سے عاجز ہو، اور اگر کوئی اس کے ساتھ زیادتی کرے تو اس سے قصاص اور بدلہ لینے میں حد سے بڑھ جائے، اپنی زبان کو اپنے دوست کے خلاف استعمال کرے نہ کہ اس کے دفاع کے لئے، اس کے دل کا اس کی زبان پر قابو نہ ہو، دوسروں سے جدال کرنے کے لئے علم حاصل کرے، اور دکھاوے کے لئے مہذب بنتا ہو، دنیا کے لئے تیز قدم اٹھائے اور تقویٰ کے کاموں میں سست رو ہو، ایسے شخص کا دوست اور ہم نشین تو اجر کا مستحق بن جاتا ہے جبکہ خود وہ گناہوں کے بوجھ تلے دب جاتا ہے۔" ۹۲

ایک اور مقام پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لا ترغبن فیمن زھد عنك.....)) ۹۳

"ایسے افراد کی دوستی کے طلبگار نہ بنو جو تم سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہوں۔ اور اگر کوئی شخص تمہاری دوستی کا طلبگار ہو تو اسے مایوس نہ کرو کیونکہ اس طرح تم ایک اچھے ساتھی سے محروم ہو جاؤ گے۔"

امام جعفر بن محمد الصادقؒ نے اپنے شاگرد سے فرمایا:

((ان الذین تراھم لك اصدقاء اذا بلوتھم وجدتھم علی طبقات شتیٰ.......)) ۹۴

جو تمہیں اپنے اردگرد بہت سے دوست اور رفیق نظر آرہے ہیں جب ان کی آزمائش کرو گے تو ان کی کئی قسمیں ہوں گی۔

۱۔ بعض دوست شیر کی مانند ہوتے ہیں۔ جس طرح شیر اپنا پیٹ بھرنے کے درپے ہوتا ہے اور ہر قسم کا شکار کر لیتا ہے تا کہ اس کا پیٹ بھرا رہے کچھ دوست بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔

۲۔ کچھ دوست بھیڑیے جیسے ہوتے ہیں۔ ایسے افراد بھیڑ جیسے دوستوں کو ضرر اور نقصان پہنچاتے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ کچھ دوست کتے کی طرح ہوتے ہیں۔کتوں کی طرح اپنی دم ہلانے اور چاپلوسی کے ذریعے کچھ لینے کے چکر میں ہوتے ہیں۔

۴۔ بعض دوست چالاک لومڑی کی مانند ہیں کہ اپنے دوستوں سے کسی نہ کسی بہانے سے کچھ حاصل کرنے کیلئے گھومتے ہیں۔

اسی طرح اسلام کی ایک ہدایت یہ نظر آتی ہے جس میں ''خضراء الدمن'' سے رشتہ استوار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((ایاکم و خضراء الدمن... قالوا: وما خضراء الدمن؟ قال: المراۃ الحسناء فی منبت السوء)) ۹۵

''کوڑے پر اگنے والی سبزی سے پرہیز کرو۔ پوچھا گیا: کوڑے پر اگنے والی سبزی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ایسی خوبصورت عورت جس کی پرورش خراب ماحول میں ہوئی ہو۔''

یہ تاکید اس بنا پر ہے کہ برا ماحول اس عورت کی ایمان کی فطری نشوونما نہیں ہونے دیتا اور بالطبع اس کے اخلاق پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اسی طرح جیسے آلودہ زمین میں اگنے والے نباتات کی غذا میں اس زمین کی آلودگیاں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔اس مقام پر انسانوں کو آپس میں ملانے والے ایک جذباتی بندھن کے مظہر کے عنوان سے دوست اور ہم نشین کا کردار سامنے آتا ہے۔امام ابن تیمیہؒ نے دوست کے انتخاب کے حوالے سے کتنی خوبصورت بات ارشاد فرمائی:

((الواجب ان یقدم من قدمه الله و رسوله و یوخر من آخره الله و رسوله و یحب و احبه الله و رسوله و یبغض ما ابغضه الله و رسوله)) ۹۶

''شرعی فرض یہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مقدم رکھتا ہے اسے مقدم رکھا جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو موخر رکھتا ہے اسے موخر رکھا

Marfat.com

جائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جو محبوب ہو اسے محبوب رکھا جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند اور قابل نفرت ہو اسے ناپسند اور قابل نفرت رکھا جائے۔"

یہ بات یاد رہے کہ اگر بدکردار لوگوں سے دوستی اور میل جول کا مقصد ان کی ہدایت اور انہیں گناہوں کی دلدل سے نکالنا ہو تو یہ پسندیدہ بات ہے۔ اکثر اوقات یہ طریقہ انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے اور اس کے حیران کن نتائج سامنے آتے ہیں۔ امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے:

((من رائی اخاہ علی امر یکرھہ فلم یردہ عنہ وھو یقدر علیہ فقد خانہ)) 97

"جو شخص اپنے برادر مومن کو برائی کی طرف جاتے دیکھے اور روکنے کی طاقت ہونے کے باوجود اسے اس کام سے منع نہ کرے تو گویا اس نے اپنے دوست کے حق میں خیانت کی۔"

(۱۴) ناجائز اور حرام دوستی:

دین اسلام وہ عظیم دین ہے جس میں محبت، دوستی اور باہمی تعلقات کی بنیاد انتہائی پاکیزگی اور شفافیت پر قائم ہے، یہی وجہ ہے کہ اس دین نے اپنے ماننے والوں کو سب سے بڑھ کر اُن رشتوں سے محبت کرنے اور اُن کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے جن سے مل کر ایک بہترین گھرانہ، خاندان اور معاشرہ قائم ہوتا ہے، اس دین میں مرد و عورت کے باہمی تعلق، محبت، دوستی اور الفت کی بنیاد بھی انتہائی پاکیزگی پر قائم ہے، جیسے شوہر اور بیوی کا رشتہ، ماں اور بیٹے کا رشتہ، باپ اور بیٹی کا رشتہ، بہن اور بھائی کا رشتہ وغیرہ۔ یہ وہ عظیم رشتے ہیں جنہیں اسلام میں مرد و عورت کے محرم رشتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے جن کی بنیاد جائز اور شفاف و پاکیزہ محبت پر قائم ہے۔

Marfat.com

اگر مرد و عورت کے مابین مذکورہ کوئی بھی رشتہ نہ ہو تو ایسے مرد و عورت کو ہمارا دین ایک دوسرے کے لیے نامحرم قرار دیتا ہے اور چند باتوں میں اُن پر کچھ پابندیاں عائد کرتا ہے جیسے عورت پر یہ پابندی ہے کہ وہ اپنے جسم کی زینت وخوبصورتی کو نامحرم مردوں کے سامنے ظاہر نہ کرے اور اُن کا سامنا ہونے پر اُن سے پردہ کرے، اسی طرح نامحرم مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کر سکتے، ایک دوسرے کو چھو نہیں سکتے چہ جائیکہ ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ رکھیں، ایک ساتھ رہیں، بوس و کنار کریں اور جسمانی تعلقات قائم کریں۔ اسلام میں نامحرم لڑکوں اور لڑکیوں کا باہم مروجہ محبتیں کرنا یا دوستیاں لگانا ایک بیہودہ عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی حیثیت بیان فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا:

{فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ} 98

''پس تم ان (لونڈیوں) کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور انہیں دستور کے مطابق ان کے مہر دو، جبکہ وہ نکاح میں لائی گئی ہوں، بدکاری کرنے والی نہ ہوں اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے والی ہوں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کے لیے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کا جواز بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ} 99

''اور تمہارے لئے پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں کی پاک دامن عورتیں حلال ہیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، جبکہ تم انہیں ان کے مہر دے دو، نیز انہیں نکاح کی قید میں لانے والے بنو نہ کہ بدکاری کرنے والے

Marfat.com

اور نہ چھپی آشنائی رکھنے والے۔‘‘

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے غیر محرم لڑکے اور لڑکی کی باہمی غیر شرعی طور پر بغیر نکاح کے کی جانے والی دوستی کو پاک دامنی کے منافی قرار دیا ہے۔ان آیات میں ایک بہت ہی باریک نکتہ یہ بھی ہے کہ پہلی آیت میں شرعی طریقہ کے خلاف چوری چھپے دوستی کو لونڈیوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور دوسری آیت میں مسلمان مردوں کی طرف سے اہل کتاب کی عورتوں کی طرف۔حالانکہ دونوں آیات کریمہ میں مومنہ عورتوں کا بھی ذکر موجود ہے، مگر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے لفظ ’’پاک دامنی‘‘ کا وصف خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مومنہ عورت سے کسی بھی ایسی بیہودہ اور بے حیاء حرکت کا سرزد ہونا سراسر خلافِ واقعہ ہے۔اور کم از کم مسلمان لڑکیاں ایسا نہیں کرتیں۔

جب کوئی مسلمان عورت اپنے کردار میں مضبوط دیوار کی طرح ٹھوس ہوگی تو کوئی بیمار دل شخص کسی بھی طرح اسے اپنے دامِ تزویر میں نہیں لا سکے گا۔پھر ایسے مرد یا تو جگہ جگہ بکنے والی لونڈیوں کے قابل رہ جاتے ہیں یا پھر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی بے حیاء عورتوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

اسلام غیرت کا دین ہے۔کائنات میں سب سے بڑھ کر اللہ کی غیرت ہے اور اس کے بعد اس کے پیارے رسول ﷺ کی غیرت اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام اور اہل ایمان کی غیرت۔یہ غضب و غصہ کے اس جوش کا نام ہے جو عزت و حرمت کی بقا کے لئے انسان کو آمادہ کرتا ہے۔حفظ الرحمٰن سیوہاروی ؒ لکھتے ہیں:

’’غیرت کے معنی بہت وسیع ہیں۔عزت نفس، عزت اہل و عیال، عزت احباب، عزت مظلومین بلکہ عزت وطن کی حفاظت و صیانت کے لئے غیظ و غضب کا جو جوش انسانی قلوب میں پیدا ہوتا ہے، وہ سب غیرت میں شامل اور حسن خلق میں داخل ہے۔‘‘[100]

آپ ﷺ کی غیرت تمام لوگوں سے زیادہ اور اعتدال و انصاف پر قائم تھی۔ایک مرتبہ

Marfat.com

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو بغیر کسی تامل کے اس کا سر تلوار سے قلم کر دوں گا۔ جب رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے فرمایا:

((اتعجبون من غیرة سعد واللہ لانا اغیر منه واللہ اغیر منی ومن اجل غیرة اللہ حرم الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا احد احب الیه المدحة من اللہ ومن اجل ذلك وعد اللہ الجنة)) [101]

"کیا تم سعد کی غیرت پر حیران ہو رہے ہو؟ یقیناً میں اُس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والے ہیں۔ اسی غیرت ہی کی وجہ سے اللہ نے تمام ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی کے کام منع کر دیئے ہیں اور اللہ کو اپنی حمد وتعریف بہت پسند ہے اسی وجہ سے اس پر جنت کا وعدہ کیا ہے۔"

امام نووی فرماتے ہیں:

"الغیرة" غین کی فتح کے ساتھ ہے، اس کے اصل معنی روکنا ہیں اور آدمی کے اپنے گھر والوں پر غیرت مند ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ انہیں کسی اجنبی کے ساتھ نظر بازی یا گفتگو وغیرہ کے تعلق سے باز رکھتا ہے۔ یہ غیرت صفتِ کمال ہے، اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ سعد بڑا غیرت مند ہے، میں اس سے زیادہ غیرت مند اور اللہ مجھ سے بڑھ کر غیرت والا ہے۔" [102]

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میرے دادا ابراہیم علیہ السلام غیرت مند تھے اور میں ان سے بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ کی غیرت ہم سے کہیں زیادہ ہے۔" [103]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((وجدع اللہ انف من لا یغار من المومنین والمسلمین)) [104]

"اللہ تعالیٰ اس کی ناک مٹی میں ملا دے جو مسلمانوں اور مومنوں کے بارے

Marfat.com

میں غیرت نہیں کرتا۔"

روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ اعتکاف کے لئے بیٹھے تھے اور اُم المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا اُن سے رات کو ملنے آئیں اور بات کر کے واپس جانے لگیں۔ آپ ﷺ ان کو رخصت کرنے کے لیے ان کے ساتھ چلے اور یہ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے گھر میں رہائش پذیر تھیں۔ اس دوران انصار کے دو آدمی گزر رہے تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

((علی رسلکما انھا صفیة زوجی)) ۱۰۵

"یعنی اپنی چال پر چلو (کوئی بات نہیں) یہ میری زوجہ صفیہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔"

یہ جان لینا چاہیے کہ ہر غیرت معتبر نہیں ہوتی اس لئے غیرت میں اعتدال کے حوالے سے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((من الغیرة ما یحب اللہ و منھا ما یبغض اللہ فاما التی یحبھا اللہ فالغیرة فی الریبة واما الغیرة التی یبغضھا اللہ فالغیرة فی غیر ریبة)) ۱۰۶

"ایک غیرت وہ ہے جو اللہ کو پسند ہے اور ایک غیرت وہ ہے جو اللہ کو مبغوض ہے۔ وہ غیرت جو اللہ کو محبوب ہے وہ ہے جو قابل شک بات میں ہو اور وہ غیرت جو اللہ کو مبغوض ہے وہ ہے جو اس بات میں کی جائے جو شک کے قابل ہی نہیں ہے۔"

غیرت کی ضد دیوثیت ہے اور اس کا مطلب ہے کہ شوہر یا رشتہ دار اپنی بیوی یا قرابتدار کے مردوں کے ساتھ میل جول سے چشم پوشی اور غفلت برتے اور اس طرح بے محابا اختلاط ہو کہ آپس میں فحش گوئی یا بیہودگی کریں۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((ثلاثة لا یدخلون الجنة: العاق لوالدیة، والدیوث، ورجلة النساء)) ۱۰۷

Marfat.com

"تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے۔ وہ جو اپنے والدین کا نافرمان ہو اور دیوث اور عورتوں میں سے جو مرد کی مشابہت اختیار کرے۔"

ایک دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((ایما رجل تزین امراته و تخرج من باب دار ها فهو دیوث ولا یاثم من یسمیه دیوثا)) ۱۰۸

"جس مرد کی عورت آرائش و زیبائش کر کے گھر سے باہر نکلے، وہ بے غیرت ہے اور جو اسے بے غیرت کہے اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔"

رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

((والمرءة اذا خرجت من باب دارها متزينة متعطرة والزوج بذلك راض يبنى لزوجها بكل قدم بيت فى النار)) ۱۰۹

"اگر عورت بناؤ سنگھار کر کے اور عطر لگا کر گھر سے نکلے اور اس کا شوہر اس فعل پر راضی ہو تو وہ عورت جو قدم بھی اٹھاتی ہے (اس کے عوض) اس کے شوہر کے لئے جہنم میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔"

امام حسن بصری ؒ کا قول ہے:

"کیا تم عورتوں کو اس لئے چھوڑتے ہو کہ بازاروں میں پیغام رسانوں سے ملتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی مذمت کی ہے جو غیرت نہیں کرتا۔" ۱۱۰

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((المومن يغار والله اشد غيرا)) ۱۱۱

"مومن غیرت کرنے والا ہوتا ہے اور اللہ اس سے زیادہ غیرت کرنے والا ہے۔"

امام ذہبی ؒ فرماتے ہیں:

"جس آدمی میں غیرت ہی نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔" ۱۱۲

شیخ ابراہیم محمود لکھتے ہیں کہ تین جگہوں پر غیرت سے کام لینا مطلوب ہے:

Marfat.com

۱۔ بندے کو اپنے رب کے لئے غیرت آئے اس وقت جب اللہ کی حرمت والی چیزوں کی بے آبروئی کی جائے اور اللہ کی حدود کو پامال کیا جائے۔

۲۔ انسان کا اپنے دل کے خلاف غیرت کرنا، اس وقت جب اس کا دل اللہ کے غیر کی طرف لپکے اور اس کے ساتھ مانوس ہونے لگے۔

۳۔ انسان کا اپنی عزت کے لئے غیرت دکھانا جب اس کی عزت پر کوئی حملہ آور ہو۔ [113]

ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے، وہ لازمی غیرت مند ہوگا۔ اور اسلامی غیرت اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی بھی غیرتِ اسلامی سے سرشار آدمی اپنی کسی بھی محرم خاتون کے بارے میں یہ سننا بھی گوارہ نہ کرے کہ اس کا کسی غیر مرد کے ساتھ کوئی ناجائز دوستی کا تعلق ہے یا وہ کسی انجانے آدمی کے دامِ تزویر میں گرفتار ہے، اور نہ ہی وہ خود کسی ایسی دوستی میں منسلک ہوگا۔ اسلام کی غیرت ہر ایک کے لئے یکساں جذبات رکھنے کا درس کس قدر عمدہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریشی نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے معصیت سے صبر کی تلقین کی اور فرمایا:

((یا شباب قریش! لا تزنوا... الا من حفظ فرجه فله الجنة)) [114]

"اے قریش کے نوجوانو! زنا نہ کرو۔۔۔ سنو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اُس کے لئے جنت ہے۔"

سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((أن الله عزوجل ليعجب من الشباب ليست له صبوة)) [115]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے نوجوان کے بارے میں نہایت تعجب کا اظہار فرماتا ہے کہ جسے نفس پرستی کا اشتیاق نہ ہو۔"

اسی حوالے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حکیمانہ وصیت ملاحظہ ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدکاری کے رسیا نوجوان سے فرمائی۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو

Marfat.com

کر عرض کیا:

((یارسول اللہ ﷺ! ائذن لی فی الزنا))

"اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے زنا کی اجازت دیجیے۔"

لوگ اُس پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے اسے ڈانٹا اور کہا: چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے اسے اپنے قریب بلایا۔ وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے اُس سے کچھ سوالات کیے:

((اتحبہ لامك؟))

"کیا تم اس کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟"

((افتحبہ لابنتك؟))

"تو کیا تم اس کو اپنی بیٹی کے لئے پسند کرتے ہو؟"

((افتحبہ لاختك؟))

"تو کیا تم اس کو اپنی ہمشیرہ کے لئے پسند کرتے ہو؟"

((افتحبہ لعمتك؟))

"تو کیا تم اس کو اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرتے ہو؟"

((افتحبہ لخالتك؟))

"تو کیا تم اس کو اپنی خالہ کے لئے پسند کرتے ہو؟"

وہ ہر بار یہی جواب دیتا رہا:

((لا، واللہ! یارسول اللہ! جعلنی اللہ فداك))

"نہیں، واللہ! اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر فدا کر دیں۔"

اور اللہ کے رسول ﷺ فرماتے رہے کہ دوسرے لوگ بھی اس کو اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اُس پر رکھا اور یوں دُعا فرمائی:

((اللھم اغفر ذنبہ، وطھر قلبہ، وحصن فرجہ))

Marfat.com

"اے اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما دیجیے، اس کے دل کو پاک فرما دیجیے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما دیجیے۔"

اس حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((فلم یکن بعد ذلك الفتی یلتفت الی شی))[116]

"اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا۔"

یہ ہے اسلام کا وہ درس جو ناجائز دوستی کی نفی کے ساتھ ساتھ رہتی دنیا تک کے تمام لوگوں کو یہ احساس دلا رہا ہے کہ جو جذبات اپنے محرم رشتوں کے حوالے سے دل میں ہیں وہی جذبات دوسروں کے محرم رشتوں کے حوالے سے بھی اسی طرح دل میں ہونا چاہئیں۔

(۱۵) برے دوستوں سے اجتناب اور گوشہ نشینی:

برے دوستوں سے الگ رہیں گے تو آپ کی عقل بڑھے گی، عزت کی حفاظت ہوگی اور اللہ سے لو لگانے کا موقع ملے گا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((العزلة راحة للمومن من الخلاط السوء))[117]

"ایک مومن بندے کے لئے تنہائی برے ساتھیوں کے مقابلے میں راحت کا باعث ہے۔"

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل آدمی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مومن یجاهد فی سبیل الله بنفسه و ماله))

"وہ مومن جو اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے بعد کون افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مومن فی شعب من الشعاب یتقی الله ویدع الناس من شره))

Marfat.com

''کسی پہاڑی کی گھاٹی میں رہنے والا مومن جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور لوگوں کو اپنے شر اور اذیت سے محفوظ رکھے۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یوشك ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال و مواقع المطر یفر بدینه من الفتن)) ۱۱۸

''عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جس میں ایک مسلمان کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی جن کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش برسنے کے مقامات (جہاں بکریوں کے لئے چارہ دستیاب ہو سکے) کی طرف فتنوں سے بچنے کے لئے نکل جائے گا۔''

لیکن ایک روایت اس کے برعکس مضمون کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المسلم اذا کان مخالطا الناس ویصبر علی اذاهم خیر من المسلم الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاهم)) ۱۱۹

''جو مسلمان مل جل کر رہے اور لوگوں کی تکالیف پر صبر کرے یہ اس مسلمان سے افضل ہے جو لوگوں سے مل جل کر نہیں رہتا اور ان کی تکالیف پر صبر نہیں کرتا۔''

ان دونوں احادیث کی مطابقت کے بارے میں علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں:

''مل جل کر رہنے کے فضائل کا تعلق اطاعت آئمہ اور دینی امور سے ہے اس لئے جو اپنی معاشی ضروریات میں خود کفیل ہو اور دینی امور کی حفاظت کرسکتا ہو اس کے لئے تنہائی اور علیحدگی ہی افضل ہے بشرطیکہ دیگر مسلمانوں کے حقوق مثلاً بیمار پرسی، جنازہ میں شرکت وغیرہ کو ادا کرسکتا ہو کیونکہ اصل غرض تو فضول مصروفیات اور مجالس و محافل سے بچنا ہے جن میں قیمتی وقت صرف ہو جاتا ہے اور دل کو کامل یکسوئی حاصل نہیں رہتی۔ جبکہ اجتماعی زندگی تو کھانے اور نیند کی طرح ضرورت کے درجے میں ہے تو اسے اتنا ہی حاصل کرنا چاہیئے جس سے

Marfat.com

ضرورت پوری ہو جائے اور اس سے روح اور قلب کو راحت پہنچے۔''۱۲۰

علامہ قشیریؒ اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں لکھتے ہیں:

''خلوت میں آدمی کو یہ نیت رکھنی چاہیئے کہ وہ دوسروں کو اپنے شر سے بچانا چاہتا ہے نہ یہ کہ خود کو دوسروں کے شر سے بچانا مقصود ہو، کیونکہ پہلی صورت میں تواضع اور دوسری صورت میں تکبر پایا جاتا ہے۔''۱۲۱

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے حجاج بن یوسف نے پوچھا کہ آپ نے دوبارہ دیہاتی زندگی کیوں اختیار کر لی ہے، کیا آپ اعرابی بن گئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی اجازت دی ہے۔ ۱۲۲ عمومی فتنے کے زمانے میں ہر حال میں گوشہ نشینی ہی افضل ہے کیونکہ اس دور میں گناہوں میں ملوث ہونے کا شدید خطرہ رہتا ہے اور فتنہ پر سزا یا عذاب نازل ہو جائے تو صرف فتنہ پردازوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ بے قصور اور بے گناہ بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ ۱۲۳

''اس عذاب سے بچو جو صرف مجرموں تک محدود نہ رہے گا۔''

اگر کسی آدمی کو واقعتاً اس بات کا یقین ہو جائے کہ جس شخص سے وہ دوستی کرنے جا رہا ہے وہ اس کا اس قدر دشمن ہے کہ اسے ہلاک کرنے کے درپے ہے۔ اور اس کی تکلیف پر اسے خوشی ہوتی ہے۔ تو کوئی بھی ہوشمند آدمی ایسے شخص کے ساتھ دوستی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴿۱۱۳﴾﴾ ۱۲۴

''اور ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکو ورنہ تمہیں بھی آگ کا شعلہ لگ جائے گا اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا دوسرا مددگار نہ کھڑا ہو سکے گا اور نہ تم مدد دیئے جاؤ گے۔''

اس کا یہ معنیٰ بھی کیا گیا ہے کہ نہ انہیں دوست بناؤ اور نہ ہی ان کی پیروی کرو اور نہ ہی

Marfat.com

ان کی طرف مائل ہو، ان کے اعمال سے راضی بھی نہ ہو، ان کی چاپلوسی بھی نہ کرو کہ ان کے کفر کا انکار نہ کر سکو۔

بہرحال ایسا ماحول، ایسی سوسائٹی اور ایسے افراد جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں ان سے ہوشیار رہنا چاہیئے اور دوری اختیار کرنی چاہیئے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی میٹھی میٹھی باتیں اور ان کے بظاہر اچھے سلوک سے انسان دھوکہ کھا جائے۔ یہ شرپسندوں کا دھوکہ ہے جس سے لوگوں کو جاذب نظر بنا کر اپنے پھندے میں پھانسنا چاہتے ہیں تاکہ اپنے جیسوں کی تعداد میں اضافہ کر سکیں اور اپنے اردگرد کے بگڑے ہوئے ماحول پر پردہ ڈال سکیں۔

جو لوگ انتخاب دوست میں دقت نہیں کرتے اور جن کی دوستی کا معیار دُنیا ہوتا ہے وہ دوستی پائیدار نہیں ہوتی۔کیونکہ دنیا پرست افراد کی دوستی اسباب کے ختم ہونے سے ختم ہو جاتی ہے۔نیز زیادہ دوست بھی نہیں بنانے چاہیئیں کیونکہ زیادہ دوست اور ملنے جلنے والے وقت ضائع کرنے کا سبب ہیں اور بلاوجہ کا بوجھ ہیں اس پر جو اسے اٹھانا نہیں چاہتا۔امام ابن قیمؒ نے بڑی باریک بات لکھی ہے، فرماتے ہیں:

> ”لوگوں سے زیادہ ملنے جلنے کی تاثیر یہ ہے جیسے دل لوگوں کی سانسوں کے دھوئیں سے بھر جائے حتیٰ کہ کالا ہو جائے اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل کا سبب بن جائے اور پریشانی، غم اور کمزوری پیدا کر دے۔ اسی طرح ایسا بوجھ جسے اٹھانے سے وہ عاجز ہو یعنی برے دوستوں کی بدولت جو بوجھ پڑتا ہے، مفادات کا ضیاع اور اپنے کاموں اور معاملات میں رکاوٹ اور ان سے دوری دوستوں کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے فکر کا تقسیم ہو جانا (جب اتنا کچھ مصیبت اور پریشانی کا سامنا ہے تو) اللہ تعالیٰ اور دار آخرت کے لئے کیا بچتا ہے؟“ ۱۲۵

امام ابن حزمؒ دوست و احباب کا دائرہ وسیع ہونے کی نقصانات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

Marfat.com

دوستوں کا دائرہ وسیع ہونے کی خامیاں بے شمار ہیں۔

۱۔ انہیں خوش رکھنا انتہائی مشکل ہے۔

۲۔ ان کے ساتھ شراکت داری میں خسارہ ہوتا ہے۔

۳۔ اگر آپ پریشانی کے وقت انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو آپ قابل ملامت اور لائق مذمت ہوں گے اور اگر ان سے وفاداری کرتے ہیں تو آپ کو بسا اوقات ہلاکت خیز حد تک نقصان اٹھانا پڑے گا، کیونکہ دوستی رکھنے والا اچھا شخص اس سے کم پر خوش نہیں ہوتا۔[۱۲۶]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((صحبة الاشرار تکسب الشر کالریح اذا مرت بالنتن حملت نتنا))[۱۲۷]

"برے لوگوں کی دوستی سے برائی ہی حاصل ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ہوا جب بدبودار چیز پر سے گزرتی ہے تو اس کی بدبو اپنے ہمراہ لے آتی ہے۔"

قدرتی طور پر دو دوستوں کے درمیان ایک دوسرے کی طرف باہمی الفت ومحبت کی ہوائیں چلتی رہتی ہیں اور وہ ان ہواؤں سے متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ کے دوست برے اور بدکار لوگ ہوں گے تو آپ ان سے برائی اور بدی ہی حاصل کریں گے۔ آپ نے مزید فرمایا:

((مصاحب الاشرار کراکب البحر ان سلم من الغرق لم یسلم من الفرق))[۱۲۸]

"برے لوگوں کے ساتھ دوستی ایسی ہے جیسے انسان سمندری سفر میں ہو کہ ڈوبنے سے محفوظ رہنے کے باوجود خوف واضطراب سے محفوظ نہیں رہتا۔"

ممکن ہے سمندری سفر کے دوران اس کی تند وتیز موجیں کشتی کو اپنی لپیٹ میں لے لیں یہاں تک کہ وہ الٹ جائے اور اس پر بیٹھنے والے سمندر میں غرق ہو جائیں۔ یہ لوگ اگر غرق ہونے سے محفوظ رہیں تب بھی وہ انتہائی خوف وہراس میں مبتلا ہو جائیں گے اور کبھی یہ

Marfat.com

حالت اس قدر شدت سے ان پر طاری ہوگی کہ مستقبل میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کی شخصیت اور روح پر اثر انداز رہے گی۔

دوست کے انتخاب کا معیار:

انسان اس دنیا میں مختلف رشتوں سے منسلک پیدا ہوتا ہے۔ماں باپ، بہن بھائی وغیرہ یہ تمام وہ رشتے ہیں جنہیں منتخب کرنے میں اسے کوئی اختیار نہیں ہے۔ہاں البتہ ان رشتوں کو نبھانا اس کے بس میں ہے۔لیکن دوستی ایک ایسا رشتہ ہے جسے ہم اپنی مرضی اور چاہت سے منتخب کرتے ہیں اور یہ وہ بے غرض رشتہ ہے جس میں محبت اور خلوص کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔دوست کے انتخاب اور اس کی اہمیت کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اشعار ہیں:

همومُ رجالٍ في امورٍ كثيرةٍ
وهمي من الدنيا صديقٌ مساعدُ
يكون كروحٍ بين جسمين قسمت
فجسمها جسمان والروح واحدُ ۱۲۹

”لوگ بہت سی چیزوں کی فکر میں ہیں لیکن میں دنیا میں صرف مددگار دوست ڈھونڈ رہا ہوں۔یہ اس روح کی مانند ہے جو دو جسموں میں تقسیم ہوگئی ہے اور نتیجہ میں دو جسم رکھتی ہے لیکن دونوں کی روح ایک ہی ہے۔“

دوستی کے سلسلہ میں سب سے اہم مرحلہ ”دوست کا انتخاب“ ہے۔کیونکہ دوست اور دوستی کا رشتہ ایسا نازک رشتہ ہے، جو انسان کی دنیا و آخرت کو بگاڑنے یا سنوارنے کے لئے تنہا ہی کافی ہے۔لیکن اس سلسلہ میں جب ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو دو قسم کے طرز فکر سامنے آتے ہیں۔کچھ لوگ دوست اور دوستی سے زیادہ تنہائی اور مطلب برآوری کو ترجیح دیتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ میں کسی کو دوست نہیں بناتا کیونکہ دوستی، فضول کام اور بیکار لوگوں کا شیوہ ہے، جو فقط وقت گزارنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ان کے

Marfat.com

برعکس، کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر آزمائش کئے بہت سے دوست بنا لیتے ہیں اور پھر قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ دونوں طرز تفکر صحیح نہیں ہیں۔ لبنانی اسکالر سید فضل اللہؒ لکھتے ہیں:

''ہمیں بہت سے جوان نظر آتے ہیں جو کچھ جذباتی عوامل کی وجہ سے بعض ایسی پارٹیوں اور گروہوں کی جانب رغبت پیدا کر لیتے ہیں جو ان کی فکر اور دین سے موافق نہیں ہوتیں۔ یہ صورتحال کبھی تو دوستانہ روابط اور صحبت کے اثر سے وجود میں آتی ہے اور کبھی اس کی وجہ جنس مخالف سے اُنسیت ہوتی ہے۔'' ۱۳۰؎

اس کا محرک دراصل ان جذباتی عوامل کا نتیجہ ہوتا ہے جو انہوں نے اپنے کسی دوست یا ہم نشین سے قبول کئے تھے۔ دوست جذبات وعواطف کے ذریعے اپنے دوست پر مثبت یا منفی اثر ڈالتا ہے، لہٰذا دوستی انسان کی زندگی کے لئے ایک انتہائی اہم مسئلے کی حیثیت رکھتی ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''درماندہ و ناتواں ترین شخص وہ ہے جو کسی کو دوست نہ بنا سکے اور اس سے بھی زیادہ عاجز و ناتواں وہ ہے جو بنے بنائے دوستوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔'' ۱۳۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور محافظ بھی نیک دوست کو منتخب فرمایا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بھر جاگتے رہے، جب مدینہ منورہ پہنچے تو فرمایا:

((لیت رجلا منی اصحابی صالحا یحرسنی اللیلة)) ۱۳۲؎

''کاش کوئی نیک آدمی میرا پہرہ دیتا۔''

اسی دوران ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو پتہ چلا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پہرہ دینے کے لئے آئے ہیں جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے۔ پہرہ کوئی بھی شخص دے سکتا ہے مگر نیک آدمی کے ساتھ ہونے کے اپنے ہی اثرات ہوتے ہیں۔ وہ اکیلا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ اللہ بھی ہوتا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دوست کے انتخاب کا معیار ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

Marfat.com

''اس شخص سے ہم نشینی اختیار کرو جس کا دیدار تجھے اللہ کی یاد دلائے اور اس کا عمل تجھے آخرت کا مشتاق بنائے اور اس کا علم تمہاری عقل و منطق میں اضافہ کرے۔۔۔ اہل دنیا سے دوری اختیار کر کے اللہ کے نزدیک ہو جاؤ اور گنہگاروں سے دشمنی کرتے ہوئے اللہ کے دوست بن جاؤ۔'' ۱۳۳

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((خیر الاصحاب عند اللہ خیرھم لصاحبہ)) ۱۳۴

''دوستوں میں بہترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے دوست کے لئے بہتر ہو۔''

امام محمد بن علی الباقرؒ نے اپنے صالح نامی شاگرد سے فرمایا:

((اتبع من یبکیك وھو لك ناصح ولا تتبع من یضحکك وھو لك غاش وستردون علی اللہ جمیعا فتعلمون)) ۱۳۵

''اس کی پیروی کر جو تجھے رلائے اور تجھے نصیحت کرے، اور اس کی پیروی نہ کر جو تجھے ہنسائے اور دھوکہ دے۔ تم جلد ہی اللہ کے پاس پہنچ جاؤ گے اور اپنے کردار سے آگاہ ہو جاؤ گے۔''

ہر کسی کے ساتھ دوستی انسان کے فائدے میں نہیں ہے۔ ممکن ہے انسان پاک نیت کے ساتھ کچھ دوستوں کا انتخاب کر لے اور بعد میں معلوم ہو کہ ان کے ساتھ دوستی نقصان دہ ہے، کیونکہ وہ غیبت کرنے والے، جھوٹ بولنے والے، بیہودہ گو اور دنیا پرست ہیں یا ان کی رفتار ایسی ہے کہ انسان کو دنیا کی طرف کھینچتی ہے اور آخرت سے غافل کرتی ہے۔ اس حالت میں انسان کو نیکی، خوش اخلاقی اور نیک رفتاری کے بہانہ سے اس جماعت کے ساتھ میل جول نہیں کرنا چاہیئے، مگر یہ کہ ایسی قدرت اور ہمت رکھتا ہو کہ ان پر اثر انداز ہو۔ ایسی دوستی جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور دوسروں کی رہنمائی کے طور پر کی جائے مطلوب ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

Marfat.com

((انظروا من تحادثون، فانه لیس من احد ینزل به الموت الا مثل له اصحابه الی الله فان کانوا خیارا فخیارا وان کانوا شرارا فشرارا...)) ١٣٦

"دیکھو کس کے ساتھ بات کر رہے ہو، کیونکہ جب کسی کی موت آتی ہے تو اللہ کے حضور اس کے دوست اس کے سامنے مجسم ہوتے ہیں۔ اگر وہ نیک ہیں تو وہ بھی نیک افراد کے زمرہ میں قرار پاتا ہے اور اگر وہ برے ہیں تو وہ بھی بروں کے ساتھ محشور ہوتا ہے۔"

دوست کے انتخاب میں جذبات کی بجائے اخلاق اور کردار کو مدنظر رکھنا چاہیئے، اس کے نقائص اور کمزوریوں سے آشنا ہونا چاہیئے، یہ بھی معلوم ہو کہ وہ کیسی سوچ کا مالک ہے۔ مختصر یہ کہ اس میں موجود پسندیدہ صفات کو جانچنا چاہیئے تاکہ یہ خصوصیات آپ کو بھی حاصل ہو سکیں۔

اسی طرح دوست کے انتخاب کے سلسلہ میں انسان کو خوددار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دوستی ایک ایسا ناطہ ہے جسے برابری کی بنیاد پر جوڑا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسے افراد کی دوستی سے پرہیز کرنا چاہیئے جو خود کو برتر سمجھیں یا دوستی استوار کرنے سے پہلوتہی کریں۔ اسی لئے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لا ترغبن فیمن زهد عنك.....)) ١٣٧

"ایسے افراد کی دوستی کے طلبگار نہ بنو جو تم سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہوں۔ اور اگر کوئی شخص تمہاری دوستی کا طلبگار ہو تو اسے مایوس نہ کرو کیونکہ اس طرح تم ایک اچھے ساتھی سے محروم ہو جاؤ گے۔"

نیز آپ کا قول ہے:

((زهدك فی راغب فیك نقصان حظ و رغبتك فی زاهد فیك ذل نفس)) ١٣٨

"جو تمہاری دوستی کا طلبگار ہو اس سے کنارہ کشی خسارہ ہے اور جو تم سے کنارہ کش ہو

Marfat.com

اس کی دوستی کے حصول کی کوشش خود کو رسوا کرنے کے مترادف ہے۔"

دوست کا انتخاب اور پہلا تاثر:

دوست کے انتخاب کے سلسلے میں پہلا تاثر بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جب کسی کے ساتھ آپ کی ملاقات پہلی بار ہو رہی ہو، ایسے موقع پر رویے اور طرز عمل نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے نزدیک پہلی ملاقات کا تاثر آپ کی شخصیت کے کل تاثر کا ستر فیصد ہوتا ہے، اس لئے پہلی ملاقات کے رویے کا تعین یہ سوچ کر کرنا چاہیئے کہ یہ اس شخص سے آپ کی پہلی اور آخری ملاقات ہے۔ برطانوی دانشور جان لیوبوک کہتا ہے:

"یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اگر ہم کوئی گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو اس کی اصالتِ نسل اور تربیت کے بارے میں خوب اچھی طرح تحقیق کرتے ہیں لیکن کیا اپنے ایک دوست کے انتخاب کے موقع پر بھی اتنی باریک بینی کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ کیا ہمارے دوستِ ایک گھوڑے کے برابر بھی ہماری زندگی پر اثرانداز نہیں ہوتے؟" ۱۳۹

رسول کریم ﷺ پہلی ہی ملاقات میں لوگوں کا دل موہ لیا کرتے تھے۔ فتح مکّہ کے بعد اسلام کو بالا دستی حاصل ہوگئی اور عرب قبائل کے وفود آپ ﷺ سے ملنے کے لئے پے درپے مدینہ آنے لگے۔ وفود کے اس سلسلے میں عبد القیس کا وفد جب پہلی مرتبہ مدینہ پہنچا۔ آپ ﷺ نے انہیں آتے دیکھا تو قبل اس کے کہ وہ اپنی سواریوں سے اُتر کر آپ ﷺ کے پاس آتے، آپ ﷺ نے دور ہی سے پہل کرتے ہوئے کہا:

"قوم کو مرحبا، تمہارے لئے یہاں نہ رسوائی ہے نہ شرمندگی۔"

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خیر سگالی کے یہ الفاظ سنے تو بہت خوش ہوئے۔ فوراً سواریوں سے چھلانگیں لگائیں اور آپ ﷺ کی طرف دوڑ پڑے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کو سب سے پہلے سلام کرے۔ ۱۴۰

Marfat.com

اسی طرح ایک مرتبہ ایک بدو، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے مال کا تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے اسے دو پہاڑیوں کے دامن میں چرتا ہوا بکریوں کا ایک ریوڑ عطا فرمایا۔ وہ واپس اپنی قوم کی طرف گیا اور کہا:

"میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ۔ محمد (ﷺ) تو اس آدمی کی طرح عطا کرتے ہیں جو فاقے سے نہیں ڈرتا۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی دنیا (اور اس کے مال و متاع) کی غرض سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں آتا۔ لیکن اسلام قبول کرتے ہی دین اسلام اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ پیارا اور عزیز ہو جاتا۔ [۱۴۱]

پہلی ملاقات کے تاثر کی اہمیت کے پیش نظر انسان کو چاہیے کہ اچھی طرح کھرے کھوٹے کی چھان پھٹک کر لے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا:

"اگر تمہارے ہزار دوست ہوں تو انہیں بھی زیادہ نہ سمجھو بلکہ ہزار کم ہیں۔ اگر دشمن ایک بھی ہو تو اس کو کم مت جانو، دشمن ایک بھی بہت ہے۔" [۱۴۲]

ابن رومیؒ کے اشعار اس موقع پر خوب ہیں:

تکثر من الاخوان ما استطعت انهم
بطون اذا استنجدتهم و ظهور
وليس كثيرا الف خل صاحب
وان عدوا واحدا لكثير [۱۴۳]

"دوست جتنی استطاعت ہے خوب بڑھا لو کیونکہ اگر تو انہیں اچھا رکھے تو وہ پیٹ اور پیٹھ ہیں۔ ہزار محبوب اور دوست کوئی زیادہ نہیں مگر ایک دشمن بھی بہت زیادہ ہے۔"

Marfat.com

احنف بن قیسؒ نے اپنے دوست کو لکھا کہ اگر تمہارے پاس موافقت کرنے والا کوئی دوست آئے تو اسے اپنی سماعت اور بصارت کا درجہ دینا، کہ موافقت کرنے والا دوست مخالفت کرنے والے بیٹے سے کہیں افضل اور بہتر ہے۔ ۱۴۴؎ کیا تم نے نہیں سنا کہ حق تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام سے ان کے بیٹے کے لئے کیا فرمایا تھا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ} ۱۴۵؎

"اے نوح! بے شک یہ تیرے اہل سے نہیں۔ (یہ تو ناشائستہ افعال ہے)۔"

اس بنا پر مومن انسان کو چاہیئے کہ اپنے لئے ایسے دوست کا انتخاب کرے جس کے قلب وروح کی گہرائیوں میں ایمان جا گزیں ہو اور جس سے میل ملاپ اس کے ایمان کی تقویت اور نشو ونما کا باعث ہو۔ تا کہ آپ نے جو راہِ حیات اپنائی ہے آپ کا دوست اپنے تمام تر اثرات کے ساتھ اس سے مختلف راہِ حیات پیش نہ کرے بلکہ دونوں ایک ہی راہ کے مسافر اور ایک ہی منزل کے راہی ہوں۔ کسی شاعر نے کس قدر اچھی بات کہی ہے:

ابل الرجال اذا اردت اخاء هم
وتوسمن امورهم و تفقد
فاذا ظفرت بذی اللبابة والتقی
فیه الیدین قرین عین فاشدد ۱۴۶؎

"جب میں آدمیوں سے بھائی چارے کا ارادہ کرتا ہوں تو عقل وفراست سے کام لیتے ہوئے میں ان کے معاملات کی خوب چھان بین کرتا ہوں اور انہیں خوب پرکھتا ہوں۔ چنانچہ جب میں عقل مند اور تقویٰ والے لوگوں کی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہوں تو پھر اسی فہم وفراست کے ساتھ اس مصاحب وہم نشین کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو مضبوط کرتا ہوں۔"

Marfat.com

انتخاب دوست کے آئین کو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے فرزند سے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

((یا بنی! لا تواخ احد حتی تعرف موارده و مصادره. فاذا استنبطت الخبرة و رضیت العشرة فآخه علی اقالة العشرة والمواساة فی العسرة)) ۱۴۷

"اے میرے بیٹے! اس وقت تک کبھی کسی کو اپنا بھائی نہ بناؤ جب تک کہ تم اس کی اصلیت اور نسب کو نہ جانو، اور اگر اس کے بارے میں آگاہی پانے کے بعد اس کے ساتھ آمد و رفت کرنا چاہو تو اس شرط پر ایسا کرو کہ اس کی غلطیوں سے چشم پوشی کرو اور اس کی مشکل میں اس کی دلجوئی کرو۔"

دوستی سے قبل آزمائش:

دوستوں کی صداقت اور خلوص پر شک ہو جانے کی بنا پر بعض افراد ان سے تعلقات منقطع کر لیتے ہیں اور ہمیشہ کی جدائی ہو جاتی ہے۔ جو کہ درست نہیں۔ اسی طرح بعض افراد اپنے دوستوں پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ یہ رویہ بھی خلاف عقل ہے۔ دوست کی آزمائش سے پہلے اس پر اعتماد کرنا درست نہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((لا ترغبن فی مودة من لم تکشفه)) ۱۴۸

"ایسے دوست کی محبت میں رغبت نہ کرو جس کی حقیقت کا ابھی انکشاف نہ ہوا ہو۔"

نیز فرمایا:

((لا تثق بالصدیق قبل الخبرة)) ۱۴۹

"آزمانے سے پہلے دوست پر اعتماد مت کرو۔"

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے ایسے رہنما اصول بیان فرمائے ہیں جن کی روشنی میں دوستوں کو آزمایا جاسکتا ہے اور ان کی حقیقت کا انکشاف ہوسکتا ہے، صحیح و غلط معلوم کیا جاسکتا ہے اور سچے اور جھوٹے دوست کو پہچانا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((صدق المحبة فی ثلاثة: یختار کلام حبیبه علی کلام غیره و یختار مجالسة حبیبه علی مجالسة غیره و یختار رضا حبیبه علی رضا غیره)) ۱۵۰

"محبت کی سچائی تین طریقوں سے معلوم ہوتی ہے۔ دوست کے کلام کو دوسروں کے کلام پر، اور دوست کی ہم نشینی کو دوسروں کے ساتھ بیٹھنے پر اور دوست کی خوشنودی کو دوسروں کی خوشنودی پر ترجیح دی جائے۔"

امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی حدیث مبارکہ میں بھی کچھ ایسی علامات بیان فرمائی گئی ہیں جن کے ذریعے دوستوں کی آزمائش کی جاسکتی ہے۔

((من غضب علیك من خوانك ثلاث مرات فلم یقل فیك شرا فاتخذه لنفسك صدیقا)) ۱۵۱

"تمہارے بھائیوں میں سے جو کوئی تم سے تین مرتبہ ناراض ہو اس کے باوجود تمہارے بارے میں کوئی بری بات نہ کہے تو اسے اپنا دوست بنالو۔"

بعض اوقات دوستوں کے درمیان اختلاف اور مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک دوست دوسرے دوست سے ناراض ہو جاتا ہے لیکن ان میں محبت اسی طرح باقی رہتی ہے اور ایک دوسرے کی برائی نہیں کرتے۔ متنبیؒ کا شعر ہے:

ما کل ما یتمنی المرء یدرکه
تجری الریاح بما لا تشتهی السفن ۱۵۲

Marfat.com

''ہر وہ چیز جس کی انسان تمنا کرے، ضروری نہیں کہ اسے مل جائے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہوائیں کشتیوں کی مخالف سمت چلتی ہیں۔''

امام بن قیمؒ نے لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے تقریباً ایک سو مسائل میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے سے مختلف تھی، لیکن نہ ہی انہوں نے ایک دوسرے کو اپنی رائے کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور نہ ہی باہمی محبت میں کوئی کمی آئی۔ ۱۵۳

لہٰذا مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کی روشنی میں اگر دوستوں کے مابین ایسی کیفیت تین مرتبہ پیش آئے تو اپنے ساتھی کو ایک متوازن شخصیت کا حامل اور دوستی کے قابل سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا شخص اخلاقی قواعد کی پابندی کرے گا اور اسے اس کا غصہ آپ کے متعلق برا بھلا کہنے پر آمادہ نہ کر سکے گا۔

جب آپ چاہیں کہ کسی دوست کی حقیقت آپ پر کھل جائے تو اس کے ساتھ سفر کریں، کیونکہ سفر میں انسان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اور اس کا اخلاق اور طبیعت ظاہر ہو جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((لا تسم رجلا صدیقا ... حتی یختبرہ بثلاث فتنظر غضبه یخرجه من الحق الی الباطل و عند الدینار والدرهم و حتی تسافر معه)) ۱۵۴

''کسی کو اس وقت تک اپنا جگری دوست نہ کہو اور ایک دوست کی حیثیت سے اس کا تعارف نہ کراؤ جب تک تین چیزوں سے اس کا امتحان نہ کرلو۔ دیکھو کہ اس کا غصہ اسے حق سے نکال کر باطل کی طرف تو نہیں لے جاتا اور درہم و دینار کے معاملے میں کیسا ہے؟ (خیانت کا مرتکب ہوتا ہے یا تمہارے اموال کو بطور امانت محفوظ رکھتا ہے؟ روپیہ پیسہ اسے تمہاری دوستی سے زیادہ تو عزیز

Marfat.com

نہیں۔) اور اس کے ساتھ سفر کرو (کیونکہ بعض اوقات سفر کی صعوبتیں انسان کو تعادل اور توازن سے خارج کر دیتی ہیں۔لہٰذا اگر اس موقع پر اس میں توازن باقی رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مضبوط اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر چلنے والا شخص ہے)۔"

نیز فرمایا:

((یمتحن الصدیق بثلاث خصال فان کان مؤاتیا فیها فهو الصدیق المصافی والا کان صدیق رخاء لا صدیق شدة. تبتغی منه مالا، او تامنه علی مال، او تشارکه فی مکروه)) ۱۵۵

"دوست کی آزمائش تین مواقع پر ہوتی ہے۔ان میں اگر وہ کامیاب رہا تو سچا دوست ہے۔ورنہ موقع پرست ہے جو خوشحالی کے وقت دوستی کرتا ہے، سختی کے وقت نہیں۔جب تم اس سے کسی مال کی خواہش کرو یا اسے کسی مال پر امین بناؤ یا کسی مصیبت میں شریک کرو۔"

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے چند اشعار جو اس موقع پر نہایت وقیع ثابت ہوتے ہیں:

اخلاء الرخاء هم کثیر
ولکن فی البلاء هم قلیل
فلا یغررك خلة من تواخی
فما لك عند نائبة خلیل

"خوشحالی کے دوست بہت ہیں لیکن بدحالی میں وہ کم ہیں۔تجھے کسی دوست کی دوستی دھوکے میں نہ ڈالے، تیرا مصیبت میں کوئی دوست نہیں۔"

اس کے بعد فرمایا:

Marfat.com

وکل اخ یقول انا وفی
ولکن لیس یفعل ما یقول
سوی خل له حسب و دین
فذاك لما یقول هو الفعول[156]

"ہر دوست بھائی کہتا ہے کہ میں وفادار ہوں لیکن جو وہ کہتا ہے کرتا نہیں ہے، سوائے اس دوست کے جو حسب نسب والا دیندار ہو، وہ جو کہتا ہے کر گزرتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((اختبروا اخوانکم بخصلتین فاذا کانتا فیهم والا فاعزب ثم اعزب: المحافظة علی الصلوات فی مواقیتها والبر فی الاخوان فی الیسر والعسر))[157]

"اپنے دوستوں کو دو خصلتوں میں آزماؤ۔ اگر یہ دونوں ان میں ہیں تو درست ورنہ ان سے دوری اختیار کرو، پھر دوری اختیار کرو۔ (وہ خصلتیں یہ ہیں) بروقت نمازوں کی پابندی اور تنگی وخوشحالی دونوں صورتوں میں دوست پر احسان۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی:

((یابنی لا تواخ احدا حتی تعرف موارده و مصادره))[158]

"اے میرے بیٹے! کسی آدمی سے دوستی نہ کرو جب تک تم اس کی آمدن اور خرچ سے آگاہ نہ ہو۔"

سیدنا سیدنا لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں میں ہے:

((ولا تعرف اخاك عند حاجتك الیه))[159]

"انسان دوست اور بھائی کو پوری طرح نہیں پہچان سکتا مگر اس وقت کہ جب اس

Marfat.com

کی ضرورت ہو۔ضرورت کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ کون دوست کتنا مخلص ہے۔"

دوست کو ہمیشہ پرکھ کر اور آزما کر بنانا چاہئے اس لئے کہ دوست کے اچھے اور برے اثرات بہت جلد انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور وہ انسان کی شخصی پہچان بھی بنتا ہے۔ ایک اچھے دوست کی صحبت، اس کے اعلیٰ اخلاق و کردار، مثبت سوچ، فکری و علمی صلاحیت اور تربیت ہمیشہ آپ کی زندگی کو نئی پہچان دیتی ہے۔ جبکہ برے دوستوں کی گندی ذہنیت، غلط عادات و اطوار اور منفی سوچ آپ کی زندگی کو بے رونق، تاریک اور بے مقصد بنا دیتی ہے، حتیٰ کہ ایسے دوست آپ سے جینے کا بھی حق چھین لیتے ہیں اور آپ کو مجرم بنا دیتے ہیں۔ لہٰذا اپنے دوستوں کی آزمائش اور اس کی حقیقت سے واقف ہونے سے پہلے اس پر اعتماد کرنا درست نہیں۔ مندرجہ بالا نبوی اصولوں کو ہر اس دوست پر آزمایا جا سکتا ہے جس کی صداقت پر آپ کو شک ہے، تاکہ بہترین نتیجہ آپ کے سامنے آئے اور آپ اچھے ثمرات چن سکیں۔

مثبت دوستی کا انجام:

مثبت و مفید دوستی وہ ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری کی بنیاد پر استوار ہو۔ یہ ایسا رابطہ ہے جو انسان کے افکار و خیالات اس کے قلب اور اس کی پوری زندگی کو تقویت پہنچائے۔ اس طرح کہ وہ فکری تقویٰ کا حامل ہو اور سوائے حق کے اس کی کوئی فکر نہ ہو۔ وہ قلبی تقویٰ کا حامل ہو اور سوائے خیر اور نیکی کے اس کا دل کسی اور چیز کے لئے نہ دھڑکے۔ اس کی پوری زندگی تقویٰ سے معمور ہو اور سوائے صراطِ مستقیم کے کسی اور راستے پر قدم نہ اٹھائے۔

اگر انسان متقی اور پرہیزگار ہو اور اس کی زندگی پرہیزگاری و تقویٰ پر مبنی ہو تو ایسا شخص یقیناً اپنے دوست کا خیر خواہ ہوگا اسے ہدایت اور اس کی راہنمائی کرے گا۔ کیونکہ دین ہے ہی نصیحت اور خیر خواہی ایسا فرد اپنے دوست کا وفادار بھی ہوگا کیونکہ وفاداری ایمان کے عناصر

Marfat.com

میں سے ایک عنصر ہے۔ اگر انسان مومن و متقی ہو تو یقیناً اپنے دوست کی مدد کرے گا حتیٰ کہ اس کو خود پر ترجیح دے گا۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((بایعت رسول الله ﷺ علی شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله، واقام الصلاة، وایتاء الزکاة، والسمع والطاعة، والنصح لکل مسلم)) ۱۶۰

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور میں نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنوں گا، اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔''

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوستی تقویٰ الٰہی کی بنیاد پر استوار ہو کیونکہ جن روابط و تعلقات کی بنیاد تقویٰ و پرہیز گاری پر قائم ہو، ان کا آغاز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتا ہے اور وہ اسلامی عقائد پر استوار ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب انسان تقویٰ کے راستے پر گامزن ہو گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو تھاما ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی دوستی کو قیامت تک باقی رہنے والی دوستی کہا ہے کیونکہ دنیا میں قائم ہونے والی ایسی دوستیاں جن کی بنیاد اللہ تعالیٰ پر ایمان اور تقویٰ و پرہیز گاری ہو وہ اپنا حقیقی مقام روزِ قیامت ہی دیکھ سکیں گی کیونکہ آخرت رضوانِ اکبر اور الٰہی نعمتوں کا گھر ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں یوں ارشاد ہوا ہے:

{اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ﴿٦٧﴾} ۱۶۱

''دوست سب اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار لوگ ایسے نہ ہوں گے۔''

Marfat.com

یعنی صرف اہلِ تقویٰ کی دوستی باقی اور جاویدانی ہوگی۔ کیونکہ متقین کی دوستی ناقابل زوال اور قوی بنیادوں کی حامل ہے جو نہ صرف موت کی وجہ سے ختم نہیں ہوتی بلکہ جس طرح اس دنیا میں ان کے درمیان محبت ہوگی اسی طرح سے یہ محبت آخرت میں بھی ان کے درمیان باقی رہے گی۔ روز قیامت باایمان اور باتقویٰ دوستوں کے جنت میں مل بیٹھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾} ۱۶۲

"اور ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا، ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔"

امام سیوطیؒ اپنی کتاب میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لائے ہیں:

"دو مومن دوست تھے۔ جب ایک مومن کا انتقال ہوا اور جنت کی خوشخبری اس کو دی گئی، تو اس نے اپنے دوست کو یاد کیا اور کہا اے اللہ! میرا فلاں دوست مجھ کو تیری عبادت اور تیرے رسول ﷺ کی تابعداری کا حکم کرتا تھا اور نیکی کی طرف مجھے رغبت دلاتا تھا اور برائی سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم بھی تم سے ملیں گے۔ اے اللہ! تو اس کو ہدایت دے اور نیک رستہ پر چلا اور اس کو بھی وہ دکھا جو مجھ کو دکھایا اور تو اس سے راضی رہ جیسا مجھ سے راضی ہوا۔ پھر جب دوسرے دوست کا انتقال ہوتا ہے تو دونوں کی روحیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں اور ہر ایک دوسرے کو کہتا ہے تم ہمارے اچھے دوست تھے اور اچھے بھائی تھے۔" ۱۶۳

میدانِ حشر میں قدم رکھنے والے ان دوستوں کے دل میں کسی قسم کا کینہ و کدورت نہ ہوگی، ایک دوسرے کے بارے میں ان کے دل آئینے کی طرح صاف و شفاف ہوں گے۔ نیز ان کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے پُر ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی اس محبت کی بنا پر

Marfat.com

تمام انسانوں کو دوست رکھیں گے چاہے وہ ان کے حامی ہوں یا مخالف۔ لہٰذا اگر کوئی واقعۃً اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت نے اس کے دل کو لبریز کر رکھا ہو تو پھر اس کے پاس کینہ کدورت اور نفرت کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔

یہ وہی بات ہے جس کی تعلیم ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح شکوہ کیا اور دعا فرمائی:

((اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون)) [۱۶۴]

"اے اللہ! میری قوم کی مغفرت کر دے، یہ لوگ (مجھے) جانتے نہیں ہیں۔"

فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ میں خطاب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخاطبین میں اکثر ایسے لوگ تھے جنہوں نے آغاز نبوت سے لے کر آج تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور دیگر مسلمانوں پر مظالم توڑنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ جو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔ ایسے جانی دشمنوں پر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکمل تسلط حاصل ہو گیا تو آپ نے فرمایا:

"میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ یعنی آج تم پر کوئی الزام نہیں۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کی معافی کا عام اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

((اذھبوا فانتم الطلقاء)) [۱۶۵]

"جاؤ کہ تم (ہر سزا سے) آزاد ہو۔"

درحقیقت جن لوگوں کے دلوں میں دوسروں کے لئے کینہ و کدورت نہیں اور جو بندگان الٰہی سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں وہی حقیقی مومن ہیں۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت

Marfat.com

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان)) ۱۶۶

''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے دشمنی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے نہ دیا تحقیق اس کا ایمان مکمل ہوگیا۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل پر زور دیا ہے جس کی بنیاد مثبت اور مفید دوستی اور مل جل کر زندگی بسر کرنا ہو۔ تعلیمات نبوی میں ہمیں اس حوالے سے مکمل رہنمائی ملتی ہے کہ کون لوگ دوستی اور معاشرت کے قابل ہیں۔ امام محاسبیؒ متقی، نیک اور دنیا سے بے رغبتی کرنے والے علماء کی صفات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''ان جیسا عمل اختیار کرو، ان جیسوں کے ساتھ رہو، ان کے نقش قدم پر چلو اور ان کے اخلاق سیکھو کہ یہ ایک محفوظ خزانہ ہیں۔'' ۱۶۷

نیک دوستوں کی صحبت سے دل میں اطمینان، سکون، راحت، ٹھہراؤ، بھائی چارگی اور محبت پیدا ہوتی ہے اور اخلاق عالیہ مثلاً صبر، حلم، تواضع، خشیت وغیرہ کی تعلیم ملتی ہے۔ برائی سے بچنے کا موقع ملتا ہے، نیز انسان کو انقلابات زمانہ کی سمجھ اور فہم حاصل ہوتا ہے اور سیرت پذیری کا موقع ملتا ہے۔

منفی دوستی کا انجام:

منفی دوستی وہ ہے جو خیانت، جھوٹ، حسد، شماتت اور انانیت وغیرہ پر مشتمل ہو اور بروز قیامت شرمندگی کا باعث بنے۔ ہر انسان پر اس کی مجلس، محفل اور سوسائٹی کے اثرات رونما ہوتے ہیں بلکہ اپنے دوستوں اور ساتھ رہنے والے افراد کے عادات و خصائل تک اپنا لیتا

Marfat.com

ہے۔کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی نے راہ راست پر چلنے کا ارادہ کیا مگر بدکردار اور گمراہوں کی دوستی آڑے آئی یوں اپنی خواہش کے باوجود ہدایت پر نہ چل سکا اور دوزخ کا مستحق بن گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴿۱۱۳﴾} ۱۶۸

''اور ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکو ورنہ تمہیں بھی آگ کا شعلہ لگ جائے گا اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا دوسرا مددگار نہ کھڑا ہو سکے گا اور نہ تم مدد دیئے جاؤ گے۔''

روایات میں ہے کہ مکہ مکرمہ اور اس کے قرب وجوار میں لوگ مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن انہوں نے اپنے آبائی علاقے اور خاندان چھوڑ کر ہجرت کرنے سے گریز کیا جبکہ مسلمانوں کی قوت کو ایک جگہ مجتمع کرنے کے لئے ہجرت کا نہایت تاکیدی حکم دیا جا چکا تھا۔اسی اثنا میں معرکہ بدر رونما ہو گیا۔چونکہ انہوں نے اپنا اسلام ابھی تک خفیہ رکھا تھا اس لئے بادل نخواستہ وہ بھی لشکر کفار میں شامل ہو کر معرکۂ بدر میں شریک ہوئے جہاں ان میں سے کئی ایک مسلمانوں کی تیراندازی کا نشانہ بن کر فوت بھی ہو گئے جس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

{اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴿۹۷﴾} ۱۶۹

''جن لوگوں کی موت اپنے آپ پر ظلم کی حالت میں ہوئی، ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔فرشتوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔''

Marfat.com

عصر حاضر میں قید خانوں میں تڑپتے مجرموں کے اسبابِ جرم کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان میں سے اکثریت قطعاً عادی مجرم نہیں ہے، صرف بری دوستی نے رنگ دکھا دیا جس کی سزا اب تک مل رہی ہے۔ بالکل اسی طرح برے دوست کی دوستی آخرت میں بھی رنگ دکھا سکتی ہے اور جہنم کے اس قید خانے میں پہنچا سکتی ہے جہاں موت ہی نہیں ہوگی۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾} ا۔ے

''اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا: ہائے! کاش کہ میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی۔''

یہاں ظالم سے مراد ایسا شخص ہے جس نے کفر گمراہی اور گناہ کی راہ اختیار کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ قرآن کریم مذکورہ بالا آیت میں آگے چل کر اس افسوس کرنے والے کی زبان میں کہتا ہے:

{يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾} ا۔ے

''ہائے میری کم بختی! کاش! میں فلاں (شخص) کو دوست نہ بناتا۔''

اس سے سوال کیا جائے گا: تمہیں کیا ہوا ہے فلاں نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟ وہ جواب میں کہے گا:

{لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾} ۲۔ے

''بلاشبہ اس نے میرے پاس ذکر (کلامِ الٰہی) آنے کے بعد بھی مجھے گمراہ کر دیا اور شیطان انسان کو (مصیبت میں) بے یار و مددگار چھوڑ دینے والا ہے۔''

یہ آیات کریمہ ایک خاص واقعے کے بارے میں نازل ہوئیں مگر حکم عام ہے۔ واقعہ یہ تھا کہ عقبہ بن ابی معیط، مکہ کے مشرک سرداروں میں سے تھا، اس کی عادت تھی کہ جب کسی

Marfat.com

سفر سے واپس آتا تو شہر کے معزز لوگوں کی دعوت کرتا تھا اور اکثر رسول اللہ ﷺ سے بھی ملا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے حسب عادت معززین شہر کی دعوت کی اور رسول اللہ ﷺ کو بھی بلایا۔ جب اس نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہارا کھانا اس وقت تک نہیں کھا سکتا جب تک تم اس بات کی گواہی نہ دو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک عبادت میں نہیں ہے اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

عقبہ نے یہ کلمہ پڑھ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول فرما لیا۔ عقبہ کے ایک گہرے دوست ابی بن خلف کو جب یہ خبر ملی کہ عقبہ مسلمان ہو گیا ہے تو بہت برہم ہوا۔ عقبہ نے عذر کیا کہ قریش کے معزز مہمان محمد ﷺ میرے گھر پر آئے ہوئے تھے، اگر وہ بغیر کھانا کھائے میرے گھر سے چلے جاتے تو میرے لئے بڑی رسوائی تھی، اس لئے میں نے ان کی خاطر یہ کلمہ کہہ لیا۔ ابی بن خلف نے کہا کہ میں تیری ایسی باتوں کو قبول نہ کروں گا جب تک تو جا کر ان کے منہ پر نہ تھوکے۔ یہ کم بخت بدنصیب دوست کے کہنے سے اس گستاخی پر آمادہ ہو گیا اور کر گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی ان دونوں کو ذلیل کیا کہ غزوۂ بدر میں دونوں مارے گئے اور آخرت میں ان کے عذاب کا ذکر مذکورہ بالا آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ جب آخرت کا عذاب سامنے دیکھے گا تو اس وقت ندامت و افسوس سے اپنے ہاتھ کاٹنے لگے گا اور کہے گا کاش میں نے فلاں یعنی ابی بن خلف کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ ۱۷۳

یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے رسول ﷺ کے ذریعے مجھ تک پہنچا جس نے میرے قلب و ذہن کو روشن کیا لیکن میرا دوست میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کلام الٰہی سے دور کر دیا، میری روح اور میری فکر کو فطری راستے سے ہٹا دیا اور اپنی مطلوبہ جگہ پہنچانے کے بعد مجھے تنہا چھوڑ گیا۔

اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور بدکردار دوست بالآخر انسان کو تنہا چھوڑ دیتا ہے۔ اکثر لوگوں کی گمراہی کی وجہ ایسے دوستوں کا انتخاب اور منفی دوستی کا اختیار کرنا ہی ہے۔ انسانوں کو دوستی

Marfat.com

کے ذریعے فریب دینے کے لئے شیطان کے مختلف حیلوں و بہانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ } ۱۷۴؎

''ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ اس نے انسان سے کہا کہ کفر اختیار کر لے اور جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں عالمین کے پروردگار سے ڈرتا ہوں۔''

روزِ قیامت شیطان محشر میں کھڑا ہوگا لوگ آ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! شیطان نے ذمہ داری قبول کرنے کے ساتھ ہمیں گمراہ کیا اور فریب دیا ہے۔ لیکن شیطان دوسرے طریقے سے اپنا دفاع کرے گا اور اپنے پیروکاروں کو ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

{وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ} ۱۷۵؎

''اور شیطان تمام امور کا فیصلہ ہو جانے کے بعد کہے گا کہ اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا۔''

اور شیطان کہے گا کہ میں تو چاہتا ہی یہ تھا کہ تم سے جھوٹا وعدہ کروں تمہارے دلوں میں وسوسہ پیدا کروں تمہارے سامنے اچھے دوستوں کو برا اور برے دوستوں کو اچھا بنا کر پیش کروں، اس لئے کہ تم سے میری دشمنی کی ابتدا تو تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) اور تمہاری ماں حوا (علیہا السلام) ہی سے ہو چکی ہے۔

{اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ } ۱۷۶؎

''اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدے کی مخالفت کی۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

{إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝} ۱۷۷

"بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو۔ وہ اپنے گروہ کو صرف اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ وہ سب کے سب جہنمی بن جائیں۔"

ایک دشمن اپنے دشمن کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے؟ کیا وہ اس کا خیر خواہ ہوتا ہے یا اس سے کینہ و عداوت رکھتا ہے؟ پروردگارِ عالم اپنی کتاب قرآن مجید میں شیطان کے قول کو نقل کرتا ہے (وہ کہے گا):

{وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ} ۱۷۸

"میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو خطاب کر کے فرمایا:

{إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝} ۱۷۹

"میرے بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے سوائے ان گمراہوں کے جو تیری پیروی کرنے لگیں۔"

شیطان اس وقت کہے گا:

{فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ} ۱۸۰

"تو اب تم مجھے ملامت نہ کرو، بلکہ خود اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریادرس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے۔"

شیطان کہے گا کہ میں نے پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا:

{قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

Marfat.com

شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴿۱۷﴾} ۱۸۱

''پس جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا اُن کے آگے سے بھی اور اُن کے پیچھے سے بھی اور اُن کی دائیں جانب سے بھی اور اُن کی بائیں جانب سے بھی اور آپ اُن میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائیں گے۔''

امام سیوطیؒ اپنی کتاب میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لائے ہیں:

''دو کافر دوست تھے۔ جب ایک کافر مرا اور اس کو دوزخ دکھائی گئی تو اپنے دوست کو یاد کرنے لگا اور کہنے لگا اے اللہ! میرا دوست تیری نافرمانی اور تیرے رسول کی نافرمانی اور برے کام کا حکم کرتا تھا اور نیکی سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم بھی تم کو ملیں گے۔ اے اللہ! تو اس کو گمراہ کر اور اس کو بھی وہ دکھا جو مجھ کو دکھایا اور اپنا غضب اس پر نازل کر جیسا مجھ پر نازل کیا۔ پھر جب دوسرا کافر مرتا ہے تو دونوں کی روحیں ایک جگہ پر جمع ہوتی ہیں اور ہر ایک دوسرے کو کہتا ہے تو میرا نہایت برا اور بدتر دوست تھا۔''۱۸۲

ایک بدو سے کہا گیا: دوستوں سے آپ کا لگاؤ کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا: ''دوست کہاں اور اس کی شبیہ کہاں؟ آج کل تو دوست کی شبیہ کا ملنا بھی مشکل ہے۔ واللہ! (اس دور میں) نفرت اور کینہ کی آگ وہی لوگ سلگاتے ہیں جو دوستی کے زبانی دعوے کرتے اور بڑھ چڑھ کر نصیحت کرتے ہیں جب کہ درحقیقت یہی لوگ دوستوں کے بھیس میں دشمن ہوتے ہیں۔ ۱۸۳

برے دوستوں کی صحبت دل کو روحانی بیماریوں کا مریض بنا دیتی ہے، انسان طرح طرح کے وساوس اور اوہام میں گھر جاتا ہے۔ دل ہمیشہ مضطرب، بے کل اور بے چین رہتا ہے۔ نتیجتاً دین و دنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

حوالہ جات (باب دوّم)

(۱) الماوردیؒ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب (امام) م ۴۵۰ ھ، البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد، ص ۲۷۸

(۲) ابی داودؒ، الحافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی (امام) م ۲۷۵ ھ، سنن ابی داود، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۴۶۹۳

(۳) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ص ۲۸۷۔۲۸۸

(۴) ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، المودۃ فی ضو القرآن والسنۃ، بیئت علمی موسسہ امام المنتظر، ۱۴۲۰ھ، ص ۱۴۱

(۵) سنن ابی داود، حدیث نمبر: ۴۸۳۴

(۶) یکن، فتحی (ڈاکٹر)، ما ذا یعنی انتمائی للاسلام، ترجمہ: ڈاکٹر محمد علی غوری، دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد، ۲۰۰۲ء، ص ۱۵۳

(۷) سورۃ الانفال ۸: ۷۳

(۸) الدرر السنیۃ، ج ۷، ص ۱۰۹

(۹) الطبرسیؒ، میرزا حسین النوری (محدث)، م ۱۳۲۰ھ، مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل، موسسۃ آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم، ج ۱۳، ص ۲۹۲

(۱۰) سورۃ التوبۃ ۹: ۱۹۹

(۱۱) ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، موسوعۃ میزان الحکمۃ، دارالحدیث، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۵ھ، حدیث نمبر: ۱۰۲۱۶، ۱۰۲۱۹

(۱۲) بدران، عبداللہ (الشیخ)، سمیر المومنین و انیس الصالحین، ترجمہ: خدیجہ فرحین، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۲۲۵

(۱۳) السیوطیؒ، ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، تفسیر

Marfat.com

الدرالمنثور فی التفسیر الماثور، دارالفکر، بیروت، ایڈیشن:۱، ۱۴۱۴ھ، ج ۵، ص ۳۷۷

(۱۴) سورۃالکہف ۱۸:۲۸

(۱۵) ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء (امام) م ۷۷۴ھ، المصباح المنیر فی تفسیر ابن کثیر، ترجمہ خالد سیف، دارالسلام لاہور، ۲۰۰۷ء، ج ۳، ص ۷۵۴

(۱۶) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، کتاب الاخوان، ص ۹۴

(۱۷) مجلسیؒ، محمد باقر بن محمد تقی (علامہ) م ۱۱۱۱ھ، بحارالانوار، مؤسسۃ مطالعات وتحقیقات فرہنگی، تہران، سن ندارد، ج ۱۷، ص ۱۸۹

(۱۸) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۳۲

(۱۹) یزدی، محمد تقی مصباح (آیت اللہ) محمد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلمات قصار، مجمع جہانی اہلبیت، قم المقدسہ، ۱۳۸۵ھ، ج ۲، ص ۱۹۸

(۲۰) الزرندیؒ، محمد بن یوسف (الشیخ) م ۷۵۰ھ، نظم الدرر السمطین، مکتبۃ الامام أمیر المومنین علیہ السلام، اصفہان، ۱۳۷۷ھ، ص ۱۲۷

(۲۱) سورۃالانفال ۸:۷۲

(۲۲) طبرسیؒ، ابو علی فضل بن حسن بن فضل (علامہ) م ۵۴۸ھ، مکارم الاخلاق، تحقیق: علاء آل جعفر، مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ، ص ۱۰۸

(۲۳) ابی جرادہؒ، عمر بن احمد (علامہ) م ۶۶۰ھ، بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، تحقیق: سھیل ذکار، دارالفکر، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ج ۶، ص ۵۸۹

(۲۴) نظم الدرر السمطین، ص ۲۰۰

(۲۵) الشریف الرضیؒ، ابو الحسن محمد بن حسین بن موسیٰ (سید) م ۴۰۶ھ، نہج البلاغۃ، ترجمہ سید رئیس احمد امروہویؒ والآخرون، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، نومبر ۱۹۸۱ء، ص ۲۲۳

(۲۶) سورۃالمائدۃ ۵:۵۵_۵۶

(۲۷) سورۃالتحریم ۶۶:۴

Marfat.com

(۲۸) طبرانیؒ، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، معجم صغیر، ترجمہ، عبدالصمد ریالوی، انصار السنہ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۴ء، ص ۵۳۹

(۲۹) آمدی، عبدالواحد (علامہ)، غرر الحکم و درر الکلم، موسسہ آل البیت، قم، ۱۴۲۲ھ، فصل اول

(۳۰) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۱۹۷

(۳۱) الدیلمیؒ، حسن بن ابی الحسن (الشیخ)، ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، موسسہ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۲۲ھ، ص ۹۹

(۳۲) بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۱۸۶

(۳۳) طوسیؒ، عماد الدین ابوجعفر محمد بن علی (محقق) م ۴۶۰ھ، الامالی، دار الثقافہ، قم، ایران، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ، ص ۲۱۲

(۳۴) المصطاوی، عبدالرحمٰن، دیوان الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۳۲ھ، ص ۷۹

(۳۵) الحلوانیؒ، ابوعبداللہ حسین بن محمد (الشیخ)، نزھۃ النواظر و تنبیہ الخواطر، تحقیق: موسسۃ الامام المہدی عج، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۰۸ھ، حدیث نمبر: ۲۸

(۳۶) الحر العاملیؒ، محمد بن حسن (علامہ) م ۱۱۰۴ھ، وسائل الشیعہ، ترجمہ، فقیہ اہل بیت الشیخ محمد حسین نجفی، مکتبۃ السبطین، سرگودھا، مارچ ۲۰۰۱ء، ج ۱۲، ص ۱۳

(۳۷) الحرانیؒ، ابومحمد حسن بن علی بن حسین بن شعبہ حلبی (الشیخ)، تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ص ۲۷۴

(۳۸) تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، ص ۲۷۴

(۳۹) سورۃ التوبۃ ۹: ۷۱

(۴۰) ابن حبانؒ، الحافظ محمد بن حبان (امام) م ۳۵۴ھ، صحیح ابن حبان، موسسہ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء، حدیث نمبر: ۵۱۹

(۴۱) سمیر المومنین وانیس الصالحین، ص ص ۱۱۱ _ ۱۱۲

(۴۲) البخاریؒ، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۵۹۹۰

Marfat.com

(۴۳) سورۃ الحجر ۱۵: ۴۷
(۴۴) سورۃ الدخان ۴۴: ۴۱_ ۴۲
(۴۵) القرنی، عائض بن عبداللہ (الدکتور)، لا تحزن، ترجمہ: غطریف شہباز ندوی، دارالابلاغ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۴۰۶
(۴۶) سورۃ النور ۲۴: ۳۶_ ۳۷
(۴۷) تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ج ۵، ص ۳۷۷
(۴۸) غرر الحکم و درر الکلم، ص ۶۳۶
(۴۹) لاری، سید مجتبیٰ موسوی (آیت اللہ)، اخلاق اور روحانی نشوونما، ترجمہ، اسد علی شجاعتی، مجمع علمی اسلامی، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۲۶۹
(۵۰) ندوی، محمد رضی الاسلام (ڈاکٹر)، تذکیر، ماہانہ جائزہ نشست، جماعت اسلامی ہند، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی، ۳ فروری ۲۰۱۷ء
(۵۱) بحار الانوار، ج ۸۲، ص ۱۷۴
(۵۲) المصری، محمد محمود (فضیلۃ الشیخ)، لا تحزن، ترجمہ، ڈاکٹر مفتی ثناء اللہ محمود، ادارہ دعوت و تبلیغ، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۰۳
(۵۳) البرقیؒ، ابو جعفر احمد بن محمد بن خالد (محدث) م ۲۷۴ھ، تحقیق: سید مھدی الرجائی، کتاب المحاسن والاضداد، المجمع العالمی لاھل البیت، ج ۱، ص ۳
(۵۴) مجموعۃ الرسائل الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۳۹
(۵۵) سورۃ الاعراف ۷: ۲
(۵۶) سورۃ فاطر ۳۵: ۲۹
(۵۷) ترمذی مع التحفہ، ج ۸، ص ۲۲۸
(۵۸) حلیؒ، ابو العباس احمد بن محمد بن فھد الاسدی (علامہ) م ۸۴۱ھ، عدۃ الداعی و نجاح الساعی، نشر الآداب، نجف اشرف، ۱۳۸۸ھ، ص ۲۲۳
(۵۹) سورۃ الانعام ۶: ۷۰

Marfat.com

(۶۰)سورۃ المائدۃ ۵:۵۷

(۶۱)سورۃ النجم ۵۳:۲۹_۳۰

(۶۲)سورۃ الانعام ۶:۶۸

(۶۳)سورۃ الکہف ۱۸:۲۸

(۶۴)سورۃ الزخرف ۴۳:۳۶

(۶۵)صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۴۰۷

(۶۶)سورۃ المائدۃ ۵:۵۱

(۶۷)سورۃ آل عمران ۳:۲۸

(۶۸)الطرشہ، عدنان (الاستاذ)، ماذا یحب اللہ وماذا یبغض، دار الکتاب والسنۃ للنشر الدولی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۰ء، ص ۱۷۹

(۶۹)سورۃ التوبۃ ۹:۹۵

(۷۰)المودۃ فی ضوء القرآن والسنۃ، ص ۳۴۳

(۷۱)ابن قتیبہؒ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم (امام) م ۲۷۶ھ، عیون الاخبار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج ۷، ص ۷۹

(۷۲)راجیؒ، محمد بن میرزا ابو القاسم قزوینی (حجۃ الاسلام)، گنجینۂ نصائح، ترجمہ: محمد بشیر عالمی، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۱۴۳۵ھ، ج ۱، ص ۱۲۴

(۷۳)گنجینۂ نصائح، ج ۲، ص ۶۰۴

(۷۴)صدوقؒ، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، جامع الاخبار، ظفر شمیم پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۱۳۴

(۷۵)عیون الاخبار، ج ۷، ص ۷۹

(۷۶)محمد پیغمبر اسلام ﷺ کلمات قصار، ج ۱، ص ۱۰۵

(۷۷)ابن رجبؒ، زین الدین ابی الفرج عبد الرحمٰن بن احمد الحنبلی الدمشقی (امام) م ۷۹۵ھ، لطائف المعارف، مکتبۃ العلم، لاہور، ۱۴۲۳ھ، ص ۳۱۹

Marfat.com

(۷۸) عیون الاخبار، ج ۷، ص ۷۹

(۷۹) الطبرسیؒ، ابوالفضل علی (محدث)، مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار، دارالکتب الاسلامیۃ، تہران، ایڈیشن: ا، ۱۳۸۵ھ، ص ۲۷۷

(۸۰) الطباطبائیؒ، سید محمد حسین (آیت اللہ) م ۱۴۰۱ھ، سنن النبی ﷺ، ملحقات، محمد ہادی فقیہی، موسسہ النشر الاسلامی، قم، ایڈیشن: ۲، ۱۴۲۲ھ، ص ۱۰۲

(۸۱) سنن النبی ﷺ، ص ۱۰۲

(۸۲) المصباح المنیر فی تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ص ۴۴۷۔۴۴۸

(۸۳) سورۃ الشعراء ۲۶:۱۵۷

(۸۴) نقشبندی، ذوالفقار احمد (مولانا)، مکارم اخلاق، مکتبۃ الفقیر فیصل آباد، ۲۰۱۵ء، ص ۱۸۸

(۸۵) کراجکیؒ، ابوالفتح محمد بن علی (شیخ) م ۴۴۹ھ، معدن الجواہر وریاضۃ الخواطر، تحقیق: السید احمد الحسینیؒ، المکتبۃ المرتضویۃ، تہران ۱۳۹۴ھ، ص ۹۲

(۸۶) معتزلیؒ، ابن ابی الحدیدؒ (علامہ)، شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، داراحیاء الکتب العربیہ، القاہرۃ، ۱۹۶۱ء، ج ۴، ص ۱۱۶

(۸۷) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۷۶

(۸۸) کلینیؒ، ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الرازی (ثقۃ الاسلام) م ۳۲۹ھ، اصول کافی، مرکز بحوث دارالحدیث، قم، ۱۴۰۱ھ، ج ۲، ص ۳۴۳

(۸۹) وسائل الشیعۃ، ج ۱۲، ص ۲۶

(۹۰) دیوان الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص ۳۳۹

(۹۱) ابن راھویہؒ، ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم حنظلی مروزی (امام) م ۲۳۸ھ، مسند اسحاق بن راھویہ، مکتبۃ الایمان، المدینۃ المنورہ، ایڈیشن: ا، ۱۴۱۰ھ

(۹۲) الدیلمیؒ، حسن بن ابی الحسن (الشیخ)، اعلام الدین فی صفات المومنین، موسسۃ آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۸ھ، ص ۲۰۰۔۲۰۱

(۹۳) غررالحکم ودررالکلم، ص ۳۷۶

Marfat.com

(۹۴) قمیؒ، حاج عباس (شیخ)، سفینۃ البحار، موسسۃ انتشارات فراھانی، ۱۳۸۸ھ، ج ۲، ص ۳۰ و بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۱۷۹

(۹۵) العاملیؒ۔ زین الدین بن نور الدین العاملی (شہید ثانی) م ۹۶۵ھ، منیۃ المرید فی ادب المفید والمستفید، تحقیق: رضا المختاری، مکتب الاعلام الاسلامی، ایڈیشن: ۱، ۱۴۰۹ھ، ص ۱۹۲

(۹۶) ابن تیمیہؒ، ابی العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم (امام) م ۷۲۸ھ، مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام أحمد بن تیمیہ، جمع وترتیب: عبد الرحمٰن بن محمد بن قاسم، طبع بامر خادم الحرمین الشریفین، ج ۳، ص ۴۲۰

(۹۷) بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۵۲

(۹۸) سورۃ النساء ۴:۲۵

(۹۹) سورۃ المائدۃ ۵:۵

(۱۰۰) سیوہارویؒ، محمد حفظ الرحمٰن (مولانا)، اخلاق اور فلسفۂ اخلاق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۵۲۲

(۱۰۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۸۴۶ و صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۴۹۹، ۳۷۶۴

(۱۰۲) النوویؒ، ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م ۶۷۶ھ، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار أحیا التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ، ج ۳، ص ۷۲۵

(۱۰۳) اصفہانیؒ، سید علی علامۃ الفانی (آیت اللہ)، چہل حدیث، ترجمہ، سید صفدر حسین نجفیؒ، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۳، ۱۹۸۸ء، ص ۱۴۸

(۱۰۴) فروع کافی، ص ۵۳۶

(۱۰۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۰۳۵

(۱۰۶) بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۲۹۳

(۱۰۷) ابویعلیٰؒ، احمد بن علی بن المثنی الموصلی (امام) م ۳۰۷ھ، مسند ابی یعلی الموصلی، موسسہ علوم القرآن، بیروت، سن ندارد، حدیث نمبر: ۵۵۵۶

(۱۰۸) بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۲۹۴

(۱۰۹) بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۲۹۴

(۱۱۰) ماذا یحب اللہ وماذا یبغض، ص ۳۹۷

Marfat.com

(۱۱۱) ابن حنبلؒ، ابی عبداللہ احمد بن محمد الشیبانی البغدادی (امام) م ۲۴۱ھ، مسند احمد، بیت الافکار الدولیۃ، الریاض، ۱۹۹۸ء، ج ۲، ص ۴۳۸،۲۳۵

(۱۱۲) الذھبیؒ، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (امام) م ۷۴۸ھ، کتاب الکبائر، حدیبیہ پبلیکیشنز، لاہور، ص ۱۰۱

(۱۱۳) محمود، ابراہیم (الشیخ)، خلق المسلم، ترجمہ: مولانا احسان اللہ، ادارہ دعوت و تبلیغ، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۹

(۱۱۴) الحاکمؒ، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ النیسابوری (امام) م ۴۰۵ھ، المستدرک، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ، ۲۰۰۰ء، ج ۴، ص ۳۵۸

(۱۱۵) الھیثمیؒ، نورالدین علی بن ابی بکر (الحافظ) م ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد، دارالکتاب، بیروت، ۱۹۹۴ء، ج ۱۰، ص ۲۷۳

(۱۱۶) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۲۱۱

(۱۱۷) العسقلانیؒ، الحافظ احمد بن علی بن حجر (امام) م ۸۵۲ھ، فتح الباری، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج ۱۴، ص ۱۱۴

(۱۱۸) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۹

(۱۱۹) ترمذیؒ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ (امام) م ۲۷۹ھ، جامع الترمذی، مکتبہ بیت السلام، الریاض، ۲۰۱۶ء، حدیث نمبر: ۲۵۰۷

(۱۲۰) فتح الباری، ج ۱۱، ص ۳۳۳

(۱۲۱) المسدی، محمد یاسر (الدکتور)، حاسبوا انفسکم، ترجمہ: مولوی محمد صادق شبیر، ادارہ دعوت و تبلیغ، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۲۵۷

(۱۲۲) شلیبایہ، ابوعبداللہ مصطفیٰ بن العدوی (الشیخ)، فقہ الاخلاق والمعاملات مع المومنین، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۳۵ھ، ص ۳۹

(۱۲۳) سورۃ الانفال ۸: ۲۵

(۱۲۴) سورۃ ھود ۱۱: ۱۱۳

Marfat.com

(۱۲۵) ابن قیمؒ، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی (امام) م ۷۵۱ھ، مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ص ۴۵۴

(۱۲۶) ابن حزمؒ، ابومحمد علی بن احمد (امام)، الاخلاق والسیر، ترجمہ: ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف، لجنۃ المساجد، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء، ص ص ۷۵۔۷۶

(۱۲۷) قمیؒ، حاج عباس (شیخ)، سفینۃ البحار، موسسۃ انتشارات فراھانی، ۱۳۸۸ھ، ج ۲، ص ۳۲

(۱۲۸) معدن الجواہر وریاضۃ الخواطر، ص ۸۸

(۱۲۹) المودۃ فی ضوالقرآن والسنۃ، ص ۱۳۷

(۱۳۰) فضل اللہؒ، سید محمد حسین (آیت اللہ)، دُنیائے جوان، ترجمہ: سید سعید حیدر زیدیؒ، دارالثقلین، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۰ء، ص ۶۲

(۱۳۱) غرر الحکم ودرر الکلم، ص ۳۷۸

(۱۳۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۸۸۵

(۱۳۳) بحارالانوار، ج ۱۷، ص ۱۸۹

(۱۳۴) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۵۱۹

(۱۳۵) اصول کافی، ج ۴، ص ۴۵۱

(۱۳۶) اصول کافی، ج ۴، ص ۴۵۱

(۱۳۷) غرر الحکم ودرر الکلم، ص ۳۷۶

(۱۳۸) نہج البلاغۃ، حکمت نمبر: ۵۴

(139) Avebury, John Lubbock,The Pleasure of Life, Macmillan & Co Ltd., 1997, pg 66

(۱۴۰) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۳۶۸

(۱۴۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۳۱۲

(۱۴۲) ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، ص ۱۵۵

(۱۴۳) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۳۰۱

Marfat.com

(۱۴۴)سمیر المومنین وانیس الصالحین،ص ۲۶۴

(۱۴۵)سورۃ ھود ۱۱:۴۶

(۱۴۶)ابوطالب،عبدالقادر بن محمد بن حسن (الشیخ)،علاج الزوج بحسن العشرۃ،مکتبۃ دارالفرقان،الریاض،

سن ندارد،ص ۱۶۲

(۱۴۷)بحارالانوار،ج ۱۷،ص ۱۴۵

(۱۴۸)غررالحکم ودررالکلم،ص ۴۱۶

(۱۴۹)غررالحکم ودررالکلم،ص ۴۱۷

(۱۵۰)الاربلیؒ،علی بن عیسی (علامہ)،کشف الغمہ فی معرفۃ الآئمۃ،انتشارات اسلامیہ،مشھد،ج ۲،ص ۱۱۹

(۱۵۱)المودۃ فی ضوالقرآن والسنۃ،حدیث نمبر:۴۰۷

(۱۵۲)الدعاس،احمد عبید (الشیخ)،ریاض الصالحات،ترجمہ:مولانا محمد ازہر،دارالاشاعت،کراچی،۲۰۰۱ء،

ص ۱۹۱

(۱۵۳)مہر،امیرالدین (پروفیسر)،گفتگو کا سلیقہ،فضلی سنز،کراچی،ایڈیشن:۲،۲۰۱۰ء،ص ۱۶۴

(۱۵۴) زیدی،تاجدار حسین (سید)،سیرت مرسل اعظم ﷺ نہج البلاغہ کے آئینے میں،ویب ایڈریس

(www.balaghah.net) ۵ فروری ۲۰۱۶ء،ص ۸۶

(۱۵۵)تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام،ص ۳۱۹

(۱۵۶)البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین،ص ۲۸۶

(۱۵۷)اصول کافی،ج ۲،ص ۶۷۲

(۱۵۸)بحارالانوار،ج ۷۵،ص ۱۰۵

(۱۵۹)بحارالانوار،ج ۷۴،ص ۱۷۸

(۱۶۰)صحیح البخاری،حدیث نمبر:۲۱۵۷

(۱۶۱)سورۃ الزخرف ۴۳:۶۷

Marfat.com

(۱۶۲) سورۃ الحجر ۱۵: ۴۷

(۱۶۳) السیوطیؒ، ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، نور الصدور فی شرح القبور، ترجمہ: مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ، دارالاشاعت، کراچی، سن ندارد، ص ۵۹

(۱۶۴) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۴۷۷

(۱۶۵) شبلی نعمانیؒ (علامہ) م ۱۳۳۲ھ و سلیمان ندویؒ (سید) م ۱۳۷۳ھ، سیرۃ النبی ﷺ، المصباح، لاہور، ایڈیشن: ۴، ۱۳۶۴ھ، ج ا ص ۵۳۵

(۱۶۶) البانیؒ، محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر: ۳۸

(۱۶۷) حاسبوا انفسکم، ص ۴۹

(۱۶۸) سورۃ ھود ۱۱: ۱۱۳

(۱۶۹) سورۃ النساء ۴: ۹۷

(۱۷۰) سورۃ الفرقان ۲۵: ۲۷

(۱۷۱) سورۃ الفرقان ۲۵: ۲۸

(۱۷۲) سورۃ الفرقان ۲۵: ۲۹

(۱۷۳) شفیعؒ، محمد (مفتی)، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۷۶ء، ج ۶ ص ۴۷۰

(۱۷۴) سورۃ الحشر ۵۹: ۱۶

(۱۷۵) سورۃ ابراہیم ۱۴: ۲۲

(۱۷۶) سورۃ ابراہیم ۱۴: ۲۲

(۱۷۷) سورۃ فاطر ۳۵: ۶

(۱۷۸) سورۃ ابراہیم ۱۴: ۲۲

(۱۷۹) سورۃ الحجر ۱۵: ۴۲

Marfat.com

(۱۸۰)سورۃ ابراہیم ۱۴:۲۲

(۱۸۱)سورۃ الاعراف ۷:۱۶۔۱۷

(۱۸۲)نور الصدور فی شرح القبور،ص ۵۹

(۱۸۳) معروف، نائف محمود (الدکتور)، طرائف ونوادر من عیون التراث العربی، ترجمہ: مولانا محمد قاسم، ادارۃ اسلامیات، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۵ء،ص ۹۷

Marfat.com

باب سوم

دوستی کے آداب
اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم:

دوستی کے آداب اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

ہم زندگی میں کئی ایسے دوستوں سے ملتے ہیں جو ہمیں اپنی شخصیت کے سحر میں جکڑ لیتے ہیں۔ ہر کوئی ان جیسی کرشماتی شخصیت کی تمنا کرتا ہے، یقیناً ایسے دوستوں میں وہ بنیادی اور اساسی خوبیاں موجود ہوتی ہیں جو دلوں کو مسخر کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ وہ اپنے دوستوں کے دلوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کے فن میں طاق ہوتے ہیں۔ ہر شخص کے مزاج اور سرشت کو مدنظر رکھ کر اس کے ساتھ برتاؤ کرنا ایک اہم فن ہے۔ دوستوں کی سچی محبت، چاہت اور احترام حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں، اس کے برعکس ان کو کھو دینا بہت آسان ہے، کیونکہ تخریب ہمیشہ تعمیر سے آسان ہوتی ہے۔

تعمیر سیرت کے باب میں سب سے پہلے اچھا دوست بننے کے لیے چند صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ جس کے لئے خوب محنت کرنی چاہیئے۔ بقول شاعر:

و اذا کانت النفوس کبارا
تعبت فی مرادھا الاجسام

"روح بلند ہو تو اس کی بلندی کو پانے کے لئے جسم کو سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔"

دین اسلام نے اہل ایمان کے دلوں میں محبت کی جڑیں بڑی مضبوط کر دی ہیں۔ ان کے دلوں سے خود غرضی اور مفادات کا لالچ مٹا کر جاہلیت کی ساری نشانیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان میں اعلیٰ فضائل و مکارم، اخلاقی بلندی، نیکی، بے نفسی اور خلوص کے جذبات پروان چڑھائے ہیں۔ مسلمان بھائیوں سے محبت اُن دلوں کو روشن کرتی ہے جو ایمان کی بدولت مطمئن، اللہ کے خوف سے آباد، اللہ کو راضی کرنے کے آرزومند اور ہر وقت اس کی محبت کے

Marfat.com

پیاسے رہتے ہیں۔ جب دل محبت سے بھر جاتے ہیں تو تمام اعضاء بھی اس محبت میں شریک ہو جاتے ہیں اور اس محبت کے دلائل و آثار تمام حرکات و سکنات سے عیاں ہوتے ہیں۔

ذیل میں دینی بھائیوں سے دوستی اور محبت کے آداب تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کو آپ مخلصانہ دوستی اور محبت کے بنیادی عوامل اور محرکات بھی کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ دوستی کے ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رشتے کو بخوبی نبھائیں۔

(۱) اوّلین مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا:

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وہی ہیں جو دین کی بنیاد پر باہم جڑتے ہیں اور دین کی اقامت اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے ہیں، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴}[۲]

”حقیقت میں اللہ کے محبوب وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں اس طرح پیر جما کر لڑتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔“

ایک موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان: ان یکون الله و رسوله احب الیه مما سواهما، وان یحب المرء لا یحبه الا لله، وان یکره ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذه الله کما یکره ان یلقیٰ فی النار))[۳]

”تین باتیں جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا۔ یہ کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ آدمی کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لئے کرے اور یہ کہ ہدایت پانے کے بعد کفر

Marfat.com

میں لوٹ جانا اتنا ہی ناپسندیدہ ہو جتنا کہ آگ میں ڈالا جانا۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اوثق عری الایمان الموالاة فی اللہ والمعاداة فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ)) [4]

"ایمان کا سب سے مضبوط کنڈا اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی اور اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لئے نفرت کرنا ہے۔"

شاعر نے اس کی خوب تفسیر کی ہے:

عساك ترضى وكل الناس غاضبة

اذا رضيت فهذا منتهى املى [5]

"کاش تو راضی رہے، تیری رضا کے ساتھ اگر تمام لوگ بھی ناراض ہوں تو کوئی پرواہ نہیں، میری منتہائے اُمید یہی ہے۔"

اسی بناء پر امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

"دین کی اصل حقیقت اور اوجِ کمال یہی ہے کہ اللہ ہی کے لیے محبت ہو۔ اللہ ہی کے لیے نفرت ہو۔ اللہ ہی کے لیے آپس میں دوستانہ مراسم ہوں۔ اللہ ہی کے لیے دشمنیاں ہوں۔ اللہ ہی کے لیے ہر قسم کی عبادت ہو۔ اللہ ہی سے مدد طلب کی جائے۔ اللہ ہی سے ڈرا جائے۔ اللہ ہی سے تمام امیدیں وابستہ کی جائیں۔ اللہ ہی کے لیے عنایات اور سخاوتیں ہوں۔ اللہ ہی کے لیے کسی جگہ سخاوت و بخشش سے ہاتھ روکا جائے۔" [6]

بقول شاعر:

من لم تكن فى الله خلة

فخليله منه على خطر [7]

"جس کی دوستی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ ہو تو اس کا دوست ہمیشہ اس کی طرف

Marfat.com

سے خطرے میں ہے۔"

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

"لوگوں کو ناراض کر کے جو اللہ کو راضی کرے گا اللہ اس سے راضی ہو جائے گا اور ایسے شخص سے لوگوں کو بھی راضی کر دے گا۔ اور جو لوگوں کو راضی کر کے اللہ کو ناراض کرے گا اللہ اس سے ناراض ہو گا اور لوگوں کو بھی ناراض کر دے گا۔"[8]

(۲) محبت و مودّت کے جذبات کا صریح اظہار:

دُنیا کی ہر چیز میں کسی نہ کسی ناحیہ سے محبت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ اُلفت و محبت، مؤدت و رأفت، تعلق و لگاؤ اور قرب و نزدیکی کے بغیر کسی بھی چیز کا اس فرش خاکی پہ برقرار رہنا ناممکن ہے۔ جب انسان کو کسی سے محبت ہو یا کسی سے محبت کرے تو حکمت عملی سے اس کا اظہار بھی کرنا چاہیے اس سے ان کے قلبی تعلقات میں مزید اضافہ ہوتا ہے اور محبت بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس اہم بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے، جس سے دل نزدیک ہو جاتے ہیں اور روح ایک دوسرے سے جا ملتی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وماتناکر منها اختلف))[9]

"روحیں جکڑے ہوئے لشکر ہیں جو آپس میں متعارف ہو گئیں، محبت کرنے لگیں اور جو ناواقف رہیں وہ کنارہ کش ہو گئیں۔"

دوستوں کے ساتھ محبت کے حوالے سے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((القریب من قربته المودة وان بعد نسبه والبعید من باعدته المودة وان قرب نسبه ولا شیء اقرب من ید الی جسد وان الید اذا نغلت قطعت واذا قطعت حسمت))[10]

Marfat.com

''سب سے زیادہ نزدیک وہ ہے جو محبت کے ذریعے نزدیک ہوا گرچہ وہ نسب کے حوالے سے دور ہو اور دور وہ ہے جسے محبت نے دور کیا ہو اگرچہ نسب کے حوالے سے نزدیک ہو۔ ہاتھ سے زیادہ کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو بدن کے زیادہ نزدیک ہو لیکن جب ہاتھ خراب ہو جاتا ہے تو کاٹا جاتا ہے اور جب کاٹا جاتا ہے تو اس کی جگہ نشان رہ جاتا ہے۔''

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''مومن محبت کی جگہ ہے اور ایسے شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہے جو خود بھی کسی سے محبت نہ کرے اور دوسرے بھی اس سے محبت نہ کریں۔''[11]

ایک روایت میں اس کی مزید وضاحت آئی ہے، فرمایا:

((ان اقربکم منی مجلسا احسنکم اخلاقا الموطون اکنافا الذین یالفون ویولفون)) [12]

''تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ قریب نشست میں وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں اچھے ہیں اور ان کے پہلو دوسرے کے لیے نرم ہیں اور وہ اوروں سے محبت کرتے ہیں اور دوسرے ان سے محبت کرتے ہیں۔''

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اذا احب الرجل اخاہ فلیخبرہ انہ یحبہ)) [13]

''جب کسی شخص کو اپنے بھائی سے محبت ہو تو وہ اسے آگاہ کر دے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔''

حبیب بن ضبیعۃ الضبعیؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں اس شخص سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اسے بتا دیا ہے؟'' تو صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اور اسے یہ بات بتا دو۔'' تو وہ

Marfat.com

اٹھے اور کہا: ''اے فلاں! میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔'' اس پر اس شخص نے جواب دیا: ''جس کے لئے تم مجھ سے محبت کرتے ہو وہ بھی تم سے محبت کرے۔''۱۴

ایک اور مقام پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اذا احب احدکم اخاہ فلیعلمہ فانہ اصلح لذات البین)) ۱۵

''اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرتا ہو تو اسے اس سے آگاہ کرے، کیونکہ یہ آپس کی محبت کے لئے مفید ہے۔''

آپ کو چاہیے کہ اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ جرأت کر کے کہہ دیں: مجھے آپ سے محبت ہے۔ میں آپ سے مل کر خوش ہوتا ہوں۔ آپ میرے نزدیک قیمتی ہیں۔ محبت کے اس صریح اظہار سے باہمی اخوت کے تعلقات پروان چڑھیں گے۔ جب مسلمان کے دل و دماغ میں یہ بات جاگزیں ہوگی کہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو مجھ سے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہیں اور ان کی یہ محبت دُنیوی اغراض و مقاصد سے پاک ہے۔ اس طرح وہ معاشرے میں تنہائی اور گھبراہٹ محسوس نہیں کرے گا بلکہ محبت و اخوت کے جذبات سے معمور ہو جائے گا اور معاشرے میں اس کے اثرات، لا محالہ امن اور باہمی تعاون کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من ذب عن عرض اخیہ کان ذلک حجابا لہ من النار، ومن کان لاخیہ المسلم فی قلبہ مودۃ ولم یعلمہ فقد خانہ)) ۱۶

''اگر اپنے دوست کی عزت بچائی تو یہ آتش جہنم کے لئے سپر بنے گی اور اگر کسی مسلمان بھائی کے لئے دل میں محبت ہو اور اسے نہ بتاؤ تو خیانت ہے۔''

آپ ﷺ نے محبت کرنے والے دوست کو مزید بلند مقام عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((ما تحابا الرجلان الا کان افضلھا اشدھما حبا لصاحبہ)) ۱۷

''باہم محبت کرنے والے دو اشخاص میں سے افضل وہ ہے جو اپنے بھائی سے زیادہ محبت کرے۔''

Marfat.com

Marfat.com

دیگر مذاہب سے امتیاز ظاہر ہوگا۔ نیز اس میں روحانی تربیت، عاجزی، تواضع اور مسلمانوں کے احترام کے جذبات پوشیدہ ہیں۔''[19]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دلکش نصیحت ہے، فرمایا:

((والذی نفسی بیدہ! لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا، ولا تومنوا حتی تحابوا، الا ادلکم علی شیء اذا فعلتموہ تحاببتم؟ افشوا السلام بینکم)) [20]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم جنت میں نہیں جاسکو گے حتی کہ تم مومن بن جاؤ اور تم صاحب ایمان نہیں ہو سکتے حتی کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرو۔ میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے گی؟ آپس میں کثرت سے سلام کہا کرو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسے افراد موجود تھے جو اس غرض سے بازار میں چلے جاتے کہ راستے میں جس سے بھی ملاقات ہو اس کو سلام کہہ کر ثواب حاصل کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مبارک تھا کہ بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو بھی سلام کہتے۔[21] سلام کہنا باہمی محبت کا پہلا زینہ اور محبت و دوستی کی چابی ہے۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اولی الناس باللہ من بدء بالسلام)) [22]

''سب آدمیوں سے بڑھ کر وہ شخص اللہ والا ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔''

((خیر الذی یبدا بالسلام)) [23]

''پہلے سلام کرنے والا بہتر ہے۔''

سلام کرنے کے بعد اگر کوئی محبت کا ہاتھ دوسرے کی جانب بڑھائے اور دوسرا بھی برادرخواندگی کا ہاتھ دراز کرے اور پھر دونوں ہاتھ اخلاص کے جذبے کے تحت مل جائیں تو یہ فعل مصافحہ کہلاتا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت حاصل ہوتی

Marfat.com

ہے۔جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر الله لهما قبل ان یتفرقا)) ۲۴

''جب بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

((تصافحوا فانه یذهب بالغل.... اذا القی احدکم اخاه فلیصافحه ولیسلم علیه فان الله اکرم بذلك الملائكة فاصنعوا یصنع الملائكة)) ۲۵

''مصافحہ کیا کرو کیونکہ اس سے کدورت ختم ہوتی ہے۔۔۔جب تم اپنے کسی بھائی سے ملاقات کرو تو اس سے مصافحہ اور سلام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرشتوں کو نوازا ہے، تم بھی فرشتوں کا کردار اپناؤ۔''

امام جعفر بن محمد الصادقؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا مگر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! میں نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ تمہاری طرف بڑھایا مگر تم نے اپنا ہاتھ روکے رکھا۔سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ سے مصافحہ کرنا بڑا محبوب ہے مگر میں جنب ہوں لہٰذا نہیں چاہتا کہ میرا ہاتھ، آپ ﷺ کے دست مبارک سے مس ہو جائے۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اما تعلم ان المسلمین اذا التقیا فتصافحا تحاتت ذنوبهما کما یتحاتت ورق الشجر)) ۲۶

''مگر تم کو نہیں معلوم کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔''

آپ ﷺ سلام اور مصافحہ کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہمیشہ سبقت لے جاتے تھے اور

Marfat.com

جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو جب تک وہ ہاتھ نہ چھوڑ دیتا، آپ ﷺ ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

((ان رسول اللہ ﷺ کان اذا صافح الرجل لم ینزع یدہ من یدہ حتی یکون ھو الذی ینزع یدہ)) ۲۷

''رسول اللہ ﷺ (ایسے عظیم الخلق تھے کہ) جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے، جب تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ سے جدا نہ کر لیتا۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من اخلاق النبیین والصدیقین: البشاشة اذا تراءوا، والمصافحة اذا تلاقوا)) ۲۸

''انبیائے کرام علیہم السلام اور صدیقین کا اخلاق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں۔''

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے احترام کے لئے جھکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس شخص نے عرض کیا: کیا اس سے گلے لگے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس نے پھر دریافت کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ۲۹

اس حدیث مبارکہ سے یہ چیز بھی واضح ہوتی ہے کہ معانقہ اور بوسہ روز روز نہیں ہونا چاہیے بلکہ مدت کی جدائی کے بعد یا سفر سے آنے پر یا کبھی کبھار محبت کے غلبہ کے تحت ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان کے ارض حبشہ سے واپسی کے قصہ میں روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا:

((فخرجنا حتی اتینا المدینة فتلقانی رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

فاعتفقنی ثم قال ما ادری انا بفتح خیبر افرح ام بقدوم جعفر ووافق ذلك فتح خیبر)) ۳۰

''ہم نکلے (حبشہ سے) یہاں تک کہ ہم مدینہ میں آئے، پھر رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ پس آپ ﷺ نے مجھے گلے لگا لیا پھر (کمال محبت سے) فرمایا۔ نہ معلوم مجھے فتح خیبر سے بہت خوشی ہوئی ہے یا جعفر (رضی اللہ عنہ) کے آنے سے۔ اور اتفاق سے جعفر فتح خیبر کے موقع پر آئے۔''

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرطِ محبت سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((تلقی جعفر بن ابی طالب فالتزمه وقبل ما بین عینیه)) ۳۱

''رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو (جبکہ وہ سفر حبشہ سے مدینہ آئے) گلے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں وارد ہوئے اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور دروازے پر دستک دی۔ اس کے بعد روایت کے الفاظ ہیں:

((فقام الیه رسول الله ﷺ عریانا یجر ثوبه والله ما رایته عریانا قبله ولا بعده فاعتنقه وقبله)) ۳۲

''رسول اللہ ﷺ (استقبال کے لئے) کھڑے ہوئے اور ان کی طرف (وفورِ محبت سے) ننگے بدن ہی چل دیئے (یعنی تہبند کے سوا کوئی اور کپڑا بدن مبارک پر نہ تھا)۔ اللہ کی قسم میں نے آپ ﷺ کو اس سے پہلے اور اس کے بعد (بصورت مذکور) عریاں نہیں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے دروازہ کھول کر زید رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔''

ایک مرتبہ اظہار محبت کے لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا:

Marfat.com

((لا ابقانی اللہ ارضا لیس فیھا ابو الحسن)) ۳۳
"اللہ! مجھے ایسی سرزمین پر زندہ نہ رکھے جہاں علی رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔"
مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ نے بوسہ کی پانچ اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ بوسۂ مؤدت: یہ بوسہ والدین کا ہے اولاد کے رخسار و جبیں پر۔
۲۔ بوسۂ رحمت: یہ بوسہ اولاد کا ہے والدین کے سر وغیرہ پر۔
۳۔ بوسۂ شہوت: یہ شوہر کا بوسہ ہے بیوی کے عارض غضبان پر یا بیوی کا خاوند کو۔ یاد رہے کہ یہ بوسۂ شہوت سوائے میاں بیوی کے کہیں بھی جائز نہیں بلکہ اپنے غیر محل میں قطعاً حرام ہے۔
۴۔ بوسۂ اخوت: یہ بوسہ ہمشیرہ کا ہے بھائی کی پیشانی پر۔
۵۔ بوسۂ تحیت: یہ بوسہ مسلمانوں کا آپس میں ہے دونوں آنکھوں کے درمیان۔

جس طرح معانقہ وہی زیبا ہے جو سفر سے مراجعت یا طویل جدائی کے بعد ہو اسی طرح دوستوں کے مابین بوسۂ تحیت بھی امتدادِ اوقات اور مرورِ زمان کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ ۳۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک فرمان میں یہ بھی ہے کہ جو ہم سے ملے ہم اسے "مرحبا" کہیں۔ "مرحبا" کا ماخذ فعل "رَحُبَ" ہے جس کا مطلب ہے "امن اور سلامتی سے رہو، تم ہمارے دوستوں میں سے ہو۔" ۳۵

(۴) دوست کی زیارت اور ملاقات:

دوستی اور محبت کے بنیادی تقاضوں میں سے ایک "زیارت اور ملاقات" ہے کہ دوست سے ملاقات کرے، اس کی صحبت اختیار کرے، اس سے دلنشیں گفتگو کرے اور اس کے پاس بیٹھے۔ نفسیات کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ دوستوں سے ملاقات کرنے سے جہاں اپنے دل کو خوشی اور فرحت محسوس ہوتی ہے، وہیں اس کا چہرہ بھی بشاش ہو جاتا ہے اور وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کائنات میں مجھ سے محبت کرنے والا کوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا:

((اکرم اخلاق النبیین والصدیقین والصالحین، التزاور فی اللہ)) ۳۶ے

''انبیائے کرام علیہم السلام، صدیقین اور صالحین کی سب سے بڑی اخلاقی صفت اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرنا ہے۔''

شاید زندگی کے سعادت مندترین لمحات وہ ہیں جن میں انسان کو اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کا موقع نصیب ہوتا ہے اور وہ مختلف موضوعات اور حالات پر باہم گفتگو کرتے ہیں۔ امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لکل شیئی شیئی یستریح الیہ وان المؤمن یستریح الی اخیہ المؤمن کما یستریح الطیر الی شکلہ)) ۳۷ے

''ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی چیز سکون کا باعث ہوتی ہے۔ اور مومن کے لئے سکون کا باعث اس کا ایمانی بھائی ہے جس کے پاس بیٹھ کر اسے وہ سکون ملتا ہے جو طائر کو اپنے ہم جنس کے پاس بیٹھ کر۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''پہلے زمانے میں جب ایک آدمی دوسرے سے ملتا تھا تو یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے سگے بھائی سے مل رہا ہے، لیکن آج یہ حال ہے کہ جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے ملتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے کسی دشمن سے مل رہا ہے۔'' ۳۸ے

دوستی اور محبت کی سب سے بڑی علامت یہی ہے کہ انسان اپنے دوست کی زیارت کرے اور اس کے گھر جا کر اس کی احوال پرسی کرے۔ اس سے دوست کے دل پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ دوست سے ملاقات سچی محبت اور قلبی کشش کی دلیل ہے جس سے دوستی کا رشتہ زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((الزیارۃ تنبت المودۃ)) ۳۹ے

Marfat.com

''ملاقات محبت پیدا کرتی ہے۔''

ایک موقع پر رسول کریم ﷺ نے دوستوں کے مل بیٹھنے کی ان الفاظ میں ستائش فرمائی:

((مثل الاخوین اذا التقیا مثل الیدین تغسل احداھما الاخری. ما التقی المؤمنان قط الا افاد اللہ احدھما من صاحبہ خیرا)) ۴۰

''دو بھائی دو ہاتھوں کی مانند آپس میں ملتے ہیں کہ ایک ہاتھ دوسرے کو دھو دیتا ہے۔ دو ایمان والے جب بھی آپس میں ملیں گے، اللہ تعالیٰ ایک کے ذریعے دوسرے کو ضرور فائدہ پہنچائے گا۔''

رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملاقات کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان سے ملنے کے لئے آئے، کچھ دیر ان کے گھر رکے، ان کے لئے دعا فرمائی اور پھر رخصت ہو گئے۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے، ان کے گھر کھانا کھایا، نماز ادا کی اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ ۴۱

اسی طرح آپ ﷺ، انصار رضی اللہ عنہم سے ملنے کے لئے کبھی انفرادی طور پر اور کبھی جماعت کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔ جب آپ ﷺ انفرادی طور پر جاتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے اور جب جماعت کے ہمراہ ان سے ملنا چاہتے تو مسجد میں چلے جاتے۔ ۴۲

رسول اللہ ﷺ کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے دوستوں سے ملاقات کے لئے جانے کے اس مبارک عمل کو جاری رکھا حتیٰ کہ اس وقت بھی جب وہ مختلف علاقوں میں رہتے تھے، رضائے الٰہی کے لئے طویل فاصلے طے کر کے ایک دوسرے سے ملنے تشریف لے جاتے۔ اگرچہ اس دور میں سفر کرنا مشکلات سے بھرپور تھا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن سے دمشق سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ۴۳

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ان دوستوں سے جو کوفہ سے مدینہ ان کی

Marfat.com

ملاقات کے لئے آئے تھے، پوچھا: کیا تم ایک دوسرے سے ملنے کے لئے جاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اے ابوعبدالرحمٰن! دراصل اگر ہم اپنے بھائیوں کو کچھ عرصے تک نہ مل پائیں تو ہم پیدل چل کر کوفہ کے دوسرے سرے تک یہ دیکھنے جاتے ہیں کہ وہ کیسے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''جب تک تم یہ عمل جاری رکھو گے تو سلامتی میں رہو گے۔'' ۴۴؎

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کبھی رات میں دوست کی یاد آجاتی تو فرماتے کتنی طویل رات ہے یہ! اور پھر فرض نماز سے فارغ ہو کر اس کے پاس جاتے اور جب دونوں ملتے تو ایک دوسرے کے گلے لگ جاتے۔ ۴۵؎

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ترغیب دلائی اور اسے اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ان ملکا لقی رجلا قائما علی باب دار فقال له: یا عبدالله ما حاجتك فی هذه الدار؟ فقال اخ لی فیها اردت ان اسلم علیه۔ فقال بینك وبینه رحم ماسة أو نزعتك الیه حاجة؟ فقال: مالی الیه حاجة غیر انی اتعهده فی الله رب العالمین، ولا بینی و بینه رحم ماسة أقرب من الاسلام۔ فقال له الملك: انی رسول الله الیك و هو یقرئك السلام ویقول لك: ایای زرت فقد أوجبت لك الجنة وقد عافیتك من غضبی ومن النار لحبك ایاه فی)) ۴۶؎

''ایک فرشتے نے ایک شخص کو ایک گھر کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! اس گھر میں تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے کہا: اس میں میرا ایک بھائی ہے۔ میں اسے سلام کرنا چاہتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: خونی رشتہ دار ہے یا تمہیں اس سے کوئی کام ہے؟ اس نے کہا: مجھے اس سے

Marfat.com

کوئی کام نہیں ہے۔میں نے عالمین کے پروردگار کی راہ میں اس سے عہد کر رکھا ہے۔میرے اور اس کے درمیان اسلام سے بڑھ کر کوئی خونی رشتہ نہیں ہے۔فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری ہی جانب بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں سلام کہا اور فرمایا ہے: تو نے میری زیارت کی ہے، میں نے تجھ پر جنت واجب کی اور اپنے غیض وغضب اور آتش جہنم سے تجھے نجات دی ہے، کیونکہ تو نے میرے لئے اس سے محبت کی ہے۔"

سیدنا ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((یا ابا رزین! ان المسلم اذا زار اخاه المسلم شیعه سبعون الف ملك یصلون علیه، یقولون: اللهم! کما وصله فیك فصله)) ۴۷

"اے ابو رزین! جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملنے جاتا ہے تو اسے ستر ہزار فرشتے رخصت کرتے ہیں اور اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔اے اللہ! جس طرح اس نے تیری خاطر صلہ رحمی کی ہے تو بھی اسے اپنی رحمت سے بہرہ ور فرما۔"

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((وجبت محبتی للمتحابین فی، والمتجالسین فی. والمتزاورین فی، والمتباذلین فی)) ۴۸

"(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہو چکی ہے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں یا ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں یا ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں یا وہ ایک دوسرے پر میری خاطر خرچ کرتے ہیں۔"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث قدسی روایت کی گئی ہے:

Marfat.com

((من زار اخاه المومن فی بیته قال الله تعالیٰ: انت ضیفی و زائری علی قراك و قد اوجبت لك الجنة بحبك اياه)) ۴۹

''جو شخص اپنے مومن برادر کی زیارت اس کے گھر میں کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو میرا مہمان اور زائر ہے اور میں نے اس سے تیری محبت کی وجہ سے تجھ پر جنت واجب کر دی ہے۔''

یہ درجات اور کثیر ثواب ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے مومن بھائی کی زیارت اور ملاقات کے لئے جاتے ہیں۔ مسلمان جب اپنے دینی بھائی سے ملاقات کے لئے جاتا ہے تو وہ اپنے رب تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ میل ملاقات خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور دنیوی اغراض و مقاصد سے پاک ہو۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا یحل لرجل ان یھجر اخاه فوق ثلاث لیال، یلتقیان فیعرض ھذا و یعرض ھذا، و خیرھما الذی یبدا بالسلام)) ۵۰

''کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کرے۔ کہ جب (آتے جاتے) دونوں ملیں۔ پھر منہ پھیر لے یہ ایک طرف اور وہ دوسری طرف۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو کہ ابتدا کرے سلام کے ساتھ۔''

ملاقات کے لئے مناسب وقت کا انتخاب بھی بے حد ضروری ہے۔ بار بار ملاقات سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کوشش کریں کہ جب دعوت ملے تب دوست کی ملاقات کے لئے جائیں اور حتی المقدور لطیف اور خفیف ثابت ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ کے میزبان کو کئی ضروری کام کرنے ہوں لیکن وہ آپ سے کھل کر کہنے میں شرمندگی محسوس کرتا ہو۔ اس طرح آپ اس کی نگاہ میں ثقیل اور بوجھل بن جائیں گے۔

Marfat.com

(۵) دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا:

دوستوں کے گھر ایک دسترخوان پر جمع ہونا محبتوں میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ آپس میں اس طرح مل بیٹھنے سے محبتیں بڑھتی ہیں، اُلفتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ ہے:

((احب الطعام الی اللہ ما کثرت علیہ الایدی)) ۵۱

''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ کھانا پسند ہے جس کھانے پر زیادہ ہاتھ اکٹھے ہوں۔''

جب کوئی دوست گھر آئے تو دل و جان سے اس کا استقبال، بڑی محبت سے اس سے مصافحہ و معانقہ کرنا چاہیئے۔ پھر اسے بڑی عزت سے اچھی جگہ بٹھا کر خیر و عافیت پوچھیں، دوسرے متعلقین کی خیریت بھی دریافت کریں۔ خندہ پیشانی اور حسن سلوک کی انتہا ہو۔ بہترین کھانا کھلائیں، دوست کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ کوشش کریں کہ اپنے دوست کے مزاج کے خلاف کوئی حرکت سرزد نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ دوستوں کی پذیرائی کی جائے اور انہیں کھانا کھلانا جائے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی خوبی بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((تطعم الطعام)) ۵۲

''آپس میں ایک دوسرے کو کھانا کھلانا۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ایسے شخص کی کھانے سے ضیافت کرو جس سے تم اللہ کے لئے محبت رکھتے ہو۔'' ۵۳

اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم کا قول ہے:

''کھانے پر لوگوں کو اکٹھا کرنا مکارم اخلاق میں سے ہے۔'' ۵۴

سیدنا بدیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے بھائی کو ایک لقمہ کھلانا دس

Marfat.com

درہم صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے اور دس درہم صدقہ کرنا مجھے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔"۵۵

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

"میرا دوستوں کو ایک صاع (اڑھائی کلو) کھانے پر جمع کرنا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں بازار جاؤں اور ایک لونڈی خرید کر آزاد کروں۔"۵۶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں بھی ایک دوسرے کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اکثر مدعو کرتے رہتے تھے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہوتی یا کہیں سے آتی تو پوری مجلس میں اس کو شامل کر لیتے۔ حضرت شعبیؒ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"میں اصحاب صُفّہ کے درمیان تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف عجوہ کھجوریں بھیجیں جو ہمارے درمیان (سامنے) انڈیل دی گئیں۔ ہم بھوک کی وجہ سے دو دو ملا کر کھانے لگے۔ جب ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی ایک، دو کھجوریں ملاتا تو اپنے ساتھی سے کہتا، میں نے ملائی ہیں تم بھی ملاؤ۔"۵۷

اکیلے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک وقت میں اسی (۸۰) دوستوں کی مہمانی کرتے۔ آپ کا پیالہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی تمام ازواج مقدسہ کے گھروں میں گھومتا تھا۔۵۸ دوستوں کے لئے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا ہدیۂ طعام متعدد اقسام ثرید پر مشتمل ہوتا تھا جن میں سے تین غیر لحمی ثریدوں کا ذکر ہے: دودھ کی ثرید "ثرید بلبن"، سرکہ و تیل کی ثرید "ثرید بخل وزیت"، گھی کی ثرید "ثرید سمن"۔۵۹

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو ایک اعلان کرنے والا لوگوں کے درمیان اعلان کر رہا تھا کہ جو کوئی گوشت و چربی کھانا چاہے وہ سعد بن عبادہ کے گھر آ جائے۔ پھر میری ملاقات ان کے بیٹے قیس بن سعد سے ہوئی تو وہ بھی یہی اعلان کر رہے تھے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی:

"اے اللہ! مجھے کامل تعریف کرنے کی توفیق عطا فرما۔ مجھے بزرگی عطا فرما اور

Marfat.com

بزرگی تو نیک اعمال میں ہے اور نیک اعمال مال سے ممکن ہیں۔اے اللہ! قلیل مال مجھے کفایت نہیں کر سکتا اور میں اس پر تکیہ نہیں کر سکتا۔'' ۶۰

رسول کریم ﷺ کے ایک پڑوسی خیاط تھے اور انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا تناول فرمانے کی دعوت دی، آپ ﷺ نے اسے شرف قبولیت سے نوازا۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((ان خیاطا دعا رسول الله ﷺ لطعام صنعه. قال انس بن مالك: فذهبت مع رسول الله ﷺ الی ذلك الطعام. فقرب الی رسول الله ﷺ خبزا و مرقا. فيه دبا و قديد. فرايت النبی ﷺ يتتبع الزبا من حوالی القصعة. قال: فلم ازل احب الدبا من يومئذ)) ۶۱

''ایک خیاط نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے خود تیار کیا تھا۔میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گیا۔اس نے آپ ﷺ کے سامنے روٹی، کدو کا شوربہ اور سوکھا گوشت رکھا۔میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیالے کے ادھر ادھر سے کدو کو ڈھونڈتے دیکھا۔اس بنا پر میں اس دن سے کدو کو بہت پسند کرتا ہوں۔''

سیدنا ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من كان يومن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه. جائزته يوم وليلة. والضيافة ثلاثة ايام. فما بعد ذلك فهو صدقة...)) ۶۲

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے۔ایک دن، رات تو اسے خصوصی طور پر پُرتکلف کھانا پیش کرے اور تین دن تک عام کھانا کھلائے،اس کے بعد صدقہ ہے۔''

Marfat.com

ابو عمیرؒ روایت کرتے ہیں کہ (امام جعفر صادقؒ سے ملاقات کے دوران) ہمارے ساتھیوں نے اپنے احباب کا ذکر کیا۔ اس دوران میں نے کہا: میں نے ظہر اور رات کا کھانا کبھی اکیلے نہیں کھایا۔ میرے ہمراہ دو، تین یا اس سے زیادہ افراد کھا رہے ہوتے ہیں۔ اس پر امام جعفر بن محمد الصادقؒ نے فرمایا:

((فضلهم عليك اعظم من فضلك عليهم))

"ان پر تمہاری اتنی مہربانی نہیں ہے، جتنی تم پر ان کی مہربانی ہے۔"

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، جبکہ میں انہیں اپنا کھانا دیتا ہوں، ان پر اپنا مال خرچ کرتا ہوں، میرے خادم اور اہل خانہ ان کی خدمت کرتے ہیں۔ پھر ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا:

((انهم اذا دخلوا عليك، دخلوا عليك برزق من الله عزوجل كثير، واذا خرجوا، خرجوا بالمغفرة)) ۶۳ے

"جب یہ تیرے گھر داخل ہوتے ہیں تو بہت زیادہ روزی ساتھ لاتے ہیں اور تیرے لئے مغفرت لے کر نکلتے ہیں۔"

سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ کے بازار میں جانور ذبح کروا کر وہیں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ بعد میں وہی جگہ "ابن عباس کی قربان گاہ" کے نام سے مشہور ہو گئی۔ روایات میں ہے کہ وہاں ہر روز ایک اونٹ یا اس کے گوشت کے برابر بکریوں کو ذبح کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کو رسوا کرنے کے ارادے سے لوگوں سے جا کر کہا کہ عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے تمہیں بلایا ہے کہ دوپہر کا کھانا میرے پاس کھاؤ۔ یہ سن کر لوگ جوق در جوق آنا شروع ہو گئے، یہاں تک کہ ان کا گھر بھر گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ کا بھیجا ہوا شخص پیغام دعوت لے کر آیا تھا۔ سیدنا عبید اللہ رضی اللہ عنہ سارا ماجرا سمجھ گئے اور ارشاد فرمایا: دروازہ بند کر دو۔ پھر اپنے خدام سے کہا کہ بازار سے سارے پھل لے آؤ۔ جب وہ پھل آ گئے تو لوگوں نے وہ پھل شہد سے ملا کر کھائے۔ آپ نے پھر خدام سے کہا کہ بھنا ہوا گوشت اور روٹیاں لے آؤ۔ جب

Marfat.com

لوگ سیر ہو چکے تو فرمایا: کیا ہم نے جس چیز کا اعلان کیا تھا اسے پورا کر دیا؟ تو لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: اگر اور لوگ بھی آجائیں تو ہمیں پرواہ نہیں۔ ۶۴

اسی طرح دوست کی دعوت قبول کرنا فرض ہے اور اس کی بڑی برکات ہیں۔ اس میں تواضع اور نرم دلی کارفرما ہوتی ہے۔ محبت مضبوط ہوتی ہے اور دوستی خالص اور بے غرض ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((ویجبہ اذا دعاہ)) ۶۵

"جب کوئی کھانے کے لئے بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو۔"

دوست کی دعوت قبول کرنے کی تاکید کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک فرمایا:

((من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ و رسولہ، ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا و خرج مغیرا)) ۶۶

"جس کو دعوت دی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کی۔ اور جو بن بلائے جائے وہ چور بن کر گیا اور ڈاکو بن کر لوٹا۔"

نیز فرمایا:

"اگر کسی نے روزہ رکھا ہوا ہو۔ تب بھی چلا جائے۔ وہاں اگر اپنے بھائی کی دعوت میں شرکت کر کے نہ کچھ کھائے، نہ کچھ پیئے تو اسے دعا دے کر پلٹ آئے اور (اس طرح) دعوت قبول کرے۔" ۶۷

دعوت قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ اس میں بلانے والے کے دل کی عظمت ہے اور اس سے محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر ایک ہی وقت میں دو دعوت دینے والے ہوں تو اس حوالے سے آپ نے فرمایا:

"جس نے پہلے دعوت دی ہے اس کی قبول کرلو اور بعد میں دعوت دینے والے سے معذرت کرلو۔" ۶۸

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اذا دعی احدکم الی الولیمۃ فلیاتھا)) ۶۹؎

"جب تم میں سے کسی کو ولیمے کی دعوت دی جائے تو ضرور جائے۔"

البتہ ایسی دعوتیں مستثنیٰ ہیں جن میں غیر شرعی حرکات، بے حیائی اور دیگر خرافات ہوں۔ ان کے علاوہ عام دعوتوں کو قبول کرنے کے فضائل احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔ امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی ایک حدیث مبارکہ ہے:

((اما تاخذ بید اخیك فی الله فتدخله بیتك فتطعمه فو الله لذلك افضل من عتق رقبة من ولد اسماعیل)) ۷۰؎

"اللہ کی قسم! اپنے دینی بھائی کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے جا کر اسے کھانا کھلانا (سیدنا) اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔"

(۶) قلب و جان سے دوست کی ہمت افزائی:

ہر انسان کو ایسے دوست کی ضرورت ہوتی ہے جو اس پر اعتماد کرے اور اس بات کا اظہار بھی کرے۔ نیز حوصلہ افزائی میں بخل سے کام نہ لے۔ دوستوں کو حوصلہ دینا اور ان کی ہمت افزائی کرنا ان کی ترقی اور بہتری میں مدد کرتا ہے اور وہ اس خوبصورت شکل کے قریب ہو جاتے ہیں جس میں ان کے دوست احباب ان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ حوصلہ افزائی بعض لوگوں کے لئے ایسی مہمیز ثابت ہوتی ہے کہ وہ ناامیدی اور ناکامی کے ڈر سے بے پرواہ ہو کر اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ انصار کے علمبردار سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر انصار کی ترجمانی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنی مرضی کے مطابق آگے قدم بڑھائیے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا،

Marfat.com

اگر ہمارے راستے میں سمندر بھی آجائے تو ہم آپ کے ساتھ اس میں کود جانے سے گریز نہ کریں گے۔ ہمارا کوئی آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کو برا خیال نہیں کرتے۔ ہم تو جنگ میں ڈٹ جانے والے اور دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ ممکن ہے اللہ ہم سے ایسا کام لے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت پر آگے بڑھیئے۔"[1]

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو رسول کریم ﷺ کے لئے انتہائی خوش کن تھی۔ اس سے آپ ﷺ کے اندر تر و تازگی کی لہر دوڑ گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((سیروا و ابشروا، فان الله تعالیٰ قد وعانی احدی الطائفتین، والله! لکانی الآن أنظر الی مصارع القوم)) [2]

"آگے بڑھو اور خوش ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ سے (کفار کے تجارتی قافلے یا جنگی گروہ) دونوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے اب ایسا لگ رہا ہے کہ میں کفار کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ کا اپنے ساتھیوں کی دلجوئی اور ہمت افزائی کا ایک واقعہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ (معرکۂ حنین کے خاتمے پر) جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور قبائل عرب کو عطیے دیئے اور انصار رضی اللہ عنہم کے لئے ان میں سے کچھ نہ تھا تو انصار نے اپنے دلوں میں قلق پایا حتیٰ کہ ان میں بہت باتیں ہونے لگیں۔ ان میں سے کسی نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری قوم کے لوگوں نے آپ ﷺ کی طرف سے غنیمت کے بارے میں اپنے دلوں میں قلق پایا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور قبائل عرب کو بڑے بڑے عطیے دیئے اور اس میں انصار کے لئے کوئی چیز نہ تھی۔"

Marfat.com

آپ ﷺ نے انصار کو جمع کرنے کا حکم دیا، پھر ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد وثنا کے بعد جو خطاب فرمایا اس کا کچھ حصہ حسب ذیل ہے:

''اللہ کی قسم! اگر تم یہ بات کہو اور یہ سچ بھی ہے کہ آپ ہمارے پاس جھٹلائے ہوئے آئے تو ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ بے یار و مددگار تھے تو ہم نے آپ کی مدد کی، آپ بے سہارا تھے تو ہم نے آپ کو ٹھکانہ مہیا کیا، بے بضاعت تھے تو ہم نے آپ کی دلجوئی کی، اے گروہ انصار! کیا تم اس حقیری دنیا کے سامان پر مجھ سے ناراض ہو رہے ہو جو میں نے اس قوم کی دلجوئی کے لئے اس وجہ سے خرچ کیا تاکہ وہ لوگ اسلام کی طرف مائل رہ سکیں اور تمہیں تمہارے اسلام کے حوالے کیا۔ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ لوگ بھیڑ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسول (ﷺ) کو لے کر لوٹو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر لوگ ایک وادی سے گزریں اور انصار دوسری وادی سے تو میں انصار کی وادی میں سے گزروں گا۔ اے اللہ! انصار پر رحم فرما اور انصار کی اولاد پر اور انصار کی اولاد کی اولاد پر۔''[3]

راوی کہتے ہیں کہ اس گفتگو سے لوگوں پر رقت طاری ہوگئی، لوگ روئے اور اتنا روئے کہ ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں اور کہا کہ ہم راضی اور خوش ہیں رسول اللہ ﷺ کی تقسیم اور آپ کے دیئے ہوئے حصے پر۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((المومن یألف ویولف ولا خیر فیمن لا یألف ولا یولف))[4]

''مومن دلجوئی کرتا ہے اور اس کی دلجوئی کی جاتی ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو دلجوئی نہ کرے اور نہ اس کی دلجوئی کی جائے۔''

لہٰذا جس حد تک ممکن ہو دوستوں کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کی جائے اور اس طرح ان کے دلوں کو خوشی سے معمور کیا جائے۔ کیونکہ ہر وہ اچھا لفظ جو آپ کسی کی پیٹھ ٹھونکنے کے لئے

Marfat.com

کہتے ہیں، وہ خوشی اور مسرت کے پھلوں سے لدا ہوا آپ ہی کی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ امیر خسروؒ کے ایک شعر کا مفہوم ہے:

''تم لوگوں کے دلوں میں ہمت کے دیپ جلا کر ان کی زندگی میں روشنی پیدا کر سکتے ہو۔'' ۵؎

شیخ الرئیس بوعلی سیناؒ نے بھی کہا ہے:

''فضول خرچی بہت بڑا عیب ہے لیکن جب کسی کا دل بڑھانے کے لئے تعریف میں فضول خرچی کی جائے تو وہ بہت بڑی خوبی ہے۔'' ۶؎

امریکی ماہر نفسیات ولیم بگس کہتا ہے:

''ہم سب کے دل و دماغ میں لامحدود طاقتیں سوئی پڑی ہیں، جن کو ہمت افزائی کا ایک لفظ جگا دیتا ہے۔'' ۷؎

اگر آپ دوستوں کی مایوس زندگی میں انقلاب پیدا کر دینا چاہتے ہیں تو ان کی ہمت افزائی کر کے ان کی سوئی ہوئی طاقتوں کو بیدار کریں، وہ آپ سے محبت کرنے لگیں گے۔

(۷) دوست سے ہر ممکن تعاون:

تعاون زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ کسی بھی فرد کے لئے اکیلے ہی زندگی کا بوجھ اٹھانا ممکن نہیں اور پھر دوست تو انسان کے لئے ایسے ہوتے ہیں جیسے بدن کے لئے روح۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوست کی ہر قدم پر دامے، درمے، سخنے مدد کرے، خواہ وہ غائب ہو یا حاضر۔ ہر وقت اپنے دوست کی مدد کے لئے تیار رہنا چاہیئے تا کہ اسے مدد اور تعاون کا احساس رہے۔ اگر ایسا کیا تو دوستی کا حق ادا کیا اور حرمتِ اُخوت کی پاسداری کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ} ۸؎

Marfat.com

''اور تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المسلم اخو المسلم، لا يظلمه ولا يسلمه. ومن كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة)) ۷۹

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی ہولناک پریشانیوں میں سے ایک بڑی پریشانی اس سے دور فرما دے گا۔''

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی:

((یا بنی! اذا نزلت بك شدة فاذكرها لبعض اخوانك. انك لم تعدم خصلة من اربعة: اما كفاية او معونة او مشورة او دعوة مستجابة)) ۸۰

''اے میرے بیٹے! جب تمہیں کوئی سختی پیش آئے تو اس کا اپنے کسی دوست کے پاس تذکرہ کرو کیونکہ تم ان چار حالتوں سے خالی نہیں ہو۔ یا یہ کہ وہ تمہاری مشکل کو برطرف کرنے میں کافی ہوگا یا اس سلسلے میں وہ تیرا مددگار ہوگا یا مشورہ پاؤ گے یا یہ کہ کم از کم اس کی مقبول دعا سے مستفید ہو گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

((من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له. ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له)) ۸۱

Marfat.com

"جس آدمی کے پاس اضافی سواری ہو وہ اسے اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس کھانے پینے کا اضافی سامان ہو وہ اسے اس آدمی کو دے دے جس کے پاس کھانے پینے کا سامان نہ ہو۔"

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری اور کھانے پینے کے سامان کے علاوہ اور بھی کئی چیزوں کا ذکر فرمایا یہاں تک کہ ہم نے یہ سمجھا کہ ضرورت سے زیادہ کسی بھی چیز پر ہمارا حق نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر ایک دوسرے سے تعاون اور ہمدردی کا اظہار کرتے تھے، اس حوالے سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (ہجرت کر کے) ہمارے ہاں تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سیدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا جو کہ بہت مالدار تھے۔ انہوں نے سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اور یہ بات انصار کو بھی معلوم ہے، تو میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصہ میرے لئے اور دوسرا آپ کے لئے۔ اور اس کے علاوہ میری دو بیویاں بھی ہیں، آپ کو ان دونوں میں سے جو زیادہ اچھی لگے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں اور جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو آپ اس سے شادی کر لیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا:

((بارك الله لك في اهلك و مالك))

"اللہ آپ کے گھر والوں اور آپ کے مال میں برکت دے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گھی اور پنیر کا کاروبار شروع کیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد ایک گٹھلی کے برابر سونا دے کر ایک انصاری عورت سے شادی بھی کر لی۔ ۸۲

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت تھا جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی پر درہم و دینار کو ترجیح نہ دیتا تھا جبکہ آج ہمیں مسلمان بھائی کی نسبت درہم و دینار زیادہ

Marfat.com

محبوب ہیں، اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((کم من جار متعلق بجارہ یوم القیامۃ، یقول: یا رب! هذا اغلق بابه دونی فمنع معروفه)) ۸۳

''کتنے پڑوسی قیامت کے روز اپنے پڑوسیوں سے چمٹے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اپنے پڑوسی کے بارے میں کہے گا: اے میرے رب! اس نے میرے سامنے اپنا دروازہ بند کر کے اپنی نیکی کو روک لیا تھا۔''

رسول کریم ﷺ کو جب بھی کوئی مدد کے لئے پکارتا تو آپ ﷺ جواب میں ''لبیک'' کہتے ہوئے آگے بڑھتے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

((ان رجلا نادی رسول الله ﷺ فی منزله فقال لبیك قد اجبتك فخرج الیه)) ۸۴

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا، اور آپ ﷺ گھر میں تھے، آپ ﷺ لبیک کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔''

سب سے زیادہ اہمیت کی حامل مدد وہ ہے جو دوست کی غیر حاضری میں کی جائے، کیونکہ ایسی مدد چاپلوسی اور دکھاوے سے پاک ہوگی، اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((من نصر اخاه بظهر الغیب نصره الله فی الدنیا والآخرة)) ۸۵

''جو اپنے بھائی کی مدد اس کی غیر حاضری میں کرے، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی نصرت فرماتا ہے۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((لئن اعین اخی المومن علی حاجة احب الی من صیام شهر واعتكافه)) ۸۶

''بوقت ضرورت اپنے مومن بھائی کی اعانت کرنا میرے نزدیک ایک ماہ کے روزوں اور ایک اعتکاف سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔''

Marfat.com

تعاون کی ایک صورت یہ ہے کہ جب آپ کا دوست اپنے جائز کام کے لئے سفارش کا محتاج ہو تو اس کے حق میں سفارش ضرور کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ} ۸۷

"جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کو اس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا۔"

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی کام طلب کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

((اشفعوا توجروا و يقضي الله على لسان نبيه ﷺ ما شاء)) ۸۸

"سفارش کرو، تمہیں بھی اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔"

خاص طور پر موجودہ دور میں جب لوگ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے ناجائز سفارشیں کرتے ہوں اور مستحق لوگوں کا حق چھین کر غیر مستحق لوگوں کو دلواتے ہوں اور حق والے کو بغیر سفارش کے حق ملنا مشکل ہو تو ایسے میں اس کا حق دلوانے کے لئے اس کے حق میں سفارش ضرور کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے تعاون کو تمام مخلوقات کی فطرت میں گوندھ دیا ہے، خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ چیونٹیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے، وہ کس طرح اپنی خوراک اکٹھی کرنے میں اور دشمنوں کے مقابلے میں تعاون اور اتحاد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ انسان کو جو صاحب عقل و شعور ہے، تعاون کے باب میں سب سے بڑھ کر ہونا چاہیئے۔

ہر ایسا ضرورت مند دوست جس کو آپ فائدہ پہنچا سکتے ہوں، خواہ وہ آپ کے سامنے خواہش کا اظہار نہ بھی کرے، اسے بے دریغ فائدہ پہنچائیں اور آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے علاوہ کسی سے بھی معاوضے کا خیال تک نہ آئے۔

(۸) زُہد و استغنا اور سیر چشمی:

جو شخص دوسروں کے مال و منال پر نظر رکھتا ہے اور حرص و طمع اسے مال کی زیادتی پر ابھارتی ہے وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اس لئے کہ حرص و طمع ذلت کا سبب ہے اور اس سے نجات، عزت بخش اور محبوبیت کا باعث ہے۔ جو شخص دوسروں کی چیزوں سے بے نیاز ہو، وہ عزت دار اور بارعب زندگی گذارتا ہے اور جس کا دل دوسروں کی چیزوں میں الجھا ہوا ہو، وہ ذلت اور اہانت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

{وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ ۔} ۸۹

"آپ ہرگز اپنی نظریں اس چیز کی طرف نہ اٹھائیں جس سے ہم نے ان میں سے کئی لوگوں کو بہرہ مند کر رکھا ہے۔"

حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

"مومن کا احترام نماز شب اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی میں مضمر ہے۔" ۹۰

جس انسان کا دل اللہ کے ساتھ جڑا ہوا ہو، اللہ سے اُمید لگائے، اللہ ہی سے اپنی مرادیں مانگتا ہو اور اللہ کے علاوہ کسی اور پر بھروسہ نہ رکھتا ہو، اس کے لیے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں کافی ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

{اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ ؕ} ۹۱

"کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ} ۹۲

"جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کے لیے کافی ہوگا۔"

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم میں سے چند افراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ! ہم ایک حاجت لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا تو عرض کرنے لگے کہ ہماری حاجت بہت بڑی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری حاجت خواہ کتنی ہی بڑی ہو پیش کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لئے اللہ کے حضور جنت کے ضامن بن جائیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ کچھ دیر سوچتے رہے پھر فرمایا:

''میں اس شرط پر تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں کہ ساری زندگی کسی سے کچھ نہ مانگو گے۔''

آپ ﷺ کے اس فرمان پر انہوں نے پوری طرح عمل کیا، یہاں تک کہ اگر سفر کے دوران ان کے ہاتھ سے چابک گر جاتا تو وہ اپنے دوسرے ساتھی کو چابک اٹھانے کے لئے نہ کہتے بلکہ خود سواری سے اتر کر اسے اٹھاتے اور دوبارہ سوار ہو جاتے اور اگر دسترخوان پر بیٹھے ہوتے تو کسی سے پانی نہ مانگتے بلکہ خود ہی اٹھ کر پی لیتے۔ ۹۳

سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دنیا کے مال و متاع میں رغبت کرنے سے خبردار کرتے ہوئے) فرمایا:

''اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں، پس مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ہے کہ تم اس پر باہم مقابلہ بازی کرو گے (اس میں شدید رغبت کرنے لگو گے)۔'' ۹۴

درحقیقت زہد سے متصف ہوئے بغیر لوگوں کے قلوب متوجہ ہو ہی نہیں سکتے۔ جس میں بھی ذرا برابر لالچ کا شبہ ہو تو دینی منصب کی عزت بھی داغ دار ہو جاتی ہے۔ اچھے دوست کی ایک اہم ترین صفت یہ بھی ہے کہ وہ دنیا سے اور اہل دنیا سے بے رغبتی کا معاملہ کرے تو خود بخود دنیا ایسوں کی تلاش میں رہے گی، اور ان کی ہم نشینی سے فیض حاصل کرے گی، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا، اور لوگوں کے

Marfat.com

مال و دولت سے نظریں پھیر لو تو لوگوں کی نگاہ میں محبوب بن جاؤ گے۔"۹۵

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مختصر الفاظ میں نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((علیك بالایاس مما فی ایدی الناس و ایاك والطمع فانه فقر حاضر و ایاك وما یعتذر منه)) ۹۶

"جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے اعراض کرو، حرص و طمع سے بچو کیونکہ یہ نقد محتاجی ہے اور اس کام سے بچو جس کے بعد معذرت کرنی پڑے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند محمد حنفیہؒ سے فرمایا:

((فان احببت ان تجمع خیر الدنیا و الآخرة فاقطع طمعك ما فی ایدی الناس)) ۹۷

"اگر تم دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو لوگوں کے پاس موجود مال کو لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو۔"

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک موقع پر صلاۃ بن عمرو کا یہ شعر پڑھا:

وذقت مرارة الاشیاء جمعا
فما طعم امر من السئوال ۹۸

"اور میں نے چیزوں کی کڑواہٹ کو ایک ساتھ چکھا مگر سوال (مانگنے) سے زیادہ کڑواہٹ کسی چیز کی نہیں۔"

روح کی بے نیازی، بلند ہمتی، قناعت اور پرہیزگاری کا جذبہ انسان کو لالچ کا غلام بننے سے بچاتا ہے اور دوسروں کے مال و ثروت پر نظر رکھنا باعث ذلت و رسوائی بھی ہے اور روحی و وجدانی عذاب کا سبب بھی۔

Marfat.com

(۹) خندہ پیشانی اور دلنواز مسکراہٹ:

چہرے کے تاثرات کی زبان انسانی آواز سے زیادہ موثر ہے۔ دوستوں پر اچھا اثر ڈالنے کی جتنی استعداد ایک ہلکی سی مسکراہٹ میں ہے، اتنی کشش خوشنما قیمتی کپڑوں اور موتی جواہرات کے زیوروں میں بھی نہیں ہوتی۔ بات کرنے والے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی لہریں دیکھ کر دل خود بخود اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔ مسکراہٹ مخاطب کو یہ پیغام دیتی ہے کہ بات کرنے والا تم سے بات کرنے میں خوشی محسوس کر رہا ہے۔

چہرہ احساسات کا آئینہ ہوتا ہے۔ ہنس مکھ اور شگفتہ چہرہ دوستی و محبت کے لئے سنگ بنیاد ہے۔ رسول کریم ﷺ اپنے ساتھیوں سے بشاشت، مسکراہٹ اور کسر نفسی سے پیش آتے تھے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ آپ ﷺ اپنی چادر مبارک اتار کر بچھا دیا کرتے تھے اور انہیں اس پر بٹھاتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ} 99

"اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے کہ آپ (ﷺ) ان کے لئے نرم ہیں۔ اگر آپ درشت خو اور سخت مزاج ہوتے تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے۔"

سیدہ اُم الدرداء رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتی ہیں کہ وہ دوران گفتگو مسکرایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دوران گفتگو مسکراتے رہتے تھے۔ 100

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو میں کہتا کہ آپ ﷺ قوم کو ڈر سنانے والے ہیں اور جب وحی نازل نہ ہوتی تو آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ مسکرانے والے اور اچھے اخلاق والے ہوتے تھے۔" 101

Marfat.com

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((کل معروف صدقة، وان من المعروف ان تلقی اخاك بوجه طلق، وان تفرغ من دلوك فی انا اخیك)) ۱۰۲

"ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملے اور اس کے برتن کو اپنے ڈول سے بھر دے۔"

مسکراہٹ گویا ہوتی ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہے اور آپ کی زیارت میرے لئے باعث سعادت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((حسن الخلق یثبت المودة و حسن البشر یذهب السخیمة)) ۱۰۳

"اچھے اخلاق سے محبت پائیدار اور چہرے پر بشاشت سے کدورتیں ختم ہو جاتی ہیں۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((البشاشة حبالة المودة)) ۱۰۴

"کشادہ روئی محبت کا جال ہے۔"

منصور بن محمد کریزیؒ نے یہ شعر کہے ہیں:

لن تستتم جمیلا انت فاعله

الا وانت طلیق الوجه بهلول ۱۰۵

"تم جو بھی نیک اور اچھا کام کرو گے، وہ اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک تم مسکراتے چہرے والے اور عمدہ محاسن کے مالک نہ بن جاؤ۔"

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ان من احبکم الی واقربکم منی مجلسا یوم القیامة احاسنکم اخلاقا)) ۱۰۶

"تم میں سے جو لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جو قیامت کے دن مجلس

Marfat.com

میں میرے سب سے زیادہ قریب ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جو تم میں سے اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں گے۔"

نیز فرمایا:

((ما فی امتی عبد الطف اخا له فی الله بشیء من لطف الا اخدمه الله من خدم الجنة)) ۱۰۷

"میری امت میں سے اگر کوئی اپنے بھائی کے ساتھ اللہ کے لئے مہربانی سے پیش آئے گا تو اللہ تعالیٰ جنت میں خادمانِ جنت سے اس کی خدمت کروائے گا۔"

خندہ پیشانی اور مسکراہٹ دل میں جنت کے باغات کی طرح ہے۔ اگر انسان دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس طرح ایک دوستانہ خوشگوار ماحول قائم ہو جاتا ہے۔ جس طرح کھلا چہرہ محبت و الفت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، اسی طرح بد اخلاقی اور ترش روئی دلوں کو دور کرنے، اخوت کے رشتوں کو توڑنے اور آپس میں نفرت پیدا کرنے کا باعث ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((ان الله یبغض المعبس فی وجه اخوانه)) ۱۰۸

"بھائیوں سے ترش روئی سے پیش آنے والا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔"

اگر آپ کے سامنے کوئی مسکرانے والا نہیں ہے تو پھر آپ خود مسکرائیں۔ جب آپ کے دانت بہت جلد مسکراتے ہوں تو آپ کے لئے دل بہت جلد کھل جائیں گے تاکہ وہ اظہار کر سکیں۔

(۱۰) بردباری، نرمی اور متحمل مزاجی:

بردباری نہایت نفیس اور اعلیٰ قدر و منزلت کی خوبی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات

Marfat.com

اقدس کو "الحلیم" یعنی "نہایت بردبار" قرار دیا ہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے یہ نام اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ذبیح صاجزادے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

{اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۱۴﴾} ۱۰۹

"بے شک ابراہیم خوب رجوع کرنے والے نہایت بردبار تھے۔"

اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

{فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾} ۱۱۰

"ہم نے انہیں ایک بردبار بیٹے کی خوشخبری دی۔"

بردباری سے نیک دوستوں کی محبت و معاونت حاصل ہوتی ہے جبکہ فاحش، بدزبان اور فاجر کو صرف بددعائیں ہی ملتی ہیں اور دوست اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((انما سمی الرفیق رفیقا لانہ یرفقك علی اصلاح دینك فهو الرفیق الشفیق)) ۱۱۱

"بے شک رفیق کو رفیق اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تمہاری دینی اور معنوی امور میں نرمی وخوش اسلوبی سے اصلاح کرتا ہے۔ پس وہ ایک مہربان رفیق شخص ہے۔"

بردباری کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بردباروں کو پسند فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس قبیلے کے ایک شخص سے فرمایا تھا:

((ان فیك خصلتین یحبهما الله و رسوله: الحلم و الاناة)) ۱۱۲

"بے شک تیری دو خوبیوں کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں: بردباری اور وقار و سنجیدگی۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان الله رفیق یحب الرفق، و یعطی علی الرفق ما لا یعطی علی

Marfat.com

العنف، وما لا یعطی علی ما سواہ)) ۱۳؎

''اللہ تعالیٰ نرمی کا معاملہ کرنے والا ہے اور نرمی کے معاملہ کو پسند فرماتا ہے، اور نرم خوئی پر وہ اجر دیتا ہے جو اجر سختی اور تنگی پر نہیں دیتا، بلکہ کسی اور چیز پر بھی نہیں دیتا۔''

نرمی و بردباری کی برکات کے حوالے سے سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو نرمی سے حصہ مل گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ مل گیا اور جو شخص نرمی اور بردباری کے حصہ سے خالی رہا وہ دنیا و آخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم رہا۔'' ۱۴؎

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لو ان الرفق وحسن الخلق یری لما رئی من خلق اللہ تعالیٰ خلق احسن منہ ولو ان الخرق خلق یری لما رئی من خلق اللہ تعالیٰ اقبح منہ)) ۱۵؎

''اگر نرمی و خوش خلقی، جسمانی صورت میں دکھائی دیتی تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں اس سے حسین تر کوئی شے نظر نہ آتی اور اگر بد خلقی مجسم شکل میں نمودار ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں اس سے زیادہ بدشکل چیز کوئی نظر نہ آتی۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((ان اللہ یحب السھل الطلیق)) ۱۶؎

''اللہ تعالیٰ نرم مزاج کشادہ رو سے محبت کرتا ہے۔''

بھائیوں سے ترش روئی سے ملنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((ان اللہ یبغض المعبس فی وجوہ اخوانہ)) ۱۷؎

''اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے جو اپنے بھائیوں سے منہ بسور کر ملتا ہے۔''

Marfat.com

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بشر فی وجه المومن یوجب لصاحبه الجنة وبشر فی وجه المعاند المعادی یقی صاحبه عذاب النار))[118]

''مومن سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنے کی جزا جنت ہے اور جھگڑالو آدمی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا جہنم کے عذاب سے بچاتا ہے۔''

شیخ ابن باز ؒ کہتے ہیں:

((هذا العصر عصر الرفق والصبر والحكمة و ليس عصر الشدة))[119]

''یہ زمانہ نرمی، صبر اور حکمت کا زمانہ ہے اور سختی کا زمانہ نہیں ہے۔''

اس بنا پر ایک اچھا دوست اپنے دوست میں کجی کے ظہور کے وقت صبر و تحمل سے کام لیتا ہے، اپنے قول و فعل سے اسے دکھ نہیں پہنچاتا اور جب تک معاملہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ نہیں جاتا صبر کا دامن تھامے رکھتا ہے۔ نیکی کے کسی کام کو حقیر نہ جانیے، ہوسکتا ہے کہ دوستوں کے سامنے آپ کا تحمل اور بردباری اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کا مرتبہ بلند کردے۔

(۱۱) محبتوں اور اُلفتوں کا تبادلہ:

ایک مسلمان کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کی محبت و خلوص کا جواب اس سے زیادہ اور بہتر خلوص و محبت سے دے۔ اس لئے کہ کوئی بھی تعلق یک طرفہ محبت سے پروان نہیں چڑھ سکتا اور اس لئے بھی کہ دوسرے دوست کا دل مطمئن رہتا ہے کہ اس کی محبت ضائع نہیں ہو رہی۔ سلام کا جواب اس سے بہتر، ہدیہ کا جواب بہتر ہدیہ سے، اچھی بات کا جواب اس سے زیادہ عمدہ انداز سے کہنے کی نبوی ہدایات اسی اصول پر روشنی ڈالتی ہیں۔

محبتوں کے تبادلے کا نفسیاتی اثر یہ ہوتا ہے کہ دوست قریب ہو جاتے ہیں، دونوں طرف سے جذبات و احساسات کا تبادلہ اخلاص و مروت میں غیر معمولی اضافے کا سبب بنتا ہے

Marfat.com

اور ان کی محبت سحر انگیز کیفیت اختیار کر جاتی ہے۔ اخلاص و محبت کے جذبات سے دلی لگاؤ پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ لطیف و پاکیزہ جذبات عملی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور دوست آپس میں یک جان و دو قالب کی مثال بن جاتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوستوں کے مابین محبت کی نہایت دلآویز تصویر کشی فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((مثل المؤمنين فى توادهم، تراحمهم، و تعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى)) [۱۲۰]

"مومن آپس میں محبت و ہمدردی رکھنے میں ایک ہی جسد کی مانند ہیں کہ اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو بے خوابی اور درد سہنے میں دوسرے اعضاء بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔"

نیز سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا ثم شبك بين اصابعه)) [۱۲۱]

"مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے۔ جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مثال دیتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمایا۔"

دوست سے سچی محبت ایمان کی پختگی کی دلیل ہے۔ اس سے عقیدہ سلامت رہتا ہے اور باطن صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔ محبت میں مناسب تبادلہ ضروری ہے تاکہ دوستی کا رشتہ قائم رہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من صاحب الناس بالذی یحب ان یصاحبوه کان عدلا)) [۱۲۲]

"جو شخص لوگوں کی صحبت اس انداز میں اختیار کرتا ہے جس کی وہ خود اپنے لئے

Marfat.com

دوسروں سے توقع رکھتا ہے تو یہ عدالت ہے۔"

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت منقول ہے، فرمایا:

((و صاحب الناس بمثل ما تحب ان يصاحبوك به تكن عدلا)) ۱۲۳

"لوگوں کے ساتھ اس طرح رہو جیسے تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ یہ عدل ہے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے عام آدمی کو بھی اپنی محبتوں اور چاہتوں سے نوازتے جسے معاشرے میں کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی۔ بنو اشجع کے ایک بدوی سیدنا زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ نہایت غریب شخص تھے، شکل وصورت میں بھی زیادہ خوبصورت نہ تھے۔ وہ مدینہ کے بازار میں اپنا سامان فروخت کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چپکے سے پیچھے سے آکیا اور محبت بھرے انداز میں فرمایا: لوگو! کون ہے جو اس غلام کو خریدے؟ سیدنا زاہر رضی اللہ عنہ نے بھی محبت بھرے انداز میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ جیسے کالے کلوٹے دیہاتی کو کوئی خرید کر کیا کرے گا، وہ تو بڑے خسارے کا سودا کرے گا، میری تو قدر و قیمت ہی کوئی نہیں، میں تو بے کار آدمی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"تم اللہ کے ہاں بیکار نہیں ہو، تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے ہو، اس لئے تم اللہ کے ہاں بڑے قیمتی ہو۔" ۱۲۴

اس نبوی محبت اور تعریف نے یقیناً سیدنا زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ کے دل کو خوشیوں سے بھر دیا اور یہ خوبصورت کلمات ان کی جذبات و احساسات کا حصہ بن گئے۔ تمام غرباء اور مساکین کے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کھچے چلے آتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے دوستانہ اور ہمدردانہ رویہ رکھتے تھے۔ مشہور کہاوت ہے کہ ہر وہ اچھا لفظ جو آپ کسی کی پیٹھ ٹھونکنے کے لئے کہتے ہیں، وہ خوشی اور مسرت کے پھلوں سے لدا ہوا آپ ہی کی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ امام علی بن حسین زین العابدینؒ سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((نظر المؤمن في وجه أخيه المؤمن للمودة والمحبة له

Marfat.com

عبادة)) ۱۲۵

"مومن کا اپنے مومن دوست کے چہرے کی طرف محبت سے نگاہ کرنا بھی عبادت ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب کسی کے ساتھ تیرا میل جول ہو تو اس سے یہ نہ پوچھ کہ تجھے مجھ سے محبت ہے یا نہیں بلکہ (خود اپنے دل کو ٹٹول اور) دیکھ کہ تیرے دل اور تیرے نفس میں اس کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ جو تیرے اندر ہو گا وہ بالکل ویسا ہی ہو گا جیسا اس کے اندر ہے۔" ۱۲۶

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کمیل بن زیادؒ سے فرمایا:

((یا کمیل ان لم تحب اخاك فلست اخاه)) ۱۲۷

"اے کمیل! اگر تو دوست سے محبت نہیں کرتا تو تو اس کا دوست نہیں ہے۔"

انسان کے لئے یہ بات کتنی بری ہے کہ اس کا دوست تو اس کے حقوق پہچانتا ہو لیکن یہ خود اس کو حقوق کو نہ پہچانے۔ پس دوسروں سے محبت کرنا، ان کا بھلا چاہنا، ان کی خوش نصیبی کا خواہش مند رہنا اور ان کو ہر قسم کے شر اور بدبختی کے اسباب سے بچانا سچی محبت کی نشانیاں ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه)) ۱۲۸

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے کرتا ہے۔"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ولیأت الی الناس الذی یحب ان یاتوا الیه)) ۱۲۹

"آدمی کو چاہیئے کہ وہ لوگوں سے ایسا سلوک کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے کریں۔"

Marfat.com

نیک اور اچھا دوست پیکر محبت و مودت ہوتا ہے جو لمحہ بھر کیلئے بھی اپنے دوست سے بے پرواہ نہیں ہوتا، کارِ حیات میں دوست کا ممد و معاون، اطاعت الٰہی میں مددگار اور رحمت و الفت کا مجسمہ جو اسے راضی رکھنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیتا اور اس کے دل تک رسائی کا کوئی ذریعہ کھونے نہیں دیتا۔

(۱۲) دوست کے رازوں کی حفاظت:

راز ایک زبردست فوج کی طرح ہیں جو عزت اور شہرت دونوں کے محافظ ہوتے ہیں۔ ایسا شخص جو رازوں کی حفاظت کرتا ہو وہ دراصل اپنے ایمان اور اپنی عزت کی حفاظت کر رہا ہوتا ہے۔ ایسا شخص جو کسی کا راز کھول دیتا ہے، وہ اپنی عزت اور احترام کی حفاظت میں ناکام ہو کر انہیں کھو دیتا ہے۔ اسی طرح جب ایک شخص کسی کو اپنا راز امانت سونپتا ہے تو اسے اتنا محتاط اور حساس ہونا چاہیئے کہ جیسے وہ اپنی عزت کسی کے پاس امانت رکھوا رہا ہو۔ راز کو کبھی بھی ایسے شخص کے پاس امانت نہیں رکھنا چاہیئے کہ جو عزت کے مفہوم سے نا آشنا ہو۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

> ''دنیا و آخرت کی بھلائی دو چیزوں میں جمع ہوتی ہے ایک رازوں کا چھپانا اور دوسری اچھے لوگوں سے دوستی کرنا۔ اسی طرح دنیا و آخرت کی بدبختی بھی دو چیزوں میں مضمر ہے، ایک راز کا فاش کرنا اور دوسرے برے لوگوں کی رفاقت اختیار کرنا۔'' [۱۳۰]

آپس کی باتوں کو راز میں رکھنا دوستی اور رفاقت کا ایک اہم حق ہے۔ کوئی بھی انسان طبعاً یہ نہیں چاہتا کہ اس کے گھریلو مسائل اور کمزوریاں لوگوں پر ظاہر ہو جائیں۔ اپنی زبان اور منہ کو رازداری کا عادی بنانا دوستی کا ایک اہم ستون ہے۔ اس طرح دوستوں کے حقوق ان کی حیثیت اور سماجی وحدت و یکجہتی کی حفاظت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((اذا حدث الرجل بالحديث، ثم التفت فهي أمانة)) [۱۳۱]

Marfat.com

''جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو بات کہتا ہے اور ادھر ادھر دیکھتا ہے، پس یہ بات اس آدمی کے پاس امانت ہے۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو راز محفوظ رکھنے کی تربیت دیتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے ہجرت کرنے اور اپنی قوم کو الوداع کہنے کا حکم ملا آپ ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے، حالانکہ عموماً ایسے وقت میں آپ ﷺ نہیں آیا کرتے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند آپ ﷺ کے لئے خالی کر دی۔ گھر میں اس وقت میرے اور میری بہن اسماء کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اخرج عنی من عندك))

''سب کو باہر نکال دو۔''

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ آپ ﷺ فکر نہ کریں۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، معاملہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فانی قد اذن لی فی الخروج والهجرة))

''مجھے روانگی اور ہجرت کا حکم ملا ہے۔''

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: کیا مجھے بھی آپ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس دن سے قبل میں نہیں جانتی تھی کہ کوئی خوشی سے بھی رو سکتا ہے۔ [۱۳۲]

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے بھیجا۔ راستے میں انہیں ان کی والدہ ملیں تو پوچھنے لگیں کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ نے کس کام سے بھیجا ہے؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: واللہ! میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشا نہیں کروں گا۔'' [۱۳۳]

وفاۃ النبی ﷺ کی روایات میں ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا چلتی ہوئی آئیں۔ اُن کی چال ہو بہو رسول اللہ ﷺ جیسی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مرحبا کہا اور انہیں اپنے

Marfat.com

دائیں یا بائیں بٹھالیا، پھر آپ ﷺ نے چپکے سے ان سے کوئی بات کہی۔ وہ سن کر رو پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر ان سے کوئی راز دارانہ بات کہی تو وہ ہنس پڑیں۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کیا فرمایا تھا۔ انہوں نے صاف جواب دیا:

''میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔'' ۱۳۴

کبھی ایک راز کا تعلق انسان کی زندگی، حیثیت اور عزت و آبرو سے متعلق ہوتا ہے جس کو فاش کرنا، اس کی بے عزتی اور ہلاکت کا باعث ہوتا ہے اور کبھی راز کو فاش کر دینا انسان یا معاشرے کے ساتھ خیانت شمار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے مسلمانوں کو راز چھپانے کا حکم دیا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قلعہ سے اتر آئیں۔ انہوں نے اس صحابی سے مشورہ لیا تو انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، مطلب یہ تھا کہ تمہاری گردنیں کاٹ دی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی:

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾} ۱۳۵

''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ خیانت مت کرو اور تم اپنی امانتوں میں بھی خیانت مت کرو حالانکہ تمہیں اس کا علم ہو۔''

گردنیں کاٹنے والی بات ان کے پاس امانت تھی جس میں وہ خیانت کر بیٹھے اور ان کو اطلاع کر دی۔ جب یہ آیات اتریں تو انہوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ میں اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا اور نہ ہی اس ستون سے الگ ہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ کرے۔ نو (۹) دن تک ایسے ہی رہے، آخر کار بیہوش ہو کر گر گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ۱۳۶

ایک دوست کا دوسرے پر یہ حق ہے کہ راز کو چھپائے رکھے خصوصاً جب راز چھپائے رکھنے اور عدم افشاء کا وعدہ لیا گیا ہو۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((انما يتجالس المتجالسان بالأمانة فلا يحل لأحد أن يفشي على صاحبه ما يكره)) ۱۳۷

"دو آدمیوں کی آپس کی بات امانت ہے، پس کسی ایک کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے کی اس بات کو لوگوں پر ظاہر کرے، جس کے افشاء کو وہ ناپسند کرتا ہے۔"

دوستوں کے راز کو فاش کرنا کینہ، عداوت اور اختلاف وتفرقہ کا سبب ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث مبارکہ میں قابل اعتماد دوستوں اور ان کے سلسلہ میں ذمہ داری کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

((واكتم سره وعيبه واظهر منه الحسن)) ۱۳۸

"اس کے راز اور عیب کو پوشیدہ رکھو اور اس کی نیکیوں کو ظاہر کرو۔"

بعض لوگ دوستی میں کسی قسم کی حدود وقیود کے پابند نہیں ہوتے اور دوست کے سامنے اپنے سب راز بیان کر دیتے ہیں۔ جبکہ دوستی انتہائی گہری ہونے کے باوجود ایک دائرہ میں محدود ہونی چاہیئے، جسے حد اعتدال کہا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((لا تطلع صديقك من سرك الا على ما لو اطلع عليه عدوك لم يضرك فان الصديق قد يكون عدوك يوما ما)) ۱۳۹

"اپنے دوست کو زندگی کے رازوں سے آگاہ نہ کرو۔ صرف اتنی مقدار میں اپنے راز بتاؤ کہ اگر تمہارا دشمن بھی سن لے تو تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔ اس لئے کہ شاید تمہارا یہی دوست ایک دن تمہارا دشمن بن جائے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"انسان اپنے راز کا غلام ہوتا ہے۔ اگر انسان کسی دوست کے سامنے اپنے تمام راز بیان کر دے اور زمانہ کے نشیب وفراز دوست کو دشمن بنا دیں تو انسان خود بخود اپنے دشمن کا غلام بن جائے گا۔" ۱۴۰

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

Marfat.com

"اگر میں نے کسی آدمی کو اپنا کوئی راز دیا اور اس نے وہ راز ظاہر کر یا، تو میں نے اسے کبھی لعنت ملامت نہیں کی، کیونکہ جس وقت میں نے وہ راز اُسے دیا تو اس وقت میرا سینہ زیادہ تنگ تھا (یعنی کہ جب میں ہی اپنے راز کی حفاظت نہ کر سکا اور اسے دوسرے کے سامنے اگل دیا تو پھر دوسرے سے اس کی حفاظت کی توقع فضول ہے)۔"[۱۴۱]

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لا مفشیا بعد القطیعة سرہ
بل کاتما من ذاك ما استرعانا
ان الکریم اذا تقطع ودہ
کتم القبیح واظهر الاحسانا[۱۴۲]

"دوستی ختم ہونے کے بعد میں اس کا بھید ظاہر نہیں کرتا بلکہ اسے چھپائے رکھتا ہوں جس سے ہماری حفاظت رہے۔ بلاشبہ جب شریف انسان کی کسی سے دوستی ختم ہو جاتی ہے تو وہ بری باتوں کو چھپاتا اور اچھائیوں کو ظاہر کرتا ہے۔"

امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے منقول حدیث مبارکہ ہے:

((سرك من دمك فلا یجرین من غیر او داجك)) [۱۴۳]

"تمہارا راز تمہارے خون کی مانند ہے پس اسے تمہاری ہی رگوں میں ہونا چاہیئے۔"

یہ بات جان لینی چاہیئے کہ جس نے آپ کا راز جان لیا اس نے گویا آپ کو اسیر کر لیا۔ بعض افراد اپنے دوستوں سے بہت ہی مانوس ہو جاتے اور اپنی زندگی کے سارے راز انھیں بتا دیتے ہیں حالانکہ ممکن ہے بعض مسائل کی وجہ سے ان کی دوستی ختم ہو جائے اور دشمنی میں بدل جائے۔ اب دوست موقع سے فائدہ اٹھاتا ہے جن رازوں سے وہ آگاہ تھا اب وہ لوگوں کے سامنے کہہ دیتا ہے جس سے انسان کی آبرو ختم ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

(۱۳) تحائف کا لین دین، محبت کا ایک لطیف پیغام:

محبت و دوستی کے رشتے مضبوط کرنے کے اسباب میں ایک اہم سبب تحائف کا لین دین ہے۔ ایسا کرنے سے دل کینہ و عداوت، رنجش اور بغض و عناد سے پاک ہو جاتے ہیں۔ تحفہ نہ صرف دل کے ان روگوں کو مٹاتا ہے بلکہ آپس میں الفت و محبت اور یگانگت پیدا کرتا ہے اور ایک دوسرے کے درمیان میل ملاپ اور محبت کی راہیں کھولتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور اس امر کی اہمیت اور اس کے فوائد کی وضاحت فرمائی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((تہادوا فان الھدیۃ تذھب الضغائن)) ۱۴۴

”آپس میں ایک دوسرے کو تحفے بھیجا کرو کہ تحفے بھیجنا کینوں کو دور کرتا ہے۔“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفہ قبول بھی فرماتے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

ایک اور مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((الھدیۃ تورث المودۃ، و تجدد الاخوۃ و تذھب الضغینۃ و تہادوا تہابوا نعم الشیء الھدیۃ امام الحاجۃ)) ۱۴۵

”تحفہ کی وجہ سے محبت پیدا ہوتی ہے، تجدید اخوت ہوتی ہے اور عداوتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ لوگو! ایک دوسرے سے محبت کرو اور تحائف پیش کیا کرو۔ بہترین تحفہ وہ ہے جو ضرورت کے موقع پر پیش کیا جائے۔“

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((من تکرمۃ الرجل لاخیہ المسلم ان یقبل تحفیہ ویتحفہ بما عندہ، ولا یتکلف لہ شیئا)) ۱۴۶

”اپنے مسلمان بھائی کے احترام میں سے ہے کہ اس کا تحفہ قبول کرے اور خود

Marfat.com

بھی اسے تحفہ پیش کرے، (اپنے پاس موجود چیز تحفہ میں دے) اور اس میں تکلف نہ کرے۔“

بنو اشجع کے ایک بدوی سیدنا زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر رہتے تھے، وہ جب بھی مدینہ آتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کچھ دیہاتی تحفے مثلاً تازہ سبزیاں، پھل، ستو اور شہد وغیرہ لے کر آتے۔ اور جب واپس جانے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انہیں شہری سوغاتیں دے کر رخصت فرماتے۔ اُن کے اعزاز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ان لکل حاضرۃ بادیۃ و بادیۃ آل محمد زاهر بن حرام)) ۱۴۷

”یقیناً ہر شہری خاندان کا ایک دیہاتی دوست ہوتا ہے اور آل محمد علیہم السلام کا دیہاتی دوست زاہر بن حرام ہے۔“

روایات میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ طلب گاریٔ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ ڈالئے اور جو رقم حاصل ہو میرے پاس لائیے تاکہ آپ کے گھر کے لئے جو ضرورت کی چیزیں ہوں ان کی تیاری کی جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زرہ اٹھالی اور مدینہ طیبہ کے بازار میں چلا گیا۔ یہ زرہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چار سو درہم میں فروخت کر دی۔ جب میں نے یہ دام لے لئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے زرہ اپنے قبضے میں لے لی تو بولے: اے علی رضی اللہ عنہ! یہ زرہ میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہے۔ ۱۴۸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ زرہ اور درہم دونوں چیزیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا خیر کے کلمات فرمائے۔ اس رقم سے شادی کے تمام اخراجات پورے ہوئے۔ سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے مابین الفت و محبت کا یہ زبردست ثبوت ہے۔

ضروری نہیں کہ تحفہ بڑا قیمتی ہی ہو بلکہ کم قیمت تحائف نہ ہی لینے والے پر گراں گزرتے ہیں اور نہ دینے والے کی جیب پر بوجھ پڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

"اگر ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کو بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا (مراد نہایت کم قیمت) تحفہ بھی بھیجے تو اسے حقیر نہ جاننا چاہیے۔"149؎

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کرتا تھا جسے وہ اکثر پہنا کرتے تھے۔ لوگوں کو اس بارے میں تعجب ہوا کہ اس کرتے میں ایسی کیا خاص بات ہے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یہ کرتا مجھے میرے دوست اور رفیق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ وہ ہیں کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے نصح و اخلاص طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔"150؎

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک ریشمی حلہ بھیجا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے اٹھائے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش ہوئے اور عرض کیا:

((بعثت الی بھذہ وقد قلت فی حلة عطارد ما قلت))

"آپ نے یہ لباس مجھے بھیجا دیا، حالانکہ آپ نے عطاردی ریشمی حلے کے بارے میں یہ اور یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((انما بعثت الیك لتصیب بھا مالا)) 151؎

"میں نے اس لئے یہ بھیجا کہ تم اس کے ذریعے کچھ مال حاصل کر سکو۔"

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ایک غیر مسلم بھائی کو (تحفے کے طور پر) مکہ مکرمہ ارسال کر دیا۔

ایک روایت میں خوشبودار پھول کے تحفے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من عرض علیه ریحان فلا یردہ فانه خفیف المحمل طیب الریح)) 152؎

"جس شخص کو خوشبودار پھول (تحفہ) دیا جائے تو اسے واپس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں احسان تھوڑا ہے اور خوشبو بہت ہے۔"

Marfat.com

آپ ﷺ خود بھی خوشبو کا تحفہ ضرور قبول فرمالیا کرتے تھے۔ بعض روایات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ کاشانۂ نبوی کے عطر دان میں ہمہ وقت بہترین خوشبو موجود رہتی۔ رسول کریم ﷺ مشک، کافور، عود اور ریحان کی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ ۱۵۳

ایک روایت میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے:

((انه كان لا يرد الطيب وزعم ان النبی ﷺ كان لا يرد الطيب)) ۱۵۴

"بے شک وہ خوشبو کا تحفہ رد نہیں کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ نبی کریم ﷺ بھی خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے تھے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزوں کا تحفہ واپس نہ کیا جائے: تکیہ، خوشبو اور دودھ۔" ۱۵۵

دودھ دینے والے جانور کا تحفہ بھی بہترین اور عمدہ قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اربعون خصلة اعلاهن منيحة العنز ما من عامل يعمل بخصلة منها رجاء ثوابها و تصديق موعدها الا ادخله الله بها الجنة)) ۱۵۶

"چالیس کام ایسے ہیں کہ جو ثواب کی غرض سے ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنا لے اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب کا اسے یقین ہو، اللہ تعالیٰ اس کام کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔ ان کاموں میں سب سے عمدہ اور بلند ترین کام (دودھ دینے والی) بکری کا عطیہ کرنا ہے۔"

تحفہ اس نیت سے دینا کہ اسے بھی دیا جائے گا یا زیادہ طلب کا ارادہ ہو تو ناجائز ہے کیونکہ ہدیہ کا معنی ہی یہ ہے کہ بغیر عوض کے کسی چیز کو دیا جائے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بنو فزارہ کا ایک آدمی غابہ سے ملنے والے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں بطور ہدیہ لایا، تو آپ ﷺ نے بدلے میں اسے کچھ لوٹا دیا، تو وہ (تھوڑا عوض ملنے پر) ناراض ہوگیا، پس میں نے آپ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

''عرب کے کچھ آدمیوں میں سے کوئی ہدیہ پیش کرتا ہے تو میرے پاس جو موجود ہوتا ہے میں اس میں سے بدلے میں اسے کچھ دے دیتا ہوں تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! اب کے بعد میں کسی قریشی یا کسی انصاری یا کسی ثقفی یا کسی دوسی کے علاوہ کسی اور عرب سے ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔'' ۱۵۷

تحفہ اگرچہ مادی چیز ہے، لیکن اس کے پیچھے جو روحانی اور غیر مادی عوامل کارفرما ہیں، ان کی اہمیت بے پناہ ہے۔ چنانچہ تحفہ ایک معنوی اور روحانی چیز بھی ہو سکتی ہے۔ اپنے بھائی کو کوئی ایسی بات بتا دینا جس سے اسے روشنی ملے، ضرورت کی معلومات فراہم ہوں یا ایسی نصیحت کرنا جو اسے راہ راست کی طرف لے جائے۔ اس سلسلے میں رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((ما اهدى المسلم لاخيه هدية افضل من كلمة حكمة تزيده هدى او ترده عن ردة)) ۱۵۸

''مسلمان بھائی کے لئے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں کہ اسے حکمت کا کوئی کلام سکھا دے جس سے اس کی ہدایت میں اضافہ ہو یا اسے ہلاکت سے بچائے۔''

اسی طرح اپنے پاس آنے والے تحائف میں دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہیئے۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أتته هدية وعنده قوم جلوس فهم شركاؤه فيها)) ۱۵۹

''اگر کوئی شخص چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہو اور اس کے لئے تحفہ لایا جائے تو ساتھ بیٹھنے والے اس کے ہدیہ میں شریک ہیں۔''

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی طرف عاریتہ ہانڈی لینے بھیجا تو سیدنا عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہانڈی کو بھر دو۔ پھر اسے سیدنا

Marfat.com

اشعث رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ سیدنا اشعث رضی اللہ عنہ نے اسے واپس لوٹا دیا اور فرمایا: میں نے تو خالی ہانڈی مانگی تھی۔ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر ہانڈی دوبارہ بھیج دی کہ ہم خالی برتن نہیں دیتے۔ ۱۶۰

تحفہ دینے کی ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ اس میں حیرانی اور ناگہانی کا عنصر موجود ہو، کیونکہ جب انسان کو کوئی چیز اچانک اور خلاف توقع ملتی ہے تو وہ بڑا متاثر ہوتا ہے۔ اسی طرح خوبصورت پیکنگ اور خوبصورت الفاظ تحریر کرنا جو آپ کے احساسات کی ترجمانی کر رہے ہوں، دوستوں کے دلوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور وہ ایک دوسرے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے دینی بھائیوں اور دوستوں کو ضرور ضرور تحفے بھیجا کریں اور اس مسنون طریقے کو معاشرے میں رواج دیں۔ تحائف بھیجنے کی رسم کو عام کریں۔ تاکہ اسلامی معاشرہ سینے کی بیماریوں سے پاک ہو جائے، دوستوں کے چہروں پر خوشیاں بکھر جائیں اور ان کے مابین اتحاد و اُلفت کی نسیم جاں فزا رواں دواں ہو۔

ہدیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے پسندیدہ چیز خوشبو تھی، آج کے حالات میں اسی صف میں کسی نادر اور منفرد کتاب اور دینی رسائل کو بھی رکھا جا سکتا ہے۔ بدلہ ملنے کی اُمید پر تحفہ نہ دیں بلکہ یہ سب کچھ اپنی جود و سخا کی بنا پر اور نیکی کا فریضہ بجا لاتے ہوئے سرانجام دیں۔

(۱۴) دوست کی خیر خواہی:

دوست کی خیر خواہی یہ ہے کہ آدمی کو وہ چیز بری محسوس ہو جو دوست کے لئے نقصان دہ ہو، خواہ وہ اسے برا سمجھے یا نہ سمجھے۔ اسی طرح جو چیز دوست کے لئے مفید ہو وہ اسے خوشی فراہم کرے خواہ دوست اس پر خوش ہو یا ناخوش۔ خیر خواہی اپنے دوست سے سچی محبت اور بے لوث دوستی کا ثبوت ہے۔ اس کا اثر صرف فرد ہی پر نہیں بلکہ پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔ خیر خواہی سے ہی معاشرہ درست ہوتا ہے، نیکی تمام ہوتی ہے، برائی چھپ جاتی ہے، انصاف پھیل جاتا ہے اور ظلم ختم ہو جاتا ہے۔ سلیم الطبع اشخاص کو قوت اور غلبہ حاصل ہوتا ہے

Marfat.com

اور باطل پرست رسوا ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اذا استنصح احدکم اخاہ فلینصح لہ)) ۱۶۱

"جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے خیر خواہی کا طلب گار ہو تو وہ اس کی خیر خواہی کرے۔"

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الدین النصیحۃ ثلثا قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم)) ۱۶۲

"دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ ہم نے عرض کیا: (یا رسول اللہ ﷺ!) یہ خیر خواہی کس کے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ خیر خواہی واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے اور اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اور مسلمانوں کے آئمہ (حاکموں، عالموں) کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے ہے۔"

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوستوں میں سب سے بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کا خیر خواہ ہو۔" ۱۶۳

رسول کریم ﷺ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں آپ ﷺ نے دو مسواکیں بنوائیں۔ ایک ذرا بالکل سیدھی اور خوبصورت تھی اور دوسری ذرا ٹیڑھی سی تھی۔ آپ ﷺ نے ٹیڑھی مسواک خود رکھ لے اور سیدھی مسواک اپنے ساتھی کو دے دی۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ سیدھی مسواک آپ ﷺ استعمال فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا بھی دل چاہتا ہے کہ سیدھی مسواک تم استعمال کرو۔ ۱۶۴

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((بایعت رسول اللہ ﷺ علی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان

Marfat.com

محمدا رسول الله، واقام الصلاة، وایتاء الزكاة، والسمع والطاعة، والنصح لكل مسلم)) ۱۶۵؎

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور میں نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا، آپ ﷺ کی بات سنوں گا، اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔''

امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی حدیث مبارکہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من نفع عيال الله و ادخل على بيت سرورا)) ۱۶۶؎

''تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین فرد وہ ہے جو اللہ کے کنبے کو فائدہ پہنچائے اور ان کے گھروں میں سے کسی گھر میں خوشی داخل کرے۔''

بھائیوں کی خیر خواہی یہ بھی ہے کہ انہیں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾} ۱۶۷؎

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔''

حیوانات بھی ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

{قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ} ۱۶۸

''ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کا لشکر تمہیں روند ڈالے۔''

ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں کی خیر خواہی کی تو اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوئے کہ اس کا تذکرہ قرآن کریم میں فرما دیا اور ایک سورۃ کا نام بھی اس کے نام پر رکھ دیا۔ اسی طرح ایک انسان اگر اپنے بھائی کی خیر خواہی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات کتنی پسند ہوگی۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((خیر الناس من ینفع الناس)) ۱۶۹

''انسانوں میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔''

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من نفس عن مسلم کربة من کرب الدنیا نفس اللہ عنه کربة من کرب یوم القیامة))

''جو بندہ کسی مسلمان سے دنیا کی کسی مصیبت کو ہٹائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس بندے سے روزِ قیامت کے غموں کو دور فرما دیں گے۔''

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایثار کے بارے میں ایک مرتبہ بیان کیا:

((انك لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق)) ۱۷۰

''آپ تعلق کو جوڑتے اور ناتواں کا بوجھ اپنے اوپر لے لیتے اور جو چیز ان کے پاس نہ ہوتی وہ لا کر انہیں دیتے، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے اور مشکل میں حق دار کی مدد کرتے۔''

یہ صفات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت گنوائی گئیں جب ابھی وحی اتر رہی تھی، اس سے

Marfat.com

پہلے کی یہ کیفیت تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی میں حد سے بڑھ جاتے تھے۔اس قلبی تعلق کے متعدد واقعات میں سے ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک روز سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نکاح کے متعلق بات چیت ہونے لگی۔سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی لخت جگر کی طلب گاری قریش کے شرفاء نے کی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے جس کو چاہے گا اس کی تزویج کردے گا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں نہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات کی ہے، نہ اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے کہا ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اٹھو! علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں اور ان کو طلب گاریٔ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے تیار کریں۔چنانچہ تینوں حضرات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ نیک خصلتوں میں دوسرے لوگوں سے سبقت کیے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسبی رشتہ بھی دوسروں کی بہ نسبت قریب تر ہے، ہم نشینی بھی دائمی نصیب ہے، آپ کو طلب گاریٔ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کون سا امر مانع ہے؟ میرا گمان ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ رشتہ آپ کے لئے رکھا ہوا ہے۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات سنی تو کہا کہ آپ نے میرے سینے کی پوشیدہ آرزو کو برانگیختہ کردیا ہے۔میں اس خواستگاری کی طلب رکھتا ہوں لیکن تنگدستی کی وجہ سے میں اس چیز کے اظہار میں شرم محسوس کرتا ہوں۔

پس ان تینوں حضرات نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے آمادہ کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے۔اس واقعے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی اور قلبی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ [171]

Marfat.com

(۱۵) بیمار دوست کی چاہتوں بھری عیادت:

مریض کی مزاج پرسی کرنے سے مریض کے دل میں اُمید اور نیک بختی پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی چیز ہے جو جلد شفایابی میں بہت موثر ہے۔ شاید یہ زندگی کے وہ سعادت مندترین لمحات ہیں جن میں انسان کو اپنے دوستوں کے لئے قربانی دینے کا موقع ملتا ہے۔ اس سے الفتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور محبت بڑھ جاتی ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے بیماروں کی عیادت کی طرف رغبت دلائی اور تاکید کی کہ مریض کے پاس بیٹھ کر تسلی اور حوصلہ دلانے والی باتیں کی جائیں اور اس کے پاس موت کا ذکر نہ کیا جائے۔ رسول کریم ﷺ نے مسلمان کے مسلمان پر جو چھ حقوق بیان فرمائے ہیں اُن میں سے ایک حق یہ بیان فرمایا کہ:

((یعودہ اذا مرض)) ۱۷۲

"جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔"

جب عیادت صرف اللہ کی محبت، خالص دوستی اور خلوص نیت سے کی جائے تو اس کا اثر اور فائدہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((من عاد مریضا او زار اخا له فی الله ناداہ مناد ان طبت وطاب ممشاك، وتبوات من الجنة منزلا)) ۱۷۳

"جو شخص کسی بیمار کی مزاج پرسی کرتا ہے یا اپنے دینی بھائی سے ملنے جاتا ہے تو ایک آواز دینے والا فرشتہ اس سے یوں خطاب کرتا ہے: تو پاکیزہ ہے، تیرا یہ چلنا بھی پاکیزہ ہے۔ تو نے جنت میں گھر بنا لیا۔"

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان المسلم اذا عاد اخاہ المسلم لم یزل فی خرفة الجنة حتی یرجع)) ۱۷۴

"جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنے جاتا ہے تو وہ

Marfat.com

مسلسل جنت کے باغ میں رہتا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

"جب کافی دن ہو جاتے اور ہمارا کوئی مسلمان بھائی ہمیں نہ ملتا تو ہم اس کی گھر جاتے، اگر وہ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت ہو جاتی اور اگر وہ کسی وجہ سے پریشان یا فکر مند ہوتا تو اس کی مدد ہو جاتی اور اگر ایسی کوئی بات نہ ہوتی تو ملاقات ہو جاتی۔"۱۷۵

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مریض کی مکمل عیادت اس وقت ہوتی ہے جب تم اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھو اور بیمار کا حال پوچھو۔"۱۷۶

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا امتیاز اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تیمارداری فرماتے تھے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک بار مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا، میرے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی، اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما۔"

میں آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پاتا ہوں۔ ۱۷۷

سیدہ اُم العلا رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اور فرمایا:

"اے اُم العلاء! خوش ہو جاؤ، مسلمان کو بیماری آنے سے اس کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں جس طرح آگ میں سونے چاندی کی میل کچیل صاف ہو جاتی ہے۔"۱۷۸

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان اپنے مریض بھائی کی عیادت کرے اور پھر سات بار (ان الفاظ کے ساتھ) دعا کرے تو وہ بیمار شفا دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ موت کا وقت نہ آ گیا ہو۔

Marfat.com

((اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك)) ۱۷۹

''سوال کرتا ہوں میں اللہ بزرگ پروردگار عرشِ عظیم سے کہ (اے میرے بھائی!) وہ تجھے شفا عطا فرمائے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے:

((اللهم اشف عبدك ينكالك عدوا و يمشى لك الى الصلاة)) ۱۸۰

''اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے تاکہ یہ تیرے دشمن کو نیست و نابود کرے اور تیرے لئے نماز کی طرف چل کر جائے۔''

مریض کے پاس ہمیشہ خیر و برکت کی بات کی جانی چاہیے۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم کسی مریض کے پاس بیٹھو یا میت کے پاس بیٹھو تو ہمیشہ خیر والی بات کرو۔ بے شک فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔'' ۱۸۱

اگر کسی وجہ سے مریض سے ملنا ممکن نہ ہو تو اس کا حال معلوم کرنا ضروری ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے باہر نکلے تو وہ لوگ جو مسجد میں جمع تھے انہوں نے دریافت کیا: آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟'' تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ کا شکر ہے آج صبح طبیعت اچھی رہی۔'' ۱۸۲

بیمار سے بھی اپنے حق میں بھی دعا کروائی جائے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہوتی ہے۔ اسی طرح اپنے مریض بھائی کی عیادت کے لئے جانے والا رحمت کے دریا میں داخل ہوتا ہے اور پھر جب مریض کے قریب بیٹھ جاتا ہے تو دریائے رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔ ۱۸۳

ہارون بن ابو داوٗدؒ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی عیادت کے لئے) حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا: ہم چاہتے ہیں کہ ہم ہر روز آپ کی

Marfat.com

عیادت کے لئے آئیں لیکن ہمارا گھر دور ہے۔ تو انہوں نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو گویا وہ رحمت میں غوطہ زن ہے اور جب وہ مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو اس کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔"

(سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ اجر و ثواب تو اس شخص کو ملتا ہے جو مریض کی عیادت کرتا ہے لیکن خود مریض کو کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مریض کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔"[۱۸۴]

نیز ایسے وقت میں بیمار دوست کے پاس نہیں جانا چاہیئے جو اس کے لئے تکلیف کا باعث ہو۔ بلاوجہ بہت زیادہ لوگ بھی اس کے پاس جمع نہ ہوں، ملاقات ممکن نہ ہو تو فون کے ذریعے بھی حال معلوم کیا جا سکتا ہے البتہ اس کے آرام اور نماز کے وقت کا خیال رکھنا چاہیئے، عیادت کے لئے جائیں تو تحفہ اور ہدیہ ضرور لے کر جائیں۔ ایسے پھل لے کر نہ جائیں جو مریض کے کام نہ آئیں، مہنگے پھولوں کا گلدستہ لے جانا بھی کسی کام نہیں آتا، سب سے بہتر یہ ہے کہ سیرت طیبہ یا دیگر اسلامی موضوعات پر مبنی کوئی اچھی کتاب یا رسالہ لے کر جائیں، یہ مریض کو کہیں زیادہ فائدہ دیں گے۔

(۱۶) مصائب میں دل کی گہرائی سے تعزیت کرنا:

جب دوست پر کوئی آفت و مصیبت اور تکلیف و پریشانی آئے تو دوسرے دوست کا حق بنتا ہے کہ اس کے گھر جائے اور اس کے رنج و غم میں شریک ہو، اس کے ساتھ شفقت و ہمدردی کا رویہ اختیار کرے، حتی الوسع اس کی تکلیف اور غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کرے اور اسے صبر و تحمل کی تلقین کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

Marfat.com

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴿١٥٧﴾} ۱۸۵؎

''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

اسی طرح آپ اپنے دوست اور اس کے اہل خانہ سے تعزیت کریں تو خوب دلجمعی اور عمیق قلب سے کریں، اسے نیک کام سمجھ کر کریں اور اس پر اجر وثواب کی اُمید رکھیں۔ اپنے دوست کو سمجھائیں کہ زندگی میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے پریشان نہ ہو کیونکہ ہمیں تو صرف امتحان اور آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ لے کہ کیا ہم صبر کرتے ہیں؟ نیز اپنے دوست کو یہ یقین دلائیں کہ کشادگی قریب ہے، پس جب بادلوں کی سیاہی سخت ہو جائے تو عنقریب تمہیں بارش ملے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے تعزیت کرنے والے کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

((من عزى أخاه المؤمن فى مصيبته، كساه الله حلة خضرا يحبر بها)) ۱۸۶؎

''جو اپنے مومن بھائی کی اس کی مصیبت میں تعزیت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ایک خاص لباس پہنائے گا جس کو پہن کر وہ خوش ہو جائے گا۔''

تعزیت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کردہ دعائیں حسب ذیل ہیں:

((ان لله ما اخذ وله ما اعطى، وكل شىء عنده باجل مسمى)) ۱۸۷؎

''یقیناً اللہ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور اس کے پاس ہر چیز وقت مقررہ کے ساتھ ہے۔''

یا اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے:

((اعظم الله اجرك واحسن عزآك وغفر لميتك)) ۱۸۸؎

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ تیرا اجر بڑھائے اور تمہیں اچھے طریقے سے تسلی دے اور تمہارے فوت شدہ کو معاف کرے۔''

اسی طرح وہ تمام الفاظ جو صبر و تحمل، تسلی و دلاسا اور غم والم میں خفت و کمی کا باعث ہوں، استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ ایک دن اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو ملول اور رنجیدہ خاطر بیٹھے ہوئے دیکھ کر وجہ دریافت فرماتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ میرے کلیجے کا ٹکڑا، میری آنکھوں کا نور رہٹ گیا، میرا چھوٹا بچہ جس سے مجھے بہت محبت تھی فوت ہوگیا ہے، تو آپ ﷺ نے کیا ہی خوبصورت ارشاد فرمایا:

((اما تحب ان تاتی بابا من ابواب الجنة الا وجدته ینتظرك)) ۱۸۹

''کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنت کے کسی دروازے پر جاؤ اور تمہارا بچہ تمہیں تمہارے انتظار میں کھڑا ہوا ملے۔''

ایک اور مقام پر سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((صغارهم دعا میص الجنة یلقی احدهم اباه فیا خذ بنا حیة ثوبه فلا یفارقه حتیٰ یدخله الجنة)) ۱۹۰

''یہ چھوٹے بچے اپنے باپ کا دامن پکڑلیں گے اور جب تک اُنہیں جنت میں نہ پہنچادیں اُن کا دامن نہ چھوڑیں گے۔''

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا انتقال ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اُن کے پاس ایک تعزیتی پیغام بھیجا جس میں آپ ﷺ نے لکھوایا:

''اللہ تعالیٰ تمہارے اجر میں اضافہ فرمائے اور تمہیں صبر عطا فرمائے۔۔۔ خبردار! جزع اور بے صبری کے ذریعے اپنے اجر کو برباد نہ کردینا، ورنہ قیامت کے دن اس مصیبت پر صبر کرنے کے ثواب سے محرومی پر پشیمان ہوگے۔ اس بات کو جان لو کہ جزع اور بیتابی سے تمہارا بیٹا زندہ نہیں ہوجائے گا۔ غم واندوہ اللہ کے فیصلوں کو بدل نہیں سکتا، لیکن یہ باتیں بیٹے کی موت کی مصیبت پر صبر

Marfat.com

کرنے کے اجر کو ضائع کر دیں گی۔"١٩١

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی مسلمان کا کوئی چھوٹا بچہ وفات پا جاتا ہے تو اس کی روح قبض کرنے والے فرشتوں سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ تم نے میرے ایک بندے کے بچے کی روح قبض کر لی، اس کے کلیجے کے ٹکڑے کو اُس سے چھین لیا۔ بتاؤ اس نے کیا کہا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اُس نے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور تیری تعریفوں میں لگا رہا۔ اُس کی زبان سے تیری حمد ادا ہوئی۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے:

((ابنوا لعبدی بیتا فی الجنة وسموه بیت الحمد)) ١٩٢

"میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔"

اسی طرح مصیبت زدہ دوست کے گھر والوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنا اور ان کے بچوں کی دیکھ بھال بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

((لما جاء نعي جعفر حين قتل، قال النبي ﷺ: اصنعوا لآل جعفر طعاما، فقد أتاهم ما شغلهم)) ١٩٣

"جب شہادت کے بعد میرے والد سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی لاش آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آل جعفر کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کو ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس نے ان کو مشغول کر دیا ہے۔"

جب سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ان کے گھر پر تشریف لائے۔ زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی باہر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رونے لگے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدت گریہ کی حالت طاری ہوگئی، تو کہا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"یہ محبوب کی اپنے محبوب کے لئے تڑپ اور آرزو ہے۔"١٩٤

Marfat.com

دوستی کی پاسداری میں سلف صالحین رحمہم اللہ نے بھی کیسی کیسی مثالیں قائم کیں، امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

((ادرکت أقواما ان کان الرجل لیخلف اخاہ فی اھلہ بعد وفاتہ اربعین سنة)) ١٩٥

"میں نے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے کہ جب ایک دوست اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیس سال تک اس کے اہل خانہ کی کفالت کرتا تھا۔"

تعزیت کے لمحات اپنے دوست کے ساتھ اس طرح گزاریں کہ وہ محسوس کرے کہ آپ اس کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دوستوں کے غموں میں شریک ہو کر آپ ان کے دل میں گھر کر جائیں گے۔

(١٧) دوست کے ساتھ تواضع وانکسار:

تواضع اور منکسر المزاجی محبت کے اسباب میں سے اہم ترین ہے۔ بظاہر اسے معمولی سمجھا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں یہ انتہائی بلندیوں کا ذریعہ اور سبب ہے۔ جو لوگ سراپا انکسار و تواضع بن کر زندگی گزارتے ہیں اُن کا مقام بلند ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔ ان کی ہم نشینی سے سرور ملتا ہے اور ان کی گفتگو پاکیزہ ہوتی ہے۔ درحقیقت تواضع عزت و شرف کی کنجی ہے۔ قرآن کریم میں رحمن کے خاص بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے سب سے پہلی صفت یہی بیان کی گئی کہ ان کی چال ڈھال سے تواضع اور عاجزی کی شان نمایاں ہوتی ہے۔

{وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾} ١٩٦

"رحمن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے (دبے پاؤں) چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔"

Marfat.com

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((من تواضع للہ رفعہ اللہ)) ۱۹۷

"جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرما دیتا ہے۔"

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان التواضع یزید صاحبہ رفعۃ)) ۱۹۸

"تواضع سے انسان کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے۔"

سیدنا عیاض بن حمار جاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ان اللہ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد)) ۱۹۹

"اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ تم (سب لوگ) انکسار و تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی شخص کسی شخص پر (علم، ہنر، مال، طاقت، حسن، اولاد اور سرداری میں) فخر نہ کرے۔"

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ تاکہ کوئی کسی سے زیادتی نہ کرے، کوئی کسی کے مقابلے میں فخر نہ کرے۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔" ۲۰۰

رسول اللہ ﷺ کی زندگی تواضع وانکساری کی عملی تفسیر اور بے مثل نمونہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرتے تھے تو آپ ﷺ کی نبوت اور قدر و منزلت جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سرفراز کیا تھا، ان کو سلام کرنے، ان سے خندہ پیشانی سے ملنے اور خوش طبعی کرنے سے مانع نہ ہوتی تھی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تو ایسے ہی کیا اور فرمایا:

((کان النبی ﷺ یفعلہ)) ۲۰۱

"نبی کریم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔"

Marfat.com

آپ ﷺ کی زندگی میں تواضع اور انکساری کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں۔ ایک ﷺ مرتبہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ کے رُعب سے تھر تھر کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((هون عليك فاني لست بملك انما انا ابن امراية تاكل القديد)) ۲۰۲

''سکون سے رہو، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو قریش کی اُس خاتون کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔''

آپ ﷺ اپنے اصحاب سے مذاق کرتے تھے لیکن حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ مسجد بنانے اور خندق کھدوانے میں آپ ﷺ بھی اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ کام کرتے تھے باوجودیکہ آپ عقل مندترین انسان تھے پھر بھی اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے تھے۔ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

((كان رسول الله ﷺ ياتي ضعفاء المسلمين ويزورهم ويعود مرضاهم ويشهد جنائزهم)) ۲۰۳

''اللہ کے رسول ﷺ کمزور مسلمانوں کے پاس جاتے، ان سے ملاقات کرتے، ان میں سے جو بیمار ہوتا اس کی عیادت کرتے اور جو فوت ہو جاتا اس کی نماز جنازہ پڑھاتے اور تدفین میں شرکت کرتے تھے۔''

آپ ﷺ مساکین سے محبت فرماتے اور ہمیشہ اپنے رب کے سامنے فقیری، مسکینی اور عاجزی کی حالت میں ہوتے۔ دُعا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوتے:

((اللهم احيني مسكينا وامتني مسكينا واحشرني في زمرة المساكين يوم القيامة)) ۲۰۴

''اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے بطور مسکین ہی موت دے اور قیامت کے روز میرا حشر مسکینوں کے زمرے میں فرما۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے روز (سواری کے لئے) تین

Marfat.com

تین آدمیوں کے لئے ایک ایک اونٹ تھا اور ہم باری باری (ایک اونٹ پر) سوار ہوتے تھے۔سیدنا ابولبابہ ﷛، سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ اور رسول اللہ ﷺ شریک تھے (چلتے چلتے) جب رسول اللہ ﷺ کے پیادہ چلنے کی باری آئی تو آپ ﷺ کے ہمراہیوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سوار رہیں ہم آپ ﷺ کی جگہ پیدل چلتے ہیں۔آپ ﷺ نے (اونٹ سے اتر کر) فرمایا:

((ما انتما باقوی منی وما انا اغنی عن الاجر منکما)) ۲۰۵

”(اے ابولبابہ اور علی ﷠! سنو) تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور میں تم دونوں میں سے اجر و ثواب کا کسی سے کم محتاج نہیں ہوں۔“

سیدنا عبداللہ بن اوفیٰ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (از راہِ تواضع) بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے یا ان کا کام کرنے میں عار نہیں فرماتے تھے۔ ۲۰۶

سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷛ رسول اللہ ﷺ کا انکسار و تواضع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ زمین پر بیٹھ جاتے، زمین پر بیٹھ کر کھانا نوش فرماتے، بکریوں کو خود باندھتے، اونٹوں کی خبر گیری کرتے، بازار سے سودا سلف لے آتے، جوتا مرمت کر لیتے، کپڑے میں پیوند لگا لیتے اور غلام کی دعوت بھی قبول فرما لیتے۔اگر صحابہ کرام ﷢ آپ ﷺ کے احترام میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ انہیں ڈانٹتے تھے کہ ایسا عمل تو عجمی اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ ۲۰۷

دوسری جانب تکبر سے بڑھ کر کوئی چیز محبت اور دوستی کے لئے نقصان دہ نہیں۔اس سے لوگوں کی ناراضگی میں اضافہ ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((امقت الناس المتکبر)) ۲۰۸

”لوگوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض متکبر ہے۔“

روزِ محشر متکبروں کی ذلت کا نقشہ رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

”قیامت کے روز تکبر کرنے والے چھوٹی چیونٹیوں کی مانند اکٹھے کئے جائیں

Marfat.com

گے، ہر جگہ سے ذلت (جمع ہو ہو کر) ان کو ڈھانکے گی۔ پھر وہ دوزخ کے ایک قید خانہ کی طرف جس کا نام بولس ہے ہانکے جائیں گے جہاں ان پر آتشوں کی آتش غالب آئے گی اور انہیں دوزخیوں کا نچوڑ (کچ لہو اور پیپ) پینے کو دیا جائے گا، جس کا نام طینۃ الخبال ہے۔"۲۰۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"خوش خبری ہے اس کے لئے جس نے عاجزی اختیار کی لیکن کسی عیب میں نہیں۔ بہت زیادہ مال خرچ کیا لیکن نافرمانی میں نہیں، ذلیل اور مسکین لوگوں پر رحم کھایا اور اہل فقہ و دانش کی صحبت اختیار کی۔"۲۱۰

آپ کو چاہیئے کہ منکسر المزاج اور کشادہ دل بن کر رہیں، آپ کے دوست آپ سے محبت کریں گے، لیکن یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں۔ تواضع اور انکسار میں اس ستارے کی مانند ہوں جو خود بلند ہو کر پانی کی سطح پر چمکتا ہے۔ اس دھوئیں کی طرح مت بنیں جو فضا کے طبقات میں بلند ہوتا ہے لیکن خود نیچ اور بے قیمت ہوتا ہے۔ سب سے بدنما اور قبیح چیز یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بلند خیال کرتا ہو لیکن وہ دنیا کی نگاہ میں نیچ اور حقیر ہو۔

(۱۸) باہمی اعتماد اور بھروسے کا تبادلہ:

انسانی زندگی کا تقاضا ہے کہ انسان کو دوسرے انسان پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ اگر انسان اپنے دوست احباب پر اعتماد نہیں کرتا تو وہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال لیتا ہے۔ باہمی اعتماد کا تبادلہ ہی وہ مضبوط بنیاد ہے جس پر مضبوط تعلقات کا قصر تعمیر کیا جا سکتا ہے، اس اساس کے بغیر ساری عمارت خطرے پر کھڑی ہوتی ہے اور کسی بھی وقت گر سکتی ہے۔ خرم مراد لکھتے ہیں:

"اعتماد کا پورا پورا تصور ولایت کا وہ لفظ اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے جو قرآن نے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی تعمیر کے لئے استعمال کیا ہے۔ دراصل ولی

Marfat.com

کہتے ہی اس کو ہیں جو کاملاً قابل اعتماد ہو۔''۲۱۱

اعتبار اور اعتماد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آپ کے بچپن سے لے کر بعد کے سالوں تک دو مشہور ترین خصوصیات رہیں۔ ہر شخص بشمول مشرکین، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو''امین'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگر ایک شخص حلال اور جائز خوراک کھائے اور میری سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ پُر اعتماد ہوں کہ اس شخص کی جانب سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تو وہ مرد یا عورت جنت میں جائے گا۔''

یہ سن کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج ایسی زندگی گزارنے والے بہت سے لوگ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آنے والے وقتوں میں بھی ایسے بہت سے لوگ ہوں گے۔''۲۱۲

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو قابل اعتماد ہونے کی اخلاقیات کو اپنا لے وہ بہترین لوگوں میں سے ہے۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((و اذا کنت من اخیك علی ثقة فابذل له مالك و یدك، و صاف من صافاه، و عاد من عاداه)) ۲۱۳

''اگر تمہیں اپنے دوست پر اعتماد ہے تو اس کے ساتھ جانی مالی قربانی دو اور جس سے اسے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو، جس سے اس کی دشمنی ہے تم بھی اس سے دشمنی کرو۔''

انصار کے علمبردار سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر انصار کی ترجمانی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنی مرضی کے مطابق آگے قدم بڑھائیے ہم

Marfat.com

آپ کے ساتھ ہیں۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا، اگر ہمارے راستے میں سمندر بھی آجائے تو ہم آپ کے ساتھ اس میں کود جانے سے بھی گریز نہ کریں گے۔ ہمارا کوئی آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کو برا خیال نہیں کرتے۔ ہم تو جنگ میں ڈٹ جانے والے اور دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ ممکن ہے اللہ ہم سے ایسا کام لے جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ آپ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت پر آگے بڑھیئے۔"[۲۱۴]

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو رسول کریم ﷺ کے لئے انتہائی خوش کن تھی۔ اس سے آپ ﷺ کے اندر تر و تازگی کی لہر دوڑ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((سیروا و ابشروا، فان اللہ تعالیٰ قد وعانی احدی الطائفتین، واللہ! لکانی الآن أنظر الی مصارع القوم)) [۲۱۵]

"آگے بڑھو اور خوش ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ سے (کفار کے تجارتی قافلے یا جنگی گروہ) دونوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے اب ایسا لگ رہا ہے کہ میں کفار کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔"

اسی موقع پر سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ مشرکین کو بد دعائیں دیتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس عرض گزار ہوئے:

اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا:

{فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾} [۲۱۶]

"تو اور تیرا رب جائے، پھر تم دونوں ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔"

بلکہ ہم تو آپ ﷺ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے دفاع کرتے ہوئے مشرکین سے جنگ کریں گے۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کی بات سن کر خوشی سے دمکنے لگا۔ ۲۱۷

ایک عرب شاعر کہتا ہے:

یخونك ذوالقربی مرارا و ربما
وفی ذلك عند العهد لاتناسبه ۲۱۸

"قریبی رشتہ دار کبھی بار بار خیانت کر جاتے ہیں، لیکن کبھی وفادار دوست ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ خیانت نہیں کرتا باوجود یکہ وہ آپ کا رشتہ دار نہیں ہوتا۔"

دوست پر بے مثال اعتماد کی جھلک اس حدیث میں ملاحظہ ہو کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا کی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

((بینما رجل یسوق بقرة قد حمل علیها. فالتفتت الیه فکلمته فقالت: انی لم اخلق لهذا لکنی خلقت للحرث))

"ایک آدمی نے اپنے بیل پر بوجھ لادا ہوا تھا اور اسے ہانک رہا تھا۔ بیل نے اس کی طرف دیکھا اور اس سے بات کرتے ہوئے کہا: بلاشبہ مجھے بار برداری کے لئے تو نہیں پیدا کیا گیا بلکہ مجھے تو صرف کھیتی باڑی کا کام کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔"

لوگوں نے یہ سن کر اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا: سبحان اللہ! عجیب بات ہے کیا بیل بھی کلام کرتا ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فانی أومن به و ابو بکر و عمر))

"بے شک میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

((بینما راع فی غنمه عدا علیه الذئب فاخذ منها شاة فطلبه الراعی. فالتفت الیه الذئب فقال: من لها یوم السبع یوم

Marfat.com

لیس لھا راع غیری؟))

"ایک چرواہا اپنی بکریوں میں موجود تھا، اسی اثنا میں ایک بھیڑیا اس کے ریوڑ پر حملہ آور ہوا اور اس نے اس میں سے ایک بکری دبوچ لی۔ چرواہے نے بکری کے حصول کے لئے اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ اپنی بکری اس سے چھڑا لی۔ بھیڑیئے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "درندوں کے دن ان بکریوں کا کون محافظ ہو گا اور وہ دن ایسا ہو گا کہ اس دن میرے علاوہ کوئی بکریوں کو چرانے والا نہ ہو گا۔"

لوگوں نے پھر تعجب سے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فانی أومن بذلك وابو بكر و عمر بن الخطاب)) ۲۱۹

"یقیناً میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔"

حالانکہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس مجلس میں حاضر نہیں تھے۔

مطلب یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اتنا اعتماد تھا کہ جس چیز کی تصدیق اللہ کے رسول ﷺ فرمائیں، صدیق و فاروق بھی دیکھے بنا ہی اس کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ قابل اعتماد دوست کا ساتھ نصیب ہو جانا دنیا کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ قابل اعتماد دوستوں کی قلت کا شکوہ کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

ما کنت افحص عن اخی ثقه
الا ندمت عواقب الفحص ۲۲۰

"میں جب بھی کوئی بااعتماد دوست ڈھونڈنے لگا مجھے اس کے انجام سے شرمندگی ہی ہوئی۔"

باہمی اعتماد اور بھروسہ ایک طرف دوستوں کے دل میں والہانہ محبت ڈالنے کا ذریعہ بنتا ہے تو دوسری طرف ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ حفظ و امان میں اور محفوظ پناہ گاہ میں ہیں،

Marfat.com

یہ احساس اپنی نظروں میں اور پوری دنیا کے سامنے فخر کا باعث ہے۔

(۱۹) دوست سے حسن ظن:

دوستوں کے مابین حسن ظن، حسن عبادت میں سے ہے۔ اس سے اخوت کی لذت کا ادراک ہوتا ہے، ارواح میں امتزاج پیدا ہوتا ہے اور دل ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی آپ سے حسن ظن رکھتا ہو تو آپ کو اس کی توقعات پر پورا اترنا چاہیئے تاکہ وہ مایوس نہ ہو، اس کے جذبات تبدیل نہ ہوں اور اس کے دل سے آپ کی محبت زائل نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((حسن الظن من حسن العبادة)) ۲۲۱

”نیک گمان رکھنا حسن عبادت سے ہے۔“

اسی طرح قرآن کریم میں گمان بد سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ} ۲۲۲

”اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، بعض بدگمانیاں یقیناً گناہ ہیں۔“

نفس جب کسی پر کچھ گمان کرتا ہے کہ فلاں ایسا ہے اور درحقیقت وہ ویسا نہیں ہوتا تو پھر وہ گمان جھوٹ اور شیطانی القا ہوا۔ ایسے گمان سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((المؤمن أخ المؤمن لا يشتمه ولا يحرمه ولا يسيء به الظن)) ۲۲۳

”مومن مومن کا بھائی ہے۔ نہ مومن، مومن کو گالی دیتا ہے، نہ قطع تعلق کرتا ہے اور نہ ہی اس سے بدگمانی رکھتا ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ ایسے کہنے سے پرہیز کرو کہ میرا خیال ہے (فلاں

Marfat.com

فلاں کے متعلق یہ اور وہ) کیونکہ قیاس آرائی گفتگو کی سب سے زیادہ گمراہ کن صورت ہے۔

۲۲۴ دوستوں سے متعلق اس وقت تک بات کرنے سے بچنا چاہیئے جب تک ان کے ماخذ کے صحیح ہونے کا یقین نہ ہو۔ زمانہ قدیم میں یہ صورتحال رہی ہے کہ سنی سنائی بات پر یقین بڑی غلط فہمیوں کا سبب بنا، جس کی وجہ سے قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ ایسے معاملات میں ایک مومن کا رویہ کیسا ہونا چاہیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ⑥} ۲۲۵

''مومنو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (اس سے پہلے کہ اس پر یقین کرلو) کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو اور پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔''

دوست سے بدگمان ہونے کی بجائے غلطی کی تحقیق کر کے اسے نصیحت کرنی چاہیئے۔ عام الوفود میں عرب کے بہت سے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعض دوسرے مسلمان تو نہ ہوئے لیکن آ کر صلح کا معاہدہ کر گئے۔ ایک دن آپ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے کہ اہل صدف کا وفد آ پہنچا۔ وفد دس سے چند اوپر سواروں پر مشتمل تھا۔ وہ آئے اور سلام کیے بغیر آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا آپ مسلمان ہیں؟'' وہ بولے: ''جی ہاں'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''پھر سلام کیوں نہیں کیا؟'' اس پر وہ فوراً کھڑے ہوئے اور کہا: ''یا نبی اللہ! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ ﷺ نے جواب دیا: ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تشریف رکھیں۔'' وہ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ سے اوقات نماز کے متعلق پوچھنے لگے۔ ۲۲۶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ایاکم وظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا

Marfat.com

عباد اللہ اخوانا)) ۲۲۷

''گمان بد سے بچو کیونکہ گمان بد دروغ ترین گفتار ہے۔ اور خبریں نہ نکالا کرو۔ اور کھوج نہ کیا کرو۔ اور رہو بدی پر اکسایا نہ کرو۔ اور آپس میں حسد نہ کیا کرو اور نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

سعید بن مسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تمہیں چاہیئے کہ ایسا سچا دوست تلاش کرو جس کے سائے میں زندگی بسر کر سکو۔ کیونکہ دوست خوشحالی کے وقت زینت اور تنگی کے وقت اُمید ہوتا ہے اور اپنے دوست کے متعلق ہمیشہ اچھا گمان رکھو۔ حتیٰ کہ تمہارا اچھا گمان بدگمانی پر غالب آجائے۔ اور اپنے دشمن سے دور رہو اور دوستوں میں سوائے امانت دار کے سب سے ڈرتے رہو۔ اور امانت دار وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔ اور کسی فاجر کی صحبت اختیار نہ کرو ورنہ تم بھی فسق و فجور میں مبتلا ہو جاؤ گے۔'' ۲۲۸

امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((فاذا اتهمه انماث الایمان فی قلبه كما ینماث الملح فی الماء)) ۲۲۹

''اور اگر کوئی اپنے بھائی پر تہمت لگائے تو اس کے دل سے ایمان اس طرح پگھل جائے گا جیسے پانی میں نمک۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع)) ۲۳۰

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کہہ ڈالے۔''

انسان کو اس معاملے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے کہ وہ معاشرے میں عام کردہ معلومات پر اندھا یقین نہ کرے اور درست معلومات کی بنیاد پر ہی کوئی فیصلہ کرے۔

Marfat.com

(۲۰) دوست کو پسندیدہ نام سے پکارنا:

جب انسان کسی کو اپنا نام پکارتے سن لے تو اس کی ساری توجہ اس کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور پکارنے والے کی محبت کا نقش اس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے۔ ہر انسان اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اسے اس کے نام سے مخاطب کیا جائے کیونکہ اسے تمام ناموں میں سب سے زیادہ اپنا نام ہی پسند ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنے باپ، اولاد، قوم اور دیگر ذاتی امور سے نہایت دلچسپی ہوتی ہے اور یہ بار بار اس کی زبان پر آتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں سے مخاطب فرمایا ہے۔ چند آیات کریمہ حسب ذیل ہیں:

{یَاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا} ۲۳۱؎

''اے ابراہیم! اس سے اعراض کر۔''

{یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ} ۲۳۲؎

''اے نوح! بے شک یہ تیرے اہل سے نہیں۔''

{یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ} ۲۳۳؎

''اے داود! بے شک ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثلاث یصفین ود المرء لاخیه المسلم. یلقاه بالبشر اذا لقیه ویوسع له فی المجلس اذا جلس الیه. ویدعوه بأحب الاسماء الیه)) ۲۳۴؎

''تین صفات مسلمان بھائی کی محبت میں خلوص پیدا کرتی ہیں: ملاقات کے وقت بشاشت اور کشادہ روئی سے ملنا، تمہارے پاس بیٹھنا چاہے تو اسے جگہ دینا اور اسے اس کے پسندیدہ نام سے پکارنا۔''

Marfat.com

جو شخص بھی انسانی نفسیات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ جتنے محبت بھرے لہجے اور یگانگت کے انداز میں دوست کو مخاطب کیا جائے گا، اتنا ہی اس کا دل پکارنے والے کی محبت اور خلوص سے متاثر ہوگا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جب بھی دوست سے ملاقات ہو تو دوست کا نام، اس کے والد کا نام اور اولاد کا نام لیا جائے تو اس سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ آپ اسے چاہتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((اذا جاء الرجل فاساله عن اسمه واسم ابيه و ممن هو فانه أوصل للمودة)) ۲۳۵

"جب کوئی شخص آپ کے پاس آئے تو اس کا اور اس کے والد کا نام پوچھیں اور یہ کہ اس کا تعلق کس خاندان سے ہے۔ کیونکہ یہ بات رشتۂ محبت قائم کرنے کے لئے زیادہ موثر ہے۔"

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اذا احب احدكم اخاه المسلم فليسأله عن اسمه واسم ابيه، وقبيلته وعشيرته فانه من الحق الواجب وصدق الاخاء ان يسأله عن ذالك والا فهي معرفة حمقاء)) ۲۳۶

"تم میں سے جب کوئی اپنے مسلم بھائی سے محبت کرنا چاہے تو اس سے اس کا، اس کے والد کا اور اس کے قوم و قبیلے کا نام پوچھے، کیونکہ یہ بھی ایک واجب الادا حق ہے۔ دوستی کی سچائی کی علامت یہی ہے کہ اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے، ورنہ شناسائی ناقص رہے گی۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں الفت و محبت اور فطری لگاؤ کی وجہ سے نہ صرف ایک دوسرے کو اچھے ناموں سے پکارتے بلکہ اپنی اولاد کے نام اپنے دوستوں کے ناموں پر رواج دیتے تھے۔ جیسے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے نام سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے مبارک ناموں پر رکھے۔ ۲۳۷

Marfat.com

اسی طرح دوست کا نام یاد رکھنا گویا اس امر کا اظہار ہے کہ آپ نے اسے اہمیت دی ہے۔ اپنے دوست کا نام یاد رکھیں۔ اپنے نزدیک اس کی اہمیت جتائیں تاکہ وہ بھی آپ سے محبت کرے۔ اسی طرح جب دوست کا وہ نام لے کر مخاطب کیا جائے جس سے اس کی ذاتی شخصیت، خاندانی شرافت، قومی عزت یا ملکی وقار کا اظہار ہوتا ہو، تو اس کی مسرت دو چند ہو جاتی ہے، کیونکہ ایسے نام سے پکارا جانا کسی طرح اس کی تعریف سے کم نہیں ہوتا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ اپنے دوست کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

(۲۱) محتاط انداز میں دوست کی تائید وحمایت:

ہمیشہ سچے لوگوں کو اپنا دوست بنائیں اور جب وہ کسی مسئلے میں آپ سے بات کریں تو آپ ان کی تائید کریں اور کبھی بھی ان کی باتوں کی تکذیب نہ کریں۔ اگر دوست کی جانب سے کوئی ناپسندیدہ بات آپ تک پہنچے اور وہ یہ کہے کہ اس نے یہ بات نہیں کی تو اسے قبول کر لیں کیونکہ یہی بات اس کی طرف سے توبہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

((ما بالکم یعادی بعضکم بعضا اذا بلغ احد کم عن اخیه شیء لا یعجبه فلیقله ولیساله. فان قال: لم افعله صدقه وان قال: قد فعلت استتابه)) ۲۳۸

''تم آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی کیوں کرتے ہو۔ اگر تمہارے بھائی سے کوئی ناپسندیدہ بات سننے میں آئے تو وہ اسے بتاؤ اور پوچھ لو کہ کیا اس نے یہ بات کی ہے؟ اگر وہ یہ کہے کہ اس نے یہ بات نہیں کی تو مان لو، اگر وہ کہے کہ اس نے یہ بات کی ہے تو اس سے عہد لو کہ وہ آئندہ ایسی بات نہیں کرے گا۔''

اسی طرح اگر کبھی کبھار دوست کی تردید کرنا پڑے تو محتاط انداز اپنانا چاہیئے۔ سیدنا لقمان علیہ السلام سے ایک دفعہ شاگرد نے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ آپ کا ایک شخص بھی مخالف نہیں؟ آپ نے جواب دیا: میں کبھی کسی کے خیال کی تردید نہیں کرتا، اس لئے سب لوگ مجھ

Marfat.com

سے بات کر کے خوش ہوتے ہیں۔شاگرد نے دریافت کیا: کیا آپ کبھی کسی کے غلط خیال کی بھی تردید نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا:

''میں جب کسی کو غلط خیال میں مبتلا دیکھتا ہوں تو اس پر اعتراض کرنے کی بجائے بڑی ایمانداری کے ساتھ اول یہ سوچتا ہوں کہ اس کے غلطی میں مبتلا ہونے کا سبب کیا ہے؟ پھر اس بات پر غور کرتا ہوں کہ جن حالات سے اس کو سابقہ ہے، انہیں حالات سے مجھے بھی سابقہ ہوتا اور جو رجحانات اس کے ہیں، وہی رجحانات میرے بھی ہوتے تو اس وقت میں بھی اس کی طرح اس غلطی میں مبتلا ہو جاتا یا نہیں؟ ایسا سوچنے کے بعد میں ہمیشہ اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ اس کی جگہ میں ہوتا تو یقیناً اس غلطی میں مبتلا ہو جاتا۔ پھر میں اس کے رجحانات اور میلان طبع کا لحاظ رکھتے ہوئے، دوستانہ لہجے میں اسے اس کی غلطی سے آگاہ کر دیتا ہوں۔''۲۳۹

ہمیشہ خوش بیانی اور اشارے کی زبان سے دوست کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنا چاہیئے۔ مودبانہ اور درخواست کے لہجے میں کہی گئی بات کو سہنا آسان ہوتا ہے۔انسان اپنے دل میں اس کے متعلق کوئی ناگواری محسوس نہیں کرتا، راضی خوشی اس پر عمل کر لیتا ہے۔اوّل تو ایسے لوگوں کو دوست بنانا چاہیئے جن کی تکذیب کی نوبت ہی نہ آئے۔سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کن لوگوں کو اپنا دوست بنانا چاہیئے۔اس پر آپ نے فرمایا:

((وان قلت صدق قولك)) ۲۴۰

''اگر آپ کوئی بات کریں تو وہ آپ کی تصدیق کرے۔''

دوست اگر آپس میں اختلاف کریں اور ہر ایک اپنی رائے پر ڈٹ جائے تو محبت ختم ہو جاتی ہے اور دوستانہ روابط سست پڑ جاتے ہیں۔چنانچہ دوست کی تائید و حمایت کرنے سے محبت والفت میں اضافہ ہوتا ہے۔امام علی بن محمد النقی ؒ کا قول ہے:

((من علامة المحبة كثرة المرافقة وقلة المخالفة)) ۲۴۱

Marfat.com

"تائید وحمایت زیادہ اور مخالفت کم کرنا محبت کی علامت ہے۔"

دوستوں کی تائید وحمایت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کو یہ محسوس ہو کہ یہ انہی کا خیال ہے۔ ڈھائی ہزار سال قبل چین کے ایک فلسفی نے کہا تھا:

"سینکڑوں چشمے پہاڑوں سے آ آ کر سمندر میں اس لئے اپنی ہستی کو کھو دیتے ہیں کہ دریا اور سمندر ان سے کہیں زیادہ بڑے ہوتے ہوئے بھی ان کے مقابلے میں پست رہنا پسند کرتے ہیں۔"۲۴۲

اسی سے ملتی جلتی بات ایک عرب شاعر نے بھی کہی:

"اگر تو چاہتا ہے کہ اوروں کا پیشوا بنے تو انہیں آگے بڑھا کر خود ان کے پیچھے پیچھے چل۔"۲۴۳

اگر آپ چاہتے ہیں کہ بغیر دوستوں کا دل میلا کیے انہیں اپنا ہم خیال بنالیں تو پہلے ان کے رجحانات اور میلان طبع کو سمجھیں اور پھر اپنے افکار کو دل نشیں انداز میں ان کے سامنے پیش کریں۔ نیز گفتگو ہمیشہ ایسے لفظوں سے شروع کریں جن کے جواب میں مخاطب کو ہمیشہ "ہاں" کہنا پڑے۔ اس طرح آپ دوستوں کی تائید بھی حاصل کرلیں گے اور وہ یہ محسوس کریں گے کہ گویا یہ انہی کا خیال ہے۔

(۲۲) عذر قبول کرنا اور چشم پوشی:

لغزش اور خطا کی بنا پر دوسروں سے معذرت چاہنا اور دوسروں کی معذرت خواہی کو قبول کرنا دوستی کا نقطۂ کمال ہے۔ نہایت خلوص کے ساتھ زبان سے نکلے ہوئے معذرت کے الفاظ دوسرے کے دل میں جادو کی طرح اثر کر جاتے ہیں اور ایک ہی جملے سے بد دلی دور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر انسان سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ البتہ بہتر انسان وہ ہے جس کی غلطیاں کم اور لغزشیں محدود ہوں۔ ایک عرب شاعر نے کہا ہے:

Marfat.com

ومن ذ االذی ترضی سجایاہ کلھا
کفی المرء نبلا ان تعد معائبہ۲۴۴

"ایسا انسان کہاں پیدا ہوتا ہے جس کے تمام خصائل پسندیدہ ہوں۔ایک انسان کے شریف ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کے عیبوں کو شمار میں لایا جاسکے۔"

اسی طرح اگر آپ اپنے دوست میں کوئی لغزش دیکھیں یا اس میں کوئی عیب آپ کو نظر آئے یا اس سے کوئی برائی سرزد ہو تو فوراً ہی اس پر ملامت کی بوچھاڑ کرنے کی بجائے صبر اور چشم پوشی سے کام لیں اور اس کی لغزش سے درگزر کریں۔سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک بار (سفر کے دوران) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ اپنے طرزِ عمل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان کا غبار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اذیت کا باعث ہے۔پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خیمہ میں تشریف رکھیں جہاں یہ لوگ حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بات سنیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لا ازال بین اظھرھم یطؤن عقبی و ینازعون ثوبی ویؤذینی غبارھم حتی یکون اللہ ھو الذی یرحمنی منھم))۲۴۵

"میں ہمیشہ ان لوگوں کے درمیان اسی طرح رہوں گا کہ یہ مجھے گھیرے رہیں، میری چادر کھینچتے رہیں اور ان کا غبار مجھے تکلیف پہنچاتا رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی آغوشِ رحمت میں ڈھانپ لے۔"

غزوۂ تبوک سے واپسی پر کچھ منافقین کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرلیا اور یہ منصوبہ بنایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ناقہ ان کے پاس سے گزرے گا تو اُسے بھڑکا دیں گے تاکہ آپ کو گھاٹی میں گرادے۔جب یہ لشکر مدینہ وشام کے درمیان مقام عقبہ پر پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من شاء منکم ان یاخذ بطن الوادی فانہ اوسع لکم))۲۴۶

"جو تم میں سے وادی کے بیچ میں سے جانا چاہتا ہو وہاں سے چلا جائے کہ وہ

Marfat.com

تمہارے لئے زیادہ کشادہ ہے۔“

چنانچہ لوگوں نے وادی کا راستہ اختیار کیا اور آپ ﷺ عقبہ والے راستے پر چلتے رہے۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما، ناقہ کی مہار تھامے ہوئے تھے اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے چاند کی روشنی میں کچھ سواروں کو دیکھا جو اپنا منہ چھپائے ہوئے تھے اور پیچھے سے آہستہ آہستہ ناقہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے انہیں پھٹکارا اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اُن کی سواریوں کے منہ پر مارو!“

اس سے ان پر رعب طاری ہو گیا اور وہ یہ سمجھ گئے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے دل کی حالت کا علم ہو گیا ہے اور ہماری سازش بے نقاب ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہ دیکھتے ہی دیکھتے عقبہ سے بھاگ گئے تاکہ لوگوں میں گم ہو جائیں اور ان کی شناخت نہ ہو سکے۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے درخواست کی کہ کسی کو اُن کے تعاقب میں بھیج کر اُنہیں قتل کرا دیجئے، کیونکہ انہوں نے ان کی سواریوں کو پہچان لیا تھا۔ لیکن رسول رحمت ﷺ نے چشم پوشی فرماتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور ان کے معاملے کو اللہ پر چھوڑ دیا۔ ۷۴۲

اسی طرح غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے منافقین آپ ﷺ کے پاس آ آ کر مختلف عذر پیش کرتے رہے۔ آپ ﷺ ان کی باتیں قبول کرتے رہے، ان سے بیعت لی اور ان کے لئے بخشش کی دعا بھی فرمائی، حالانکہ آپ ﷺ کو ان کے خبث باطن کا علم تھا مگر آپ ﷺ نے ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد فرما دیا۔

عبداللہ بن عبد العزیٰ سہمی، قریش کا ایک مشہور شاعر تھا جو اپنے اشعار سے مشرکین کو ابھارتا کہ مسلمانوں کو قتل کریں۔ اس کی یہ عادت اتنی بڑھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گستاخیاں کرنے لگا۔ فتح مکہ کے دن بھاگ گیا، مگر چند دن بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت کرتے ہوئے یہ شعر کہے:

Marfat.com

انی لمعتذر الیك من الذی
اسدیت اذا نافی الضلال اهیم
فاغفر فداك والدی کلاهما
زللی فانك راحم مرحوم ۲۴۸ے

"میں آپ ﷺ سے معذرت چاہتا ہوں، آپ ﷺ وہ شخص ہیں جن کی طرف میں نے ناروا نسبتیں دی ہیں۔ واقعاً میں گمراہی میں سرگرداں تھا۔ پس آپ ﷺ میری ان لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے ہیں اور رحم کیے ہوئے ہیں۔"

پس آپ ﷺ نے اسے معاف فرما دیا۔ اپنے دوستوں کی غلطیوں سے چشم پوشی کرنے اور ان کا عذر قبول کرنے کے حوالے سے امام علی بن حسین زین العابدینؒ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((لو شتمنی رجل فی هذه الاذن وأومی الی الیمنی واعتذر لی فی الاخری لقبلت ذلك منه وذلك أن امیر المومنین علی بن ابی طالب علیه السلام حدثنی أنه جدی رسول الله ﷺ یقول: لا یرد الحوض من لم یقبل العذر من محق أو مبطل)) ۲۴۹ے

"اگر کوئی شخص مجھے دائیں کان میں گالی دے اور بائیں کان میں معافی مانگے تو میں اس کو معاف کر دوں گا کیونکہ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کسی معافی مانگنے والے کے عذر کو قبول نہ کرے وہ حوض کوثر پر نہیں آسکے گا۔ معافی مانگنے والا چاہے حق پر ہو یا غلطی پر۔"

امام حسن بن علی العسکریؒ سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

Marfat.com

((خیر اخوانك من نسی ذنبك و ذکر احسانك الیه)) ۲۵۰؎

"تمہارا بہترین دوست وہ ہے جو تمہاری کوتاہیوں کو فراموش کرے اور اپنے اوپر تمہارے احسان کو یاد رکھے۔"

رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من تتبع عثرات اخیه تتبع الله عثرته ومن تتبع الله عثرته فضحه ولو فی جوف بیته)) ۲۵۱؎

"جو اپنے بھائی کی لغزشوں کا کھوج لگا تا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی لغزشوں کا کھوج لگائے گا۔ جس کی لغزشوں کا کھوج اللہ لگائے اس کی فضیحت یقینی ہے، خواہ وہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔"

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:

"لوگوں سے یہ کبھی نہ کہنا کہ وہ غلطی پر ہیں، بلکہ دانائی سے ایسا موقع نکالنا کہ وہ خود اپنی غلطی کو محسوس کرلیں۔" ۲۵۲؎

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ نہیں جانتا ہے۔" ۲۵۳؎

خالد بن صفوانؒ سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا کون سا دوست تمہیں زیادہ پسند ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جو میری لغزشوں کو معاف کرے، میری خرابی کو دور کرے اور میری اُمید تک مجھے پہنچائے۔ ۲۵۴؎

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ صرف ایسے لوگوں سے چشم پوشی کرنا مروت ہے جو انصاف پسند ہوں۔ دوسری جانب خود غرض اور موقع پرست لوگوں سے چشم پوشی اور تغافل مروت ہے نہ خوبی، بلکہ یہ رسوائی اور کمزوری ہے۔ ایسا کرنا انہیں بھی غلط خصائل کا رسیا بنانے، مفت خوری کی عادت ڈالنے اور برائی میں مدد کرنے کے مترادف ہے۔

Marfat.com

(۲۳) اصلاح نفس اور اصلاح دوست:

دوستوں کے دلوں میں جگہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اصلاح نفس اور خود سازی کا کام اپنی ذات سے شروع کرے۔ لوگوں کا محاسبہ اور ان کی لغزشوں کا تعاقب کرنے کی بجائے اپنے عیوب اور نقائص ختم کرنے کی کوشش کرے۔ اپنی انسانیت کی جانب توجہ کرے اور اپنے نفس کے ساتھ لڑ جھگڑ کر ان مشکلات کو حل کرے جو اس کے اور اس کے نفس کے درمیان ہیں۔ اس بات کی اہمیت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے نفس کے خلاف جہاد کو جہاد اکبر سے تعبیر فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک جنگ سے واپس آنے والے غازیوں سے فرمایا:

"تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہو۔"

تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بڑا جہاد کیا ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بندے کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد۔" ۲۵۵

لیکن انسان دوسروں کی طرف زیادہ اور اپنی ذات کی طرف کم متوجہ ہوتا ہے اور بہت سی باتوں کو دوسروں کے لئے نامناسب اور اپنے لئے مناسب تصور کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((کفی بالمرء عیبا ان یبصر من الناس ما یعمی عنه من نفسه وان یعیر الناس بما لا یستطیع ترکه وان یؤذی جلیسه بما لا یعینه)) ۲۵۶

"انسان کو عیب دار بنانے کے لئے یہی کافی ہے کہ اسے لوگوں میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ اپنی ذات میں دکھائی نہیں دیتا اور لوگوں کو جس بات پر طعنہ دیتا ہے اسے خود ترک نہیں کرتا اور اپنے دوست کو بلا مقصد اذیت دیتا ہے۔"

Marfat.com

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((طوبیٰ لمن شغله عیبه عن عیوب الناس)) ۲۵۷

"اے لوگو! لائق مبارک باد وہ شخص ہے جسے اپنے عیوب دوسروں کی عیب گیری سے باز رکھیں۔"

ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اذا أردت ان تذکر عیوب صاحبك فاذکر عیوب نفسك)) ۲۵۸

"اگر تم اپنے دوست کے عیوب شمار کرنا چاہتے ہو تو پہلے اپنے عیوب یاد کرو۔"

سیدنا لقمان علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دوسروں کے غلط خیال کو بھی غلط نہ کہو، بلکہ خوشگوار لفظوں میں اس کی سوئی ہوئی قوتِ انصاف کو بیدار کر دو۔" ۲۵۹

اچھا دوست سمجھدار اور دانا ہوتا ہے، وہ اپنے دوست کی کوتاہی کی تاک میں نہیں رہتا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہی تو اس شیطان کا مقصد ہے جو باہم محبت کرنے والے دوستوں کے درمیان چپقلش پیدا کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور شکلوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔" ۲۶۰

جب دل میں خشیت آتی ہے، تو اس کا اثر احوال اور افعال پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا:

"اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا، تو اس کے اعضا میں بھی خشوع ہوتا۔" ۲۶۱

عقل منداور ہوشیار آدمی گھر کی دیوار میں رخنے نہیں چھوڑتا کہ لوگوں کی نظر گھر کے اندر پڑے۔ دوسرے لفظوں میں وہ لوگوں کو موقع نہیں دیتا کہ وہ اس کی ذات کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کے لئے بیٹھے

Marfat.com

تھے اور اُم المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا اُن سے رات کو ملنے آیا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ یہ آئیں اور بات کر کے واپس جانے لگیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو رخصت کرنے کے لیے ان کے ساتھ چلے اور یہ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے گھر میں رہائش پذیر تھیں۔اس دوران انصار کے دو آدمی گزر رہے تھے۔جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((علی رسلکما انها صفیة زوجی)) ۲۶۲

"یعنی اپنی چال پر چلو (کوئی بات نہیں) یہ میری زوجہ صفیہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔"

انصاری کہنے لگے:

((سبحان اللہ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم))

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم، وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا)) ۲۶۳

"شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔مجھے خدشہ ہوا کہیں وہ آپ کے دلوں میں وسوسہ نہ ڈال دے۔"

(۲۴) دوست کی فرحت وشادمانی کا سامان کرنا:

دوستوں کے ساتھ مسرت کن باتیں کرنے سے ان کے دل آپ کی طرف جذب ہو جاتے ہیں۔دنیا میں ہر شخص وہ چیز پسند کرتا ہے جو اسے خوش رکھے۔وہ ایسی فرحت بخش چیزوں سے زیادہ مانوس ہوتا ہے جن سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور ملے۔نیز اس کا لازمی نتیجہ خوشی فراہم کرنے والے دوستوں سے محبت ہے۔اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پسندیدہ امر کی ترغیب دی ہے کہ دوست ایک دوسرے کے دل میں سرور ڈالیں تاکہ محبت میں اضافہ ہو اور ربط بڑھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا:

((افضل الاعمال ان تدخل علی اخیك سرورا او تقضی عنه دینا)) ۲۶۴

"بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے بھائی کو خوش کرو یا اس کا قرض ادا کرو۔"

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان من موجبات المغفرة ادخالك السرور علی اخیك المسلم)) ۲۶۵

"مغفرت کے اسباب میں سے ایک سبب مسلمان بھائی کو خوش کرنا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بندوں میں سے ایک بندے نے نیکی کے ساتھ ملاقات کی، میں نے اس کے لئے جنت حلال کر دی۔ اس پر سیدنا داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا: یا اللہ! کون سی نیکی کے ساتھ اس نے ملاقات کی کہ تو نے جنت اس کے لئے مباح کر دی؟ جواب آیا: میرے مومن بندے کو خوش کرنے کی وجہ سے۔ ۲۶۶ جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((من لقی اخاه بما یسره لیسره سره الله یوم یلقاه)) ۲۶۷

"جو اپنے بھائی کو خوش کرنے والی کسی چیز کے ساتھ صرف اسے خوش کرنے کے لئے ملاقات کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن خوش کرے گا جس دن وہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوگا۔"

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان احب الاعمال الی الله تعالیٰ ادخال السرور علی المؤمن)) ۲۶۸

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل مومن کے دل میں خوشی ڈالنا ہے۔"

حدیث مذکورہ بالا میں لفظ "سرور" سے مراد فرحت و شادمانی ہے کہ جو حزن و ملال اور غم

Marfat.com

کے برعکس ہوتی ہے۔رسول کریم ﷺ نے اپنے فرامین میں خیر اور بھلائی کے بہت سارے اعمال وافعال اور مسلم معاشرے کے اجتماعی آداب کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔جن کے ذریعے انسان اپنے دوستوں کو بہت سی خوشیاں عطا کر سکتا ہے جیسے دوست کے سامنے مسکراہٹ، تحائف دینا، کھانا کھلانا، اس کی عزت کا دفاع، اس کی مدد، اس کی ستر پوشی وغیرہ۔

دوست کو خوش کرنے کا ایک ذریعہ خوش طبعی ہے۔لیکن خوش طبعی بھی صرف وہی جائز ہے جس میں جھوٹ اور مبالغہ آمیزی نہ ہو۔رسول کریم ﷺ گاہے بگاہے حقیقت وصداقت پر مبنی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے بابا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

((کان النبی ﷺ لیسر الجل من اصحابه اذا رآه مغموما بامداعبة وکان یقول: ان الله یبغض المعبس فی وجه اخوانه)) ۲۶۹

''نبی کریم ﷺ جب بھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو غمگین دیکھتے تھے تو مذاق کے ذریعے اس کو خوش کرتے تھے اور فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ اس شخص سے نفرت کرتا ہے جو اپنے بھائیوں کے ساتھ نرمی سے پیش نہ آئے۔''

حسین بن زید ؒ نے امام جعفر بن محمد الصادق ؒ سے پوچھا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں کیا رسول اللہ ﷺ مذاق بھی کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا:

((وصفه الله بخلق عظیم وان الله بعث انبیائه فکانت فیهم کزازة و بعث محمدا صلی الله علیه و آله بالرافة والرحمة وکان من رافته لامته مداعبته لهم لکیلا یبلغ باحد منهم التعظیم حتی لا ینظر الیه)) ۲۷۰

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خلق عظیم عطا فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے انہیں سخت اور سنجیدہ بنایا جبکہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کو رحمت اور نرم دل کے ساتھ مبعوث فرمایا، اسی بنا پر آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مذاق بھی فرماتے تھے تاکہ ان کے دلوں کو آپ ﷺ کی ہیبت اور جلال نہ گھیرے، بلکہ نظر اٹھا کر آپ ﷺ کی طرف دیکھ سکیں اور اپنی ضروریات کا ذکر کر سکیں۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے سواری طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کو لے کر کیا کروں گا؟ (بچے نے سواری کا کام تھوڑا دینا ہے؟) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((وھل تلد الابل الا النوق)) ۲۷۱

"اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((یا ذا الاذنین)) ۲۷۲

"اے دو کان والے!"

اس جملے سے طبیعت کے دریا میں ظرافت کی ہلکی ہلکی لہریں اٹھنے لگتی ہیں۔ اور مزاح کے رکاؤ میں روانی سی آجاتی ہے۔ اس میں مزاح بھی ہے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سماعت، ذہانت، زیرکی اور عقل و شعور کی تعریف بھی۔ افسوس آج کل دوستوں کے درمیان خوش طبعی عام طور پر اخلاق و تہذیب کی قید سے آزاد ہوتی ہے۔ جھوٹ، مبالغہ، ادب و اخلاق کے خلاف باتیں ان کے مزاح کا لازمہ ہوتی ہیں اور بعض اوقات ان کی خوش طبعی بڑھتے بڑھتے ہاتھا پائی تک نوبت لے آتی ہے اور دوستی اور صداقت کا سارا ڈھانچہ زمیں بوس ہو جاتا ہے۔

اچھا دوست حسن معاشرت کی بدولت اپنا جادو چلا دیتا ہے۔ اسے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ وہ کس طرح سے اپنے دوست سے پیش آئے گا تو اس کا قلب و جگر اس کی قید میں آجائے گا اور اس کے لئے اس کی محبت کے جذبات برانگیختہ ہوں گے۔

Marfat.com

(۲۵) مشکلات و مصائب میں مضبوط پناہ گاہ:

سچا دوست وہ ہے جو زمانے کے نشیب و فراز میں اپنے دوست کے ساتھ شریک رہے۔ اس کی خوشی اور دکھ میں برابر حصہ لے۔ گردش زمانہ میں اس کا ساتھ دے۔ خوشی و مسرت کے لمحات میں بھی اس کا شریک رہے۔ اپنی خوشی کا اظہار کرے اور اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو بھی اس کی مدد کے لئے لپکے اور اسے اس حادثہ سے بچانے کی سعی کرے۔ اس کے چہرے سے رنج و غم کا گرد و غبار ہٹائے۔ یہاں سے دوست اور غیر دوست میں فرق نمایاں ہو جاتا ہے، دوستوں کی حقیقت سامنے آتی ہے، ان کے خلوص کا امتحان ہو جاتا ہے اور ان کی وفاداری کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے دوستوں کے مابین محبت کی نہایت دلکش تصویر کشی فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مثل المؤمنين فى توادهم، تراحمهم، و تعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى)) ۲۷۳

"مومن آپس میں محبت و ہمدردی رکھنے میں ایک ہی جسد کی مانند ہیں کہ اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو بے خوابی اور درد سہنے میں دوسرے اعضاء بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب شعر ہے:

وما اكثر الاخوان حين تعدهم
ولكنهم فى النائبات قليل ۲۷۴

"شمار کرو تو دوست بہت ملیں گے لیکن گردش ایام کے وقت بہت کم رہ جائیں گے۔"

امام ماوردیؒ نے دوستوں کے بارے میں یہ شعر نقل کیا ہے:

Marfat.com

وکل اخ عند الھوینی ملاطف

ولکنما الاخوان عند الشدائد۲۷۵؎

"اچھے حالات میں ہر آدمی لطف و کرم سے ملتا ہے لیکن دوست تو وہ ہوتے ہیں جو مشکل حالات میں ساتھ دیں۔"

مشہور عربی کہاوت ہے:

((الصدیق عند الضیق....فی الاسفار تعرف الاخوان))۲۷۶؎

"دوست وہ ہے جو پریشانی اور بدحالی میں کام آئے ....دوستی سفر میں پہچانی جاتی ہے۔"

دوست انسان کے لئے ایسے ہوتا ہے جیسے بدن کے لئے روح۔لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر لمحہ اپنے دوست کا فریاد رس اور مددگار ہو۔حتیٰ کہ دوست کی عدم موجودگی میں بھی حرمت اخوت کی پاسداری کرے۔سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ فریاد رسی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

((الاقدام علی الکریھۃ، والصبر عند النائبۃ، والذب عن الاخوان))۲۷۷؎

"ناساعد حالات میں بھی اقدام کرنا مصیبت پر صبر کرنا اور اپنے دوستوں کا دفاع کرنا۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے میل جول رکھتے اور ان کے مصائب و آلام پر صبر کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگوں سے برتاؤ نہایت رحیمانہ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اور اپنے آپ کو جسد واحد سمجھتے تھے۔غریب کی غربت، غمزدہ کے غم، مریض کے مرض اور محتاج کی محتاجی کا احساس رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دور سے چند لوگ آتے دکھائی دیئے۔وہ فقراء اور مساکین تھے جو نجد کی جانب سے آئے تھے۔ان کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا۔ناداری کی انتہا یہ تھی کہ انہوں نے کپڑے درمیان سے چاک کر کے

Marfat.com

گردنوں میں لٹکا رکھے تھے۔ تلواریں ان کے پاس تھیں۔ اس ایک کپڑے کے علاوہ ان میں سے کسی کے پاس کوئی تہمد، عمامہ، شلوار یا چادر نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ عریانی، تنگدستی اور بھوک دیکھی تو آپ ﷺ کا رنگ فق ہو گیا۔ فوراً کھڑے ہوئے، گھر تشریف لے گئے لیکن ان لوگوں کے لئے کوئی شے نہ ملی۔ آپ ﷺ اس گھر سے نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہو گئے۔ ادھر بھی کچھ نہیں تھا۔ پھر مسجد کی طرف چل پڑے۔ ظہر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت کریمہ اتاری ہے:

{يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ①} 278

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناتے توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔''

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ⑱} 279

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے لئے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔''

آپ ﷺ اسی طرح آیات کریمہ سنا سنا کر نصیحت کرتے رہے، پھر فرمایا:

''صدقہ کرو، اس سے پہلے کہ تم صدقہ نہ کر سکو۔ صدقہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہیں

Marfat.com

صدقہ کرنے سے روک دیا جائے۔ ہر آدمی اپنے درہم و دینار، گندم اور جو کا صدقہ کرے اور کوئی صدقے کی کسی چیز کو حقیر نہ جانے۔"

پھر آپ ﷺ صدقے کی انواع گنواتے رہے۔ آخر میں فرمایا:

"صدقہ کرو، خواہ آدھی کھجور ہی کا ہو۔"

اس پر انصار کا ایک آدمی اپنے ہاتھ میں تھیلی لئے کھڑا ہوا۔ اس نے وہ تھیلی منبر پر رسول اللہ ﷺ کو پکڑا دی۔ آپ ﷺ کے مبارک چہرے پر خوشی کے آثار دکھائی دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے گھروں کو گئے اور صدقات لے کر آئے۔ کوئی ایک دینار لے کر آیا تو کوئی ایک درہم۔ کوئی ایک کھجور لایا اور کوئی کپڑے۔ الغرض آپ ﷺ کے سامنے دو ڈھیر لگ گئے۔ ایک ڈھیر کھانے پینے کی اشیاء کا اور ایک ڈھیر کپڑوں کا۔ یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ دمکنے لگا گویا چاند کا ٹکڑا ہو۔ آپ ﷺ نے یہ سارا سامان انہی فقراء میں تقسیم فرما دیا۔ ۲۸۰؎

اسی طرح سب سے اہم مدد وہ بھی ہے جو دوست کی عدم موجودگی میں کی جاتی ہے، کیونکہ ایسی مدد چاپلوسی اور دکھاوے سے پاک ہوگی۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((من نصر اخاہ بظھرہ الغیب نصرہ اللہ فی الدنیا و الآخرۃ)) ۲۸۱؎

"جو اپنے بھائی کی مدد اس کی غیر حاضری میں کرے، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی نصرت فرماتا ہے۔"

نصرت اور مدد کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ اپنے دینی بھائی کی غیبت سنے تو اسے رد کر دے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من تطول علی اخیہ فی غیبۃ سمعھا فی مجلس فردھا عنہ رد اللہ عنہ الف باب من الشر فی الدنیا والآخرۃ و ان ھو لم یردھا وھو قادر علی ردھا کان کوزر من اغتابہ سبعین مرۃ)) ۲۸۲؎

"کسی مجلس میں اپنے بھائی کی غیبت دیر تک سننے کے بعد اسے رد کرے تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس سے شر کے ایک ہزار دروازے بند کر دے گا، اگر ممکن ہونے کے باوجود بھی (غیبت) رد نہ کرے تو اسے غیبت کرنے والے سے ستر (۷۰) گنا زیادہ گناہ ہوگا۔"

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من ذب عن لحم اخیه بالغیبة کان حقا علی الله ان یعتقه من النار)) ۲۸۳

"جس نے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کیا، اللہ پر حق ہے کہ اسے آگ سے آزاد کر دے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوستی کو برقرار رکھنے کے لئے ایک بھائی کے حقوق کو پورا کرنے کی بھرپور تاکید کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی:

((لا تضیعن حق اخیك اتكالا علی مابینك و بینه فانه لیس لك باخ من اضقت حقه)) ۲۸۴

"دوستی پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے بھائی کا حق ضائع نہ کرو، وہ تمہارا بھائی نہیں جس کا تم حق ضائع کرو۔"

بہترین دوست وہ ہے جو دکھ سکھ دونوں حالتوں میں وفادار رہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((أمشی مع أخ فی حاجة أحب الی من أن أعتکف فی هذا المسجد شهرا)) ۲۸۵

"میں کسی بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلوں۔ یہ عمل مجھے اس عمل سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس مسجد (نبوی) میں ایک مہینہ اعتکاف بیٹھوں۔"

نیز فرمایا:

Marfat.com

((لئن أعین اخی المؤمن علی حاجة أحب الی من صیام شهر واعتکافه)) ۲۸۶ؔ

"بوقت ضرورت اپنے مومن بھائی کی اعانت کرنا میرے نزدیک ایک ماہ کے روزوں اور ایک اعتکاف سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

((ومن مشی مع أخیه فی حاجة حتی تتهیا له أثبت الله قدمه یوم تزول الاقدام)) ۲۸۷ؔ

"جو کوئی اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے چلا یہاں تک کہ اس نے اس کے لئے آسانی کر دی تو اللہ تعالیٰ اس کے قدم اس دن ثابت کر دے گا جس دن سارے قدم لڑکھڑاتے ہوں گے۔"

اگر دوست کو مالی تعاون کی ضرورت ہو حتی الوسع حاجت منداور ضرورت مند دوست کی حاجت برآری کرنی چاہیئے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے انہیں قرض دینا چاہیے۔ جسے قرآن کریم میں قرض حسنہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةًؕ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴿۲۴۵﴾} ۲۸۸ؔ

"ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے، پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

اپنے دوست کی حاجت روائی کی فضیلت ان الفاظ میں بیان فرمائی:

((من کان فی حاجة أخیه کان الله فی حاجته)) ۲۸۹ؔ

"جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے۔"

Marfat.com

نیز فرمایا:

((من انظر معسرا أو وضع عنه أظله الله فی ظله یوم لا ظل الا ظله)) ۲۹۰؎

"جس نے کسی بندے کے اوپر سے مشکل ہٹا دی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا۔"

احادیث مبارکہ میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ مانگنے سے پہلے ہی برادر مومن کی مشکل حل کرنے کے لئے اقدام کیا جائے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"جب کوئی مجھ سے لو لگائے اور میں درخواست سے پہلے اسے کچھ نہ دوں تو درحقیقت جو کچھ میں نے اسے دیا ہے اس کی قیمت میں پہلے ہی اس سے لے چکا ہوں اس لئے کہ اس نے اپنی عزت و آبرو کو بیچ دیا ہے۔" ۲۹۱؎

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((المعونة صداقة)) ۲۹۲؎

"مدد کرنا سچی محبت ہے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((لا یکون الصدیق صدیقا حتی یحفظ اخاہ فی ثلاث: فی غیبته و نکبته ووفاته)) ۲۹۳؎

"دوست اس وقت تک دوست نہیں ہوتا جب تک وہ تین موقعوں پر اپنے بھائی کی حفاظت نہ کرے۔ جب وہ غائب ہو جائے اور جب اس پر کٹھن وقت آئے اور جب وہ وفات پا جائے۔"

آپ ہی سے منسوب یہ شعر بھی ہے:

خزی اللہ الشدائد کل خیر
عرفت بھا عدوی من صدیقی ۲۹۴؎

Marfat.com

''زندگی میں پیش آنے والی سختیوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جن سے دوست اور دشمن کی پہچان ہوگئی۔''

سختیوں میں دوست کی مدد کی فضیلت کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے:

''تم میں سے کون پسند کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی گرمی اور شدت سے محفوظ رکھیں؟''

یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار دہرائی، تو سب نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم سب یہ پسند کریں گے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کسی تنگ حال کو مہلت دی یا اس کی تنگی دور کر دی تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی گرمی سے محفوظ رکھیں گے۔''[۲۹۵]

شاعر کہتا ہے:

ان الکرام اذا ما ایسروا ذکروا
من کان یالفھم فی المنزل الخشن[۲۹۶]

''بیشک معزز لوگ جب خوشحال ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے بوسیدہ گھر میں آنے والے دوستوں کو یاد رکھتے ہیں۔''

(۲۶) دوست کی تکریم و تعظیم:

لغت میں تکریم، کرم، یکرم کا مصدر ہے۔ اس کے معنی شرافت کے ہیں اور اس کا مادہ ک رم ہے۔ کریم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے جس کی تشریح میں امام غزالیؒ رقمطراز ہیں:

''کریم وہ ذات ہے جو دیتی ہے تو پورا دیتی ہے، جب وعدہ کرتی ہے تو وفا کرتی ہے اور جب کچھ عطا کرتی ہے تو اُمید کی انتہاؤں سے بھی زیادہ عطا کرتی ہے اور اسے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہوتی کہ کتنا دیا اور کس کو دیا۔''[۲۹۷]

اسلام تکریم انسانیت کا دین ہے۔ یہ انسان کی تکریم ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو

Marfat.com

دوسری تمام مخلوقات پر تسلط عطا فرمایا اور تمام مخلوقات کو اس کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کے دوران دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے:

((ما اطیبك و اطیب ریحك، ما اعظمك و اعظم حرمتك، والذی نفس محمد بیدہ، لحرمة المومن اعظم عند الله حرمة منك ماله و دمه، وان نظن به الا خیرا)) ۲۹۸

”(اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔“

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ اگر کوئی انسان دوسروں کا احترام کرے گا تو وہ خود بھی محترم رہے گا اور اگر دوسروں کی توہین کرے گا تو خود بھی ذلیل ہو جائے گا۔ اسی لئے احادیث مبارکہ میں دوست کی تعظیم و تکریم کی تاکید ہوئی ہے تاکہ روابط اور زیادہ مضبوط ہوں، دلوں میں صفائی آجائے اور محبت میں اضافہ ہو۔ یمنی سردار سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو رسول کریم ﷺ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ابھی یہ مسجد نبوی میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی آمد کی اطلاع ان الفاظ میں دی۔ ارشاد فرمایا:

”اس دروازے یا اس راستے سے تمہارے پاس یمن والوں کا بہترین شخص داخل ہوگا۔“

وہ تشریف لائے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور بیعت کا

Marfat.com

شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں پوشاک پہنائی اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں کی تربیت فرمائی:

((اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ)) ۲۹۹؎

''جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز سردار آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔''

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی عبا ان کے لئے فرش پر بچھا دی تھی۔ ۳۰۰؎

سیدہ اُم معبد عاتکہ بنت خالد رضی اللہ عنہا جنہوں نے سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی میزبانی کی تھی، کچھ عرصے کے بعد بکریاں فروخت کرنے کے لئے مدینہ منورہ آئیں۔ اُن کے بیٹے نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگا: امی جان! یہ تو وہی آدمی ہے جو اس بابرکت آدمی کے ساتھ تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (وفا اسے کہتے ہیں، اخلاق اس کا نام ہے، آپ ﷺ اُم معبد کے خیمے میں اترنا اور ان کا برتاؤ بھولے نہیں) آپ ﷺ نے انہیں عزت و احترام سے نوازا، ان کی ضیافت کی، ان کو کھانا کھلایا اور ان کو تحائف دے کر رخصت فرمایا۔ ۳۰۱؎

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کے ہمہ گیر اور ہمہ وقت ساتھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کو لئے ہوئے بیت اللہ کے صحن میں داخل ہوئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے ضعیف والد کو لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کو اعزاز اور تکریم دیتے ہوئے فرمایا:

((ھلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتی أکون أنا آتیہ فیہ)) ۳۰۲؎

''ان بزرگ کو گھر پر ہی رہنے دیتے، ہم خود وہاں جا کر ان سے مل لیتے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے ابو قحافہ کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:

((اسلم))

''اسلام لے آؤ۔''

ابو قحافہ نے اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کے اسلام لانے پر مبارکباد بھی دی۔ ۳۰۳ے

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ما من رجل مسلم اکرم اخاہ المسلم بتکرمۃ یرید بھا وجہ اللہ الا نظر اللہ الیہ)) ۳۰۴ے

''کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اکرام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہ رحمت فرمائے گا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اس وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ تکیہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کو پیش کیا تو انہوں نے کہا: اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! ہمیں بھی بتاؤ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تکیہ مجھے عطا فرمادیا اور ارشاد فرمایا:

((یا سلمان ما من مسلم دخل علی اخیہ المسلم فیلقی لہ الوسادہ اکرامالہ الا غفر اللہ لہ)) ۳۰۵ے

''اے سلمان! جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے لئے تکریم کرتے ہوئے تکیہ بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔''

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ گفتگو کرتے وقت ان کی باری کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک انصاری آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ پوچھا۔ اسی دوران بنی ثقیف کا ایک شخص بھی آ کر کچھ عرض کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((یا اخا ثقیف ان الانصاری قد سبقك بالمسئلۃ فاجلس کیما نبدی بحاجۃ الانصاری قبل حاجتك)) ۳۰۶ے

''اے بنی ثقیف بھائی! ہمارا انصاری بھائی آپ سے پہلے آیا ہے، آپ بیٹھ

Marfat.com

جائیں تاکہ میں آپ سے پہلے اس کے ساتھ گفتگو ختم کروں۔"

سلف صالحین رحمہم اللہ نے بھی تعلیمات نبوی پر عمل پیرا ہونے کا حق ادا کر دیا۔اس حوالے سے امام رازیؒ کا ایک عجیب واقعہ کتابوں میں ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ابو علی الرباطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عبداللہ رازیؒ کی معیت میں دیہات کا سفر کیا۔انہوں نے پوچھا کہ سفر کے امیر تم بنو گے یا میں؟ (شریعت کہتی ہے کہ دو بندے بھی سفر کریں تو وہ ایک کو امیر بنا لیں،تاکہ سفر آسان ہو جائے) میں نے کہا: نہیں، آپ امیر ہیں؟ انہوں نے کہا: کہ پھر تمہیں میری بات ماننی پڑے گی۔میں نے کہا: بہت اچھا۔اب انہوں نے ایک برتن لیا،اس میں زادراہ وغیرہ ڈالا اور اپنی کمر پر رکھ لیا۔جب میں نے کہا کہ یہ مجھے دے دیں تو فرمانے لگے: کہ تم نے نہیں کہا تھا کہ آپ امیر ہیں۔اب تمہیں میری بات ماننی پڑے گی۔پھر ایک رات بارش آ گئی۔ (انہوں نے مجھے بٹھا دیا) اور اپنے کندھے کی چادر لی اور اسے پھیلا کر ساری رات کھڑے رہے اور میں چادر کے نیچے بیٹھا رہا،وہ اس طرح مجھ سے بارش کو روکتے رہے۔اور میرا یہ حال تھا کہ میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا:

((لیتنی متّ! ولم أقل: أنت الامیر)) ۳۰۷ے

"کاش میں مر جاتا! اور میں نے یہ نہ کہا ہوتا کہ آپ میرے امیر ہیں۔"

جس طرح انسان اپنے لئے تعظیم و احترام پسند کرتا ہے اسی طرح اسے چاہیئے کہ اپنے بھائی کا بھی احترام کرے۔رسول کریم ﷺ نے یہ عظیم اصول ان الفاظ میں بیان فرمایا:

((لا یؤمن احدکم حتی یحب لأخیه ما یحب لنفسه)) ۳۰۸ے

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

Marfat.com

(۲۷) دوست کے لئے ایثار و فدا کاری:

جب لوگ دوستی کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو در حقیقت ایثار و فدا کاری موضوع بحث ہوتا ہے۔ ایثار کی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کو اپنے نفس پر مقدم سمجھے اور اس کی مصلحت کو اپنی ذاتی مصلحت پر ترجیح دے اور اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم سمجھے۔ ایثار ایک ایسا مقام ہے جس پر صاحبان صبر و کمال ہی فائز ہو سکتے ہیں۔ یہ برادری کا سب سے اعلیٰ مقام اور دوستی کا سب سے بلند درجہ ہے۔

ہوسکتا ہے مادہ پرست لوگ اس ایثار کو افسانہ سمجھیں اور ایسے جانبازوں پر پاگل ہونے کی تہمت لگا دیں۔ لیکن جو شخص دوستی کی اہمیت سے آشنا ہو وہ اسی میں اپنا آرام و سکون محسوس کرتا ہے کہ مسکراتے چہرے اور دلی جذبات کے ساتھ اپنے دوست کے لئے ایثار کا مظاہرہ کرے۔ ایثار و فدا کاری، رسول کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا خاصہ تھا، آپ ﷺ اپنی واجب ضرورتوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے دوسروں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے اور ان کی خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم فرماتے تھے، لوگوں نے اس ایثار کی وجہ سے اپنے دلوں میں رسول کریم ﷺ کی قربت و محبت اس طرح محسوس کی کہ اپنا آبائی دین چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ رسول کریم ﷺ کا اُسوہ حسنہ ملاحظہ ہو کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((ما احب ان اُحدا ذاك عندی ذهب امسی ثالثة، عندی منه دینارٌ، الا دینارا اُرصده لدین)) ۳۰۹

"میرے پاس اگر اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تین دن گزرنے کے بعد میرے پاس اس میں سے کچھ بھی بچا ہوا رہے، ہاں! اگر قرض کی ادائیگی کے لئے میں کچھ رکھ لوں تو اور بات ہے۔"

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے ایثار کے بارے میں ایک مرتبہ بیان کیا:

((انك لتصل الرحم و تحمل الكل و تكسب المعدوم و تقری

Marfat.com

والضیف و تعین علی نوائب الحق)) ۳۱۰

''آپ تعلق کو جوڑتے اور ناتواں کا بوجھ اپنے اوپر لے لیتے اور جو چیز ان کے پاس نہ ہوتی وہ لا کر انہیں دیتے، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے اور مشکل میں حق دار کی مدد کرتے۔''

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دعوت کا آغاز کیا تو آپ ﷺ نے ایثار و فداکاری کی حقیقت کو نہ صرف خود سمجھا اور اپنایا بلکہ اپنے مددگار رشتہ داروں کو سمجھایا۔ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس مقدس دعوت کی خاطر اپنی ساری دولت لٹا دی۔ لوگوں کی دعوت اسلام دینے کے لئے جتنے بھی پروگرام ہوتے ان کے تمام اخراجات وہ خود اٹھاتیں، یہی وجہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی امیر ترین خاتون فوت ہوئیں تو ان کی ملکیت میں کفن خریدنے کے لئے بھی رقم نہ تھی۔ ۳۱۱

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی ناداری و مفلسی کا تذکرہ کیا اور کچھ مالی امداد چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا کچھ عطا فرمایا، روایت کے الفاظ ہیں:

((فاعطاہ غنما بین جبلین))

''دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی ساری بکریاں اس کو عطا فرما دیں۔''

وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور ان سے کہنے لگا:

((یا قوم! اسلموا. فان محمدا لیعطی عطاء لا یخاف الفقر)) ۳۱۲

''میری قوم! تم سب کے سب اسلام قبول کر لو کیونکہ محمد (ﷺ) تو اتنا کچھ عطا کر دیتے ہیں کہ انہیں فقر و فاقہ کا اندیشہ ہی نہیں ہوتا۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

((ما سئل رسول اللہ ﷺ شیئا قط. فقال "لا")) ۳۱۳

''کبھی کسی چیز کا رسول اللہ ﷺ سے سوال نہیں کیا گیا کہ جواب میں آپ نے

Marfat.com

''نہیں'' فرمایا ہو۔''

آپ ﷺ کسی بھی حاجت مند کو رد نہیں فرماتے تھے، اگر چہ آپ خود مطلوبہ چیز کے حاجت مند ہوتے۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آپ ﷺ کے لئے ایک موٹی چادر لائی جس کے کنارے بُنے ہوئے تھے اور آ کر عرض کرنے لگی: میں نے اس چادر کو اس لئے بُنا ہے تاکہ آپ کو پہناؤں! آپ ﷺ نے اس چادر کو لے لیا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ پھر آپ ہمارے پاس آئے تو ایک شخص نے اس چادر کی تعریف کی اور عرض کیا: یہ کتنی خوبصورت ہے، یہ مجھے پہنا دیجئے! آپ نے اُسی وقت وہ چادر اُسے عنایت فرما دی۔ لوگوں نے اس آدمی سے کہا: یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو خود اس کی ضرورت تھی اور تم نے مانگ لی حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ انکار نہیں کرتے؟ اس شخص نے کہا:

((انی واللہ ما سالته لالبسه، انما سالته لتکون کفنی. قال سھلٌ فکانت کفنه)) ۳۱۴

''اللہ کی قسم! میں نے یہ اس لئے نہیں مانگی کہ اس کو پہنوں بلکہ اس لئے مانگی ہے کہ اس کو اپنا کفن بناؤں! سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر یہی چادر اس کا کفن بنی۔''

رسول اللہ ﷺ کو خود بھی ضرورت تھی، لیکن آپ ﷺ نے جذبہ ایثار و قربانی کا درس دیتے ہوئے سائل کو ترجیح دی۔ جب تنگ حالی اور حاجت مندی میں آپ ﷺ کی عطا و بخشش کا یہ عالم تھا، تو خوشحالی میں آپ کی عطا کا کیا حال ہوگا! ابن رجب حنبلیؒ ''لطائف المعارف'' میں کہتے ہیں کہ میرے نزدیک عرب شاعر ابو تمام کے یہ اشعار رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ ہمایوں کے لئے ہی موزوں ہیں:

تعود بسط الکف حتی لو انه
ثناها لقبض لم تجبه انا مله

Marfat.com

تراه اذا ما جئته متهللا
كانك تعطيه الذى انت سائله
هو البحر من اى النواحى اتيه
فلجته المعروف والجود ساحله
لو لم يكن فى كفه غير روحه
لجاد بها فليتق الله سائله۳۱۵

''اس کا ہاتھ کشادگی کا اتنا عادی ہوا کہ اگر وہ مٹھی بند کرنے کے لئے اسے دُہرا کرے گا تو انگلیاں انکار کر دیں گی۔تم دیکھو گے کہ جب تم اس کے پاس خوشحالی میں آئے تو وہ تجھے اس طرح عطا کرے گا گویا کہ تو سائل ہے۔وہ ایسا بحر ذخار ہے کہ تو اس کے جس کنارے پر آئے اس کی گہرائی معروف ہے اور سخاوت اس کا ساحل ہے۔اگر اس کے ہاتھ میں صرف اپنی ہی جان ہو تو وہ خوشی کے ساتھ پیش کر دے گا کہ سائل اللہ سے ڈر جائے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو نضیر کے یہودیوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرنے کے دن انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''اگر تم پسند کرو تو اپنے مال اور گھر مہاجرین رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دو اور ان اموالِ غنیمت میں ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ اور اگر چاہو تو تمہارے اموال اور گھر تمہارے ہی رہیں اور غنیمت میں سے تمہیں کوئی چیز نہ دی جائے۔''

اس پر انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

''ہم اپنے اموال اور گھر بھی مہاجرین رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیتے ہیں اور اموال غنیمت میں سے بھی کچھ نہیں لیتے۔ہم مہاجرین رضی اللہ عنہم کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔''۳۱۶

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جوار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی تدفین کے لئے

Marfat.com

جب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی تو انہوں نے جذبہ ایثار و قربانی سے معمور اور بھرپور جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے سرتاج اور اپنے شفیق باپ کے پاس اپنا مرقد بنواؤں اور یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے تیار کی ہوئی تھی لیکن آج میں اپنی ذات پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ جاؤ امیر المومنین کو ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دو۔''۳۱۷

انصار مدینہ نے اپنی عسرت کے باوجود مہاجر بھائیوں کا جس طرح استقبال کیا اور ان کو اپنے درمیان جگہ دی، یہ بھی ایثار کی ایک اچھوتی مثال ہے۔ میدان جنگ میں ایثار کے حوالے سے ایک واقعہ سیدنا حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ کا ہے، فرماتے ہیں کہ میں جنگ یرموک میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش شہداء رضی اللہ عنہم کی لاشوں میں کرنے کے لیے نکلا اور کچھ پانی ساتھ لیا کہ اگر ان میں کچھ جان ہوئی تو پانی پلا دوں گا، ان کے پاس پہنچا تو کچھ رمق زندگی کی باقی تھی، میں نے کہا کہ کیا آپ کو پانی پلا دوں، اشارے سے کہا کہ ''ہاں'' مگر فوراً ہی قریب سے ایک دوسرے شہید کی آواز ''آہ آہ'' کی آئی تو میرے بھائی نے کہا کہ یہ پانی ان کو دے دو، میں ان کے پاس پہنچا اور پانی دینا چاہا تو تیسرے آدمی کی آواز ان کے کان میں پڑی، انہوں نے بھی اس تیسرے کو دینے کے لیے کہہ دیا، اسی طرح یکے بعد دیگرے سات شہیدوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ جب ساتویں شہید کے پاس پہنچا تو وہ دم توڑ چکے تھے، یہاں سے اپنے بھائی کے پاس پہنچا تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے۔۳۱۸

اندازہ کیجیے کہ اگر پیاس کی شدت، گرمی و دھوپ کی تپش، زخموں سے چور اور پھر حالت بھی نزاع کی ایسے نازک موقع پر دوسروں کا خیال محض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تربیت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی نمونہ اور قوت ایمان کا ہی کرشمہ ہو سکتا ہے، اخلاق و اقدار کی بلندی کے اسی اعجاز کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے:

{وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ} ۳۱۹

Marfat.com

"اور وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود محتاج ہوں۔"

سیدنا اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنا تشدد کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے چلا کر کہا: اپنے ساتھی کو بچاؤ۔ چنانچہ وہ ہمارے پاس سے چل دیئے۔آپ نے اس وقت اپنے بالوں کی چار مینڈھیاں کی ہوئی تھیں اور آپ یہ پکار رہے تھے:

((ویلکم !اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ))

"تمہارا ستیاناس !کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔"

کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر آپ پر پل پڑے۔جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس گھر واپس آئے تو ان کی حالت یہ تھی کہ جہاں سے بھی آپ کی کسی مینڈھی کو چھوا جاتا وہاں سے بال جھڑ کر ہاتھ میں آجاتے تھے۔ ۳۲۰

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا شب ہجرت بستر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو جانا ایثار و فدا کاری کی ایک عظیم مثال ہے۔ربیع الاول کی پہلی رات جب قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کے وہی الفاظ نازل ہوئے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ایک ہی خواہ نے ان سے کہے تھے:

{اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ.} ۳۲۱

"شہر کے سردار آپ کے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں لہٰذا آپ یہاں سے نکل جائیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا:

"اے علی رضی اللہ عنہ! تمہیں آج رات میرے لئے جانثاری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔۔۔میں رات کے وقت جو چادر اوڑھ کر سوتا ہوں وہی تم اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ۔" ۳۲۲

قرآن کریم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس فدا کاری کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾} ۳۲۳

Marfat.com

"اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بیچ دیتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔"

پھر سفر ہجرت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایثار ملاحظہ ہو، جب وہ غار کے دہانے پر پہنچے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

((یا رسول اللہ ﷺ! کما انت حتی استبری))

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ذرا سا باہر ہی ٹھہریئے تا کہ میں غار کا اچھی طرح جائزہ لے لوں۔"

جب انہوں نے غار میں ایک جگہ سوراخ دیکھا تو اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور عرض کیا:

((یا رسول اللہ ﷺ! ان کانت لسعة أو لدغة کانت بی))

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ اگر کوئی موذی جانور ہو تو وہ مجھے ہی نقصان پہنچائے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محفوظ رہیں۔"

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس بات سے خائف رہتے کہ مبادا کوئی ان کی زندگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت سے دو چار کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے درپے ہو، بلکہ آپ ہمیشہ یہ تمنا کرتے تھے کہ اپنے جان و مال اور اہل و عیال کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیں۔ ۳۲۴

سفر ہجرت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر بھوک کے آثار دیکھے تو کہیں سے دودھ لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، حالانکہ اس وقت وہ خود بھی بھوکے تھے۔ روایت میں ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بعد میں یہ واقعہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پی لیا تو درحقیقت میں سیراب ہو گیا۔ یعنی دودھ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیا لیکن سیراب میں ہو گیا۔ ۳۲۵

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کے گھر رات کو مہمان آ گیا، ان کے پاس صرف اتنا کھانا تھا کہ یہ خود اور ان کے بچے کھا سکیں، انھوں نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچوں کو کسی طرح سلا دو اور گھر کا چراغ گل کر دو پھر مہمان کے سامنے کھانا رکھ کر برابر بیٹھ جاؤ

Marfat.com

کہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی کھا رہے ہیں؛ مگر ہم نہ کھائیں؛ تا کہ مہمان پیٹ بھر کھا سکے۔ ۳۲۶

امام قشیریؒ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی کو کسی شخص نے ایک بکری کا سر بہ طور ہدیہ پیش کیا، انہوں نے خیال کیا کہ ہمارے فلاں بھائی کے اہل وعیال ہم سے زیادہ ضرورت مند ہیں، یہ سر ان کے پاس بھیج دیا، یہ سر جب دوسرے صحابی کے پاس پہنچا تو اسی طرح انھوں نے تیسرے کے پاس اور تیسرے نے چوتھے کے پاس بھیج دیا، حتیٰ کہ سات گھروں میں پھرنے کے بعد یہ سر پہلے صحابی کے پاس واپس آ گیا۔ ۳۲۷

نیک بخت لوگ خیر کی تقسیم کرتے ہیں، جس سے ان کی سعادت اور نیک بختی دو چند ہو جاتی ہے، جبکہ بدنصیب خیر کو اپنی ہی ذات میں سمیٹ کر رکھتے ہیں، جو ان کے سینوں ہی میں گھٹ کر ختم ہو جاتی ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((بالایثار علی نفسك تملك الرقاب)) ۳۲۸

"ایثار اور فداکاری کے ذریعہ دوسروں کو اپنا بندہ بنا سکتے ہو۔"

سچا دوست وہ ہے جو ہمیشہ اپنے دوست کو فائدہ پہنچانے کے لئے خود ضرر اٹھائے۔ جب وہ گردش زمانہ میں مبتلا ہو تو وہ اسے سنبھالا دینے کے لئے اپنے آپ کو پراگندہ کر دے۔ جس طرح اپنی جان، مال، اہل وعیال اور مال ومنال کی حفاظت وعزت پیاری ہے اسی طرح دوستوں کی ان سب چیزوں کی نگرانی وآبرو بھی عزیز ہونی چاہیئے۔ ایسا ایثار اور فداکاری دوستوں کے دل جیتنے کی کنجی ہے۔

(۲۸) دوست کے لئے مفید مشاورت اور حکیمانہ نصیحتیں:

مشورے سے دوسرے عقلمند لوگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے، انسان کو سوچ بچار کرنے کے لمحات میسر آتے ہیں اور صحیح اور درست رائے تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ جب کہ دوسرے جانب اپنی مرضی اور جلد بازی میں کیے ہوئے کام میں خیر د

Marfat.com

برکت کم اور نقصان اور پریشانی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

اپنے بھائی سے محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اسے اچھا مشورہ دیا جائے اور خیر خواہی اور خلوص کا برتاؤ کیا جائے۔ان کو قرآن و حدیث سنایا جائے، صراط مستقیم کی طرف بلایا جائے، دین و دنیا کی بھلائیوں سے آگاہ کیا جائے، ان کو فائدہ پہنچایا جائے اور ہر قسم کے ضرر سے بچایا جائے۔مشورے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بھی مشورہ کرنے کا حکم دیا، حالانکہ آپ کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی تھی۔ارشاد فرمایا:

{وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ} ۳۲۹

''اور معاملات میں ان سے مشورہ کرلیا کریں، پھر جب آپ عزم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔''

رسول کریم ﷺ مختلف مواقع پر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب فرماتے۔غزوہ بدر سے قبل جب آپ ﷺ کو تجارتی قافلے کے بچ نکلنے اور قریشی سرداروں کی لڑائی پر ضد کرنے کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے ان سے مشورہ طلب فرمایا:

((اشیروا علی ایها الناس)) ۳۳۰

''اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔''

تو مہاجرین کی جانب سے سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا:

{فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ} ۳۳۱

''تو اور تیرا رب جائے، پھر تم دونوں ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔''

بلکہ آپ ﷺ قدم بڑھائیے ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کو ایسا محسوس ہوا جیسے بہت بڑا بوجھ سر سے اتر گیا ہو۔ ۳۳۲

ایک مرتبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنفس نفیس فارسیوں سے قتال کے لئے جانے کا

Marfat.com

ارادہ فرمایا۔ انہوں نے اس بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو آپ نے وہی مشورہ دیا جو ایک سچا خیر خواہ اور والہانہ چاہت رکھنے والا شخص دے سکتا ہے کہ اُمت کو آپ کی ضرورت ہے، آپ بذات خود محاذ جنگ پر تشریف نہ لے جائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ زندگی بھر اسی فکر میں رہتے تھے کہ کہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ ۳۳۳

آپ کو چاہیئے کہ اپنے دوستوں کے لئے بارش کے قطرے کی طرح فیض رساں بنیں۔ جو کتنا چھوٹا ہوتا ہے لیکن اپنی عطاو بخشش کے اعتبار سے بہت بڑا ہوتا ہے۔ انہیں اچھے اور مفید مشوروں سے نوازیں، جتنے لوگ آپ سے مستفید ہوں گے، اتنی ہی خوشی اور اطمینان آپ کو نصیب ہوگا اور آپ ان کے دلوں میں گھر کر جائیں گے۔

اسی طرح دوست کو نصیحت کرنا بھی محبت کا اہم جزو ہے۔ جب تک نصیحت درمیان میں نہ ہو، کوئی دوستی و اخوت قائم نہیں رہ سکتی۔ جو اپنے دوست کے لئے ناصح نہ بنے وہ دوست ہی نہیں ہے۔ دوست میں اگر کوئی نقص و عیب ہو تو پوری نرمی اور لطافت سے اس عیب کی طرف اس کی توجہ مبذول کروائی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین و مومنات کی صفات حمیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے دلی محبت کرتے ہیں، اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا یہی تقاضا ہے۔ لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

{وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔} ۳۳۴

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اخو المؤمن لا يدع نصيحته على كل حال.... خير اخوانك من يصدقك النصيحة و يزينك فى المحافل و

Marfat.com

ينصرك على عدوك)) ۳۳۵

"مومن، مومن کا بھائی ہے، وہ کسی بھی صورت میں نصیحت ترک نہیں کرتا۔۔۔تیرا بہترین دوست وہ ہے جو سچی نصیحت کرے، محافل میں تیری زینت بنے اور دشمنوں کے خلاف تیری مدد کرے۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

"لوگوں سے دوستی کرو تو ان کا تقویٰ دیکھ کر اور اپنی باتوں کو ہر کس و ناکس کے سامنے ضائع مت کرو بلکہ اسے سناؤ جو ان میں دلچسپی رکھتا ہو اور اپنی حاجت اسی کے سامنے بیان کرو جو اسے پوری کرنا پسند کرے اور زندہ لوگوں کی انہیں چیزوں پر رشک کرو کہ جن چیزوں میں مُردوں پر رشک کیا جاتا ہے اور اپنے معاملے میں ان سے مشورہ کرو جو اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔" ۳۳۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت کرتے وقت ایسا انداز اختیار کرتے تھے کہ لوگ اسے قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نماز کے بعد ذکر سکھانا چاہا تو معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا: معاذ! واللہ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ تم ہر نماز کے بعد یہ کہا کرو:

((اللهم اعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك)) ۳۳۷

"اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ انداز نصیحت (واللہ! میں تم سے محبت کرتا ہوں) سچے جذبات پر مبنی تمہید ہے جو قبول نصیحت کے لیئے قائم کی گئی ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود کے قریب پہنچے تو وہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ خوب دھکم پیل ہوئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مضبوط اور قوی الجثہ آدمی تھے۔ وہ ہجوم میں گھس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو تمہید کے طور پر کہا:

"عمر! آپ بلاشبہ مضبوط آدمی ہیں۔"

Marfat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس تعریف پر یقیناً خوش ہوئے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حجر اسود کے پاس دھکم پیل نہ کیا کیجئے۔"[۳۳۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تہجد کی نماز کے متعلق نصیحت کرنا چاہی تو فرمایا:

"عبداللہ! فلاں کی طرح نہ ہونا۔ وہ رات کو نماز تہجد پڑھتا تھا، پھر اس نے رات کی نماز ترک کر دی۔"[۳۳۹]

حقیقی دوست اپنے دوست کی نگاہ، اس کا رہنما، آئینہ اور لباس کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ میل جول انسان کی شخصیت کی نشوونما اور اس میں اخلاقی و معنوی اقدار کی تقویت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ رضا فرہادیان لکھتے ہیں:

"اچھے دوست ایک دوسرے کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، کیونکہ باہمی اصلاح کی مخلصانہ کوشش خود اپنے میں اور دوسروں میں اخلاقی بلندی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اخلاقی برائیوں میں آلودہ، پست اور بدقماش افراد سے دوستی انسان کی ترقی اور ارتقاء میں مضر اثرات کی حامل ہوتی ہے۔"[۳۴۰]

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

"جس شخص نے آپ کو خامی سے آگاہ کیا اس نے آپ کو دوست بنانے کی کوشش کی اور جس نے آپ کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معمولی سمجھا اس نے آپ سے بے نیازی کا اظہار کیا۔ دوست کی سرزنش ایسے ہی ہے جیسے سونے کی ڈلی کو بھٹی میں ڈالا جائے یا تو وہ نکھر کر سامنے آئے گی یا ختم ہو جائے گی۔"[۳۴۱]

ایسے دوست میں کوئی بھلائی نہیں جو غلطی اور بدعملی کی صورت میں نصیحت اور رہنمائی نہیں کرتا۔ اگر اپنے دوست میں کوئی برائی دیکھے تو اسے نصیحت کرے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو! تم اس آیت کریمہ کو پڑھتے ہو اور اس کی وہ تفسیر بیان کرتے ہو جو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کو مراد نہیں، فرمایا:

{يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ} ۳۴۲

''اے ایمان والو! تم اپنے ذمہ دار ہو اگر تم پر ہدایت ہو تو پھر کوئی گمراہ شخص تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

لوگ جب برائی دیکھتے ہیں تو اسے بدلتے نہیں، قریب ہے کہ وہ سب اس کی لپیٹ میں آجائیں۔ ۳۴۳

بہترین دوست وہ ہے جس کی سیرت و کردار اپنے دوستوں کے لئے عملی درس ثابت ہو۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

((اخوك الذی یعظك برؤیته قبل أن یعظك بكلامه)) ۳۴۴

''تمہارا دوست وہ ہے جس کا دیکھنا اس کے بولنے سے پہلے تمہارے لئے باعث نصیحت ہو۔''

انسان خطا و نسیان کا پیکر ہے اس کی زندگی میں کچھ ایسے موڑ آتے ہیں جہاں وہ غلطی اور خطا کا مرتکب ہو جاتا ہے، دو مسلمان بھائی بھی معاشرتی پریشانیوں کی وجہ سے آپسی اختلاف کے شکار ہو جاتے ہیں ایسے عالم میں انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا نقصان دہ ہے ان کی اصلاح اور ان کے درمیان صلح و آشتی کرانا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰} ۳۴۵

''مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو۔ پرہیزگاری کو اپنا شعار بناؤ، ممکن ہے تم بخشے جاؤ۔''

یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی دوست کو پیش کرنے کے لئے سب سے بہترین چیز نصیحت ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

((ما أهدى المسلم لأخيه هدية أفضل من كلمة حكمة تزيده هدى أو ترده عن ردة)) ۳۴۶

''کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے اس حکمت کی بات سے بہتر ہدیہ پیش نہیں کرتا جس سے ہدایت میں اضافہ اور ہلاکت سے دوری ہو۔''

یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ آپ کو ایک ایسے دوست کی ہمیشہ ضرورت ہے جو ہر وقت نصیحت اور رہنمائی کرتا رہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من لم يكن له واعظ من قلبه و زاجر من نفسه ولم يكن له قرين مرشد استمكن عدوه من عنقه)) ۳۴۷

''اگر کسی کو اس کے دل سے وعظ و نصیحت اور نفس سے تنبیہ نہ ملتی ہو اور ہدایت و رہنمائی کرنے والا کوئی ساتھی بھی ساتھ نہ ہو تو اس نے اپنی گردن دشمن کے ہاتھ میں دے دی۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے پہچان لیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی چیز پیش آئی ہے، پس آپ ﷺ نے وضو کیا اور کسی سے کلام نہ فرمایا۔ میں حجرے کے ساتھ لگ کر غور سے سننے لگی کہ آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں، پس آپ ﷺ منبر پر بیٹھ گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا:

''لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو، اس سے پہلے کہ تم دعائیں کرو اور میں تمہاری دعائیں قبول نہ کروں، تم مجھ سے مانگو اور میں تمہیں عطا نہ کروں، تم مجھ سے مدد طلب کرو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔''

پس آپ ﷺ نے مزید کچھ نہ فرمایا حتیٰ کہ آپ ﷺ منبر سے نیچے اتر آئے۔ ۳۴۸

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ نصیحت مناسب وقت دیکھ کر اور تنہائی میں کی جائے۔ فطری طور پر ایک انسان کبھی یہ پسند نہیں کرتا کہ سب کے

Marfat.com

سامنے اس کی کوتاہیاں بیان کی جائیں، اور جو شخص کسی کی کمی کو بھرے مجمع میں بیان کر دیتا ہے ایسے شخص سے اس کی طبیعت نفرت کرنے لگتی ہے اور وہ اصلاح کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا، گو کہ نقد برمحل ہو اور وہ عیب واقعی اس کے اندر پایا جا رہا ہو۔ اسی طرح نصیحت اشارہ اور کنایہ میں ہو دوٹوک الفاظ میں نہ ہو البتہ اگر وہ اشارہ اور کنایہ کو نہ سمجھ رہا ہو تو صراحت بھی ضروری ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ ہمارے سامنے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی کی اصلاح کرنی ہوتی تو اشارہ اور کنایہ سے اس کی اصلاح کرتے تھے، براہ راست ٹوکتے نہ تھے، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی کی بابت کوئی بات پہنچتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو نشانہ بنائے بغیر عام خطاب کے انداز میں فرماتے:

((ما بال اقوام یفلون کذا و کذا؟))

''کیا بات ہے لوگ ایسا ویسا کرتے ہیں؟''

اپنے دوست کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کے ساتھ ساتھ خود بھی اعمال صالحہ پر مداومت اختیار کرنی چاہیئے۔ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''قیامت کے دن ایک شخص جہنم میں ڈالا جائے گا، اور وہ گدھے کی راہٹ کے گرد چکر لگانے کی طرح چکر لگائے گا۔ اس کے پاس جہنمی لوگ اکھٹے ہو جائیں گے اور دریافت کریں گے کہ اے فلاں! تُو تو ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع کیا کرتا تھا۔ تو وہ شخص کہے گا: میں تمہیں نیکی کا حکم کیا کرتا تھا لیکن میں خود نیکی نہیں کیا کرتا تھا اور تمہیں تو برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود اس سے اجتناب نہیں کیا کرتا تھا۔'' ۳۴۹

Marfat.com

(۲۹) دوست کے لئے پرخلوص دُعائیں:

وہ انسان جس کے دل میں ایمانی بشاشت رچ بس گئی ہو اپنے دینی بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔ لہٰذا وہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعائیں کرنا نہیں بھولتا، ایک غائب کی دوسرے غائب کے لئے دعا، جو اخوت کی سچی حرارت سے لبریز ہوتی ہے اور جو مخلص اور محبت کرنے والے دل سے نکلتی ہے۔

دوستوں کے لئے پرخلوص دعاؤں سے بڑھ کر کوئی سوغات نہیں۔ ہمیشہ اپنے دوستوں کو اپنی تنہائی کی نیک دعاؤں میں یاد رکھنا ظاہر و باطن دونوں میں دوستی کی صداقت پر بہترین دلیل ہے۔ دوستی میں محبت اور خلوص کی کوئی علامت اس سے بہتر نہیں ہو سکتی، جس میں اپنے دوست کے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر اور توفیق طلب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ} ۳۵۰

"اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔"

قرآن کریم میں تلقین فرمائی گئی ہے کہ آپس میں ناگواری یا کدورت کے دور ہونے کے لئے دعا مانگیں:

{رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰} ۳۵۱

"اے ہمارے رب! ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ نہ رہنے دے۔"

اگر اپنے دوست کا نام لے کر یا اس کا خیال کر کے دعا کی جائے تو اس سے مزید تعلق پیدا ہوتا ہے۔ نیز دوست کی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ یہ صدق دل سے نکلتی ہے، اس میں

Marfat.com

خلوص ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بچوں کی دعا قبول فرماتا اور مخلصین کی اُمیدیں برلاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((یستجاب للرجال فی اخیہ ما لا یستجاب لہ فی نفسہ))

"اپنے دوست کے بارے میں وہ دعائیں قبول ہو سکتی ہیں جو اپنے بارے میں قبول نہیں ہوتیں۔"

آپ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"چار آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ عادل پیشوا، والد کی دعا (اولاد کے لئے)، مومن بھائی کے لئے پس پشت دعا اور مظلوم کی دعا۔" ۳۵۲

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تنسانا یا اخی فی دعائك))

"اے میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے روئے زمین کی تمام قیمتی اشیاء رسول اللہ ﷺ کے اس لفظ "یا اخی" کے مقابلے میں ہیچ نظر آتی ہیں۔ ۳۵۳

اپنے دوست کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعا کرنا بہت عظمت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دعا مانگنے والے کو بھی وہی کچھ عطا فرما دیتا ہے جو اس نے اپنے دوست کے لئے مانگا ہے۔ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ کو سفر حج پر روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں بھی اپنی خیر کی دعاؤں میں یاد رکھنا، ہم نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((دعوۃ المرء المسلم لاخیہ بظھر القلب مستجابۃ، عند راسہ ملك موکل کلما دعا لاخیہ بخیر، قال الملك الموکل بہ آمین ولك بمثل)) ۳۵۴

Marfat.com

"مسلمان آدمی کی عدم موجودگی میں اپنے بھائی کے حق میں دعا قبول کی جاتی ہے۔اس کے سر کے قریب ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے۔جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے آمین! اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی اس کے مثل عطا فرمائے۔"

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ جب بوقت تہجد بیدار ہوتے تو تقریباً اپنے تمام ملنے والوں کے نام لے کر ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعا فرماتے۔کسی نے کہا کہ آپ دوسروں کے لئے اس قدر اہتمام سے دعا کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ میں تنہائی میں ان کے لئے دعا کروں اور رحمت کے فرشتے میرے لئے دعا کریں۔"۳۵۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ دعاؤں میں مشغول رہتے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی دعا ترک نہیں فرمائی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے لئے دعا فرمائی، دعا قبول ہوئی اور وہ ایسے دن اسلام لے آئے، جس دن ان کے اسلام قبول کرنے کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ہی کی برکت تھی۔۳۵۶

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی میں دینی بھائیوں کے حقوق کی رعایت کرنے میں کافی حساس تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول اس طرح بیان کیا گیا ہے:

((کان رسول اللہ اذ فقد الرجل من اخوانہ ثلاث: ایام سال عنہ فان کا غائبا دعا لہ و ان کان شاھدا زارہ و ان کان مریضا عادہ)) ۳۵۷

"اگر ایک دن تک اپنے دینی بھائی کو نہیں دیکھتے تھے تو اس کے متعلق سوال کرتے تھے اگر وہ غائب ہوتا تو اس کے لئے دعا کرتے اور اگر موجود ہوتا تو اس سے ملنے کے لئے جاتے تھے یا اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے تھے۔"

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے۔وہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

((فبصر بی ودعا لی بدعوات ما یسرنی بھا الدنیا وما فیھا)) ۳۵۸ؔ

"آپ ﷺ نے میری طرف نظر مبارک کی اور مجھے اتنی دعائیں دیں کہ دنیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے، اگر مجھے بدلے میں مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہوگی۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے یوں دعا فرمائی:

((اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ یعنی علیا)) ۳۵۹ؔ

"اے اللہ! جو ان سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔"

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((استغفر لی رسول اللہ ﷺ لیلۃ البعیر خمسا و عشرین مرۃ)) ۳۶۰ؔ

"رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ البعیر کو میرے لئے پچیس مرتبہ دعائے استغفار فرمائی۔"

سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ قبیلہ دوس میں اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر انہوں نے بتوں کی پوجا چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے رخت سفر باندھا اور رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ سے ملے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! دوس کے لوگوں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ ﷺ ان پر بددعا کیجئے۔"

رسول کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے۔ سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا: "دوس کی شامت اعمال آ گئی!" لیکن رحم دل رسول ﷺ گویا ہوئے:

((اللھم اھد دوسا، اللھم اھد دوسا)) ۳۶۱ؔ

"اے اللہ! دوس کو ہدایت دے۔ اے اللہ! دوس کو ہدایت دے۔"

پھر سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

Marfat.com

"آپ اپنی قوم کے پاس واپس جائیے اور انہیں نرم گفتاری سے اسلام کی طرف بلائیے۔"

وہ واپس گئے اور قوم کو اسلام کا پیغام سناتے رہے، یہاں تک کہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے دوست کے حق میں ہمیشہ اچھی دعائیں کرنا چاہئیں اور مایوس ہوئے بغیر ان کی ہدایت کی حکیمانہ کوشش اور خیر خواہی کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

یزید بن عبدالملکؒ اپنے ساتھیوں پر کھلے دل سے خرچ کرتے اور کہا کرتے:

((انی لاستحیی من الله عزوجل ان اسئل الجنة لاخ من اخوانی، وابخل علیه بدینار أو درهم)) ۳۶۲

"مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ اپنے بھائی کے لئے اللہ سے تو میں جنت مانگوں اور جب میرا معاملہ آئے تو میں ان پر درہم اور دینار خرچ کرنے میں کنجوسی کروں۔"

ہر شخص اپنے لئے دعائیہ کلمات پسند کرتا ہے۔آپ اس سے مل کر سلام کے بعد حال احوال پوچھیں اور یہ بھی کہہ دیں کہ اللہ آپ کو خوش رکھے، آپ کی زندگی میں برکت دے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔اسی طرح کسی دوست سے ملیں اور اس کے بچے بھی ہمراہ ہوں تو آپ انہیں بھی ضرور دعائیہ کلمات سے نوازیں۔

(۳۰) دوست کی سچی قدردانی اور تحسین:

ہر انسان فطرتاً یہ چاہتا ہے کہ اس کی عزت اور عظمت کا لحاظ رکھا جائے اور کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جس سے اس کی خودداری کو ٹھیس پہنچے۔دوسری جانب اپنی سچی تعریف اور قدردانی کے الفاظ سے انسان اتنا خوش ہوتا ہے کہ اس کو ایک قسم کی توانائی حاصل ہوتی ہے۔اس لئے دوست احباب ایک دوسرے کے عیوب کی شکایت کر کے زندگی کو بے مزہ بنانے کی بجائے، اگر قابل قدر عادتوں کی موقع بہ موقع تعریف کرتے رہیں تو ان کی دوستی

Marfat.com

قابل رشک ہوسکتی ہے۔

دوستوں کی قدردانی اور ستائش سے ان میں اچھے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ نیز یہ تشویق آگے بڑھنے کے لئے ممد و معاون اور ارتقائی عمل کے لئے نہایت مفید ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ جن افراد کو عطیہ نہ دیا گیا وہ دل ہی دل میں ناراض ہوئے کہ ہمیں کس بنا پر محروم رکھا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:

"واللہ! میں ایک آدمی کو عطیہ دیتا ہوں اور دوسرے کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جسے چھوڑ دیتا ہوں وہ مجھے اس سے بڑھ کر محبوب ہوتا ہے جسے عطیہ دیتا ہوں۔ لیکن چند افراد کو صرف اس لئے دیتا ہوں کہ میں ان کے دلوں کی بے چینی کو دیکھ لیتا ہوں۔ اور چند لوگوں کو ان کے قلوب میں اللہ کی طرف سے ڈالی گئی خیر کے سپرد کر دیتا ہوں۔ انہی میں سے ایک عمرو بن تغلب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔"

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے برسرِعام اپنی تعریف سنی تو بہت خوش ہوئے۔ بعد کے دنوں میں وہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کرتے:

"واللہ! مجھے پسند نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان جملوں کے بدلے مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔" ۳۶۳

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے لشکر کے سپہ سالار سے فرمایا:

((واخصص أهل النجدة فی أملهم الی منتهی غایة آمالك من النصیحة بالبذل، و حسن الثناء علیهم، و لطیف التعهد لهم رجلا رجلا وما ابلی فی کل مشهد فان کثرة الذکر منك لحسن فعالهم تهز الشجاع و تحرض الناکل)) ۳۶۴

"بہادروں کی توقعات پر اسی طرح خصوصی توجہ دو جیسے تم ان سے توقع رکھتے ہو۔ ان کی نصیحت، ان پر خرچ کر کے اور اچھی قدردانی کے ساتھ کرو اور فرد فرد پر

Marfat.com

مہربان ہو کر اور ان میں سے اچھی کارکردگی دکھانے والوں کے کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا، اس لئے کہ ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہادروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمتوں کو ابھارتا ہے۔"

انسان کو چاہیئے کہ جب بھی کسی دوست سے ملے تو اسے اپنے سے بہتر اور متقی تصور کرے۔ محقق طوسیؒ اس حوالے سے یہ حدیث مبارکہ اپنی کتاب میں لائے ہیں:

((انما الناس رجلان رجل خير منه واتقى و آخر شر منه و أدنى فاذا الفى الذى هو خير منه تواضع له ليلحق به، واذا لقى الذى هو شر منه و أدنى قال: لعل شر هذا ظاهر و خيره باطن)) ۳۶۵ے

"(مومن جب کسی سے ملاقات کرتا ہے تو وہ) لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اس سے بہتر اور متقی اور اس سے بد اور پست تر۔ جب وہ اپنے سے بہتر آدمی سے ملتا ہے تو اس کے لئے تواضع کرتا ہے تا کہ اس کا ساتھی بن سکے اور جب اپنے سے بد تر آدمی سے ملتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ اس کی برائی ظاہری اور خوبی پوشیدہ ہے۔"

اس کے بعد فرمایا:

((فاذا فعل ذلك علا وساد اهل زمانه)) ۳۶۶ے

"اگر ایسا کیا تو وہ بلندیوں کو چھو گیا اور اپنے ہم عمروں پر فوقیت حاصل کر گیا۔"

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم تلاوت وحفظِ قرآن کا بہت اہتمام کرتی تھی۔ ایک سفر کے دوران وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ رات کو ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ صبح ہوئی اور لوگ اکٹھے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اشعری رفقاء رات کو خیموں میں جاتے ہیں تو میں تلاوتِ قرآن میں منہمک ان کی آوازوں سے خیمے پہچان لیتا ہوں۔ اگرچہ میں نے دن کے وقت ان کے خیمے نہیں دیکھے ہوتے۔" ۳۶۷ے

Marfat.com

آپ ﷺ کی اس تعریف اور ستائش سے اشعریوں کو جو مسرت حاصل ہوئی ہوگی اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔اسی طرح ایک صبح آپ ﷺ نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''کاش! رات کو آپ مجھے دیکھتے جب میں آپ کی تلاوت کان لگا کر سن رہا تھا۔

آپ کو تو آلِ داوٗد کے سروں میں سے ایک سر عطا کیا گیا ہے۔''

اس پر سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ خوش ہو کر کہنے لگے:

''اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ ﷺ میری تلاوت بغور سن رہے ہیں تو میں ایسی خوش الحانی سے تلاوت کرتا کہ مزہ آجاتا۔''۳۶۸؎

ایک مرتبہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے کہ سورۂ مبارکہ جمعہ نازل ہوئی۔آپ ﷺ تلاوت فرما رہے تھے اور وہ توجہ سے سن رہے تھے۔جب اس آیت کریمہ پر پہنچے:

{وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③} ۳۶۹؎

''اور ان میں سے کچھ اوروں کو بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست دانا ہے۔''

ایک صحابی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔صحابی نے دوبارہ سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟

اس پر آپ ﷺ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

''اگر ایمان اوجِ ثریا پر بھی ہوتا تو ان لوگوں میں کچھ افراد اسے ضرور جا لیتے۔''۳۷۰؎

سیدنا عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے تھے۔سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ عطیہ پیش کیا۔آپ نے تین سو اونٹ اور سو گھوڑے مع ساز و سامان

Marfat.com

پیش کر دیئے۔آپ ﷺ منبر کی سیڑھی سے نیچے اترے اور فرمایا:

((ما علی عثمان ما عمل بعد هذه! ما علی عثمان ما عمل بعد هذه)) ۳۷۱ے

''عثمان آج کے بعد جو بھی عمل کرے اس پر کوئی گرفت نہیں۔عثمان آج کے بعد جو بھی عمل کرے اس پر کوئی گرفت نہیں۔''

آپ ﷺ کی طرف سے قدر دانی اور حوصلہ افزائی کے کلمات سن کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور اپنی چادر میں ایک ہزار دینار ڈال کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے انہیں الٹنا پلٹنا شروع کیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قدر دانی کرتے ہوئے بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے:

((ما ضرّ ابن عفان ما عمل بعد الیوم)) ۳۷۲ے

''آج کے بعد عفان کا بیٹا (عثمان رضی اللہ عنہ) جو کام چاہے کرے،اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔''

اس موقع پر غریب مسلمانوں نے بھی اپنی محنت کا کمایا ہوا مال شرماتے شرماتے دیا۔اس لئے انہیں منافقین کی طعنہ زنی سے بھی واسطہ پڑا۔ان میں انصاری صحابی سیدنا ابو عقیل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔انہوں نے رات بھر محنت مزدوری کی جس کا معاوضہ انہیں ایک صاع یعنی ڈھائی کلو کھجوریں ملیں۔ان میں سے وہ آدھی کھجوریں تو اپنے گھر والوں کو دے آئے کہ گھر میں بھی کچھ نہ تھا۔باقی کھجوریں لے کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مسجد نبوی کے صحن میں عطیات کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ایک صحابی رضی اللہ عنہ ان سے کچھ زیادہ لائے تو منافقین نے پہلے صحابی رضی اللہ عنہ پر یہ کہتے ہوئے طعنہ زنی کی:''اللہ اس کے صدقے سے بے پروا ہے۔''اور دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہنے لگے:''اس نے تو صرف دکھلاوے کے لئے دیا ہے۔''رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھی کو دیکھا اور اس طرح ان کی قدر دانی فرمائی کہ حکم دے دیا کہ ابو عقیل رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کو عطیات کے تمام ڈھیر کے اوپر پھیلا دیا جائے،چنانچہ

Marfat.com

ان کھجوروں کو تمام ڈھیر کے اوپر پھیلا دیا گیا۔ ۳۷۳ نیز اس فرمان باری تعالیٰ کا نزول بھی اسی موقع پر ہوا:

{اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾} ۳۷۴

''جو لوگ عیب جوئی کرتے ہیں کھلے دل سے خیرات کرنے والے مومنوں پر، (ان کے) صدقات کی بابت اور ان پر بھی جو اپنی (تھوڑی سی) محنت مزدوری کے سوا کچھ نہیں رکھتے، تو وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان کا مذاق اڑائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

سیدنا ابو عقیل رضی اللہ عنہ خلوص نیت اور کامل جذبے کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قدردانی اور تحسین کے مستحق ٹھہرے۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ میں نیک دوست کی ایک صفت یہ بیان فرمائی گئی ہے:

((وان رای منك حسنة عدها)) ۳۷۵

''اگر آپ کے اندر کوئی نیک صفت پائے تو اس کا ذکر کرتا ہے۔''

البتہ اگر انسان کسی کی ستائش میں مبالغہ کرے اور استحقاق سے زیادہ اس کی مدح وثنا کرے تو یہ چاپلوسی ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((الثناء بأكثر من الاستحقاق ملق والتقصير عن الاستحقاق عي أو حسد)) ۳۷۶

''کسی کو اس کے حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بیانی ہے یا حسد۔''

قدردانی سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کی اہمیت وحیثیت سے اتنا واقف ہو

Marfat.com

کہ اس کا دل اس کی صحیح قدر و قیمت محسوس کر سکے، جب ہی یہ ممکن ہو گا کہ آدمی کسی قیمت پر بھی اس تعلق کا ٹوٹنا گوارا نہ کرے۔

(۳۱) برائی کا جواب احسان:

احسان ایک عظیم المرتبت صفت ہے جو نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک انسان میں ہو سکتی ہے جس کا نفس پاکیزہ اور دل صاف و شفاف ہو۔ ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ عبادت کی وہ کیفیت جس میں انسان اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس پائے اور اس کا ایک عام مفہوم دوسروں پر انعام، دین اور دنیا کے ہر معاملے میں عمدگی برتنا اور مخلوق کے ساتھ اپنے تمام اقوال و افعال میں حسن اخلاق سے پیش آنا ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنا حرام قرار دے دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

{وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ۔} ۳۷۷

''وہ بھلائی کے ذریعے برائی کو دور کرتے ہیں۔''

ایک مرتبہ ایک شخص، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گستاخی کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں موجود تھے۔ جب اس شخص نے گستاخی کی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سنتے رہے مگر کوئی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ منظر دیکھ کر) مسکرا رہے تھے۔ بالآخر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا اور انہوں نے ایک تلخ جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے رخصت ہو گئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گئے تاکہ آپ کے چلے جانے کا سبب جان سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب تک تم خاموش تھے تو تمہاری جگہ ایک فرشتہ جواب دے رہا تھا مگر جیسے ہی تم نے منہ کھولا تو شیطان ظاہر ہوا۔ میں شیطان کے ساتھ ایک جگہ موجود نہیں رہ سکتا۔'' ۳۷۸

احسان، کتاب و سنت کی نصوص کے مطابق انسان کے اپنے بھائی سے حسن معاملات

Marfat.com

کا جوہر ہے۔ احسان کا دائرہ کار انسان کے خود اپنے آپ پر، اپنے ماتحتوں پر، اپنے خاندان، عزیز و اقارب اور دوستوں پر اور اس کے بعد تمام انسانی معاشرے پر پھیلا ہوا ہے۔ تمام تر حالات اور معاملات میں احسان اختیار کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس بات کی دعوت دی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

{إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ۔} ۳۷۹

''یقیناً اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اصنع المعروف الی من هو اهله والی من لیس من اهله فان لم یکن هو من اهله فکن انت من اهله)) ۳۸۰

''جو بھلائی کے قابل ہو اس کے ساتھ بھلائی کرو اور جو اس کے قابل نہ ہو اس کے ساتھ بھی بھلائی کرو کیونکہ اگر وہ اس قابل نہیں ہے تو تم ہی اس قابل بن جاؤ۔''

حدیث مبارکہ میں اس شخص کا ذکر ہے جو سفر پر جا رہا تھا، اس کو سخت پیاس لگی تو پیاس بجھانے کے لئے ایک کنویں میں اترا اور جی بھر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کو چاٹ رہا تھا۔ اس پر یہ کیفیت گراں گزری۔ واپس پلٹا، اپنے موزے میں پانی بھر کر لایا اور کتے کو پلا دیا۔ یہ شخص بہت گناہ گار تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کی رحمدلی اور احسان اس قدر پسند آیا کہ اس کے زندگی بھر کے گناہوں کو معاف فرما دیا۔ ۳۸۱

احسان کرنے والے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾} ۳۸۲

''یقیناً اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

احسان کرنے والا اپنے دوستوں کی محبتیں حاصل کر لیتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((جبلت القلوب علی حب من أحسن الیها، و بغض من أساء الیها)) ۳۸۳

Marfat.com

''دلوں کی جبلت اور فطرت یہ ہے کہ وہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور برائی کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں۔''

اور اگر یہ احسان اس شخص کے ساتھ ہو جس نے آپ کے ساتھ برائی کی ہے تو یہ انسانی عظمت کی علامت اور بہت ہی اہم اخلاقی ہدایت ہے۔ عفو و درگذر ایک ایسا پانی ہے جو غضب، کینہ اور انتقام کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسان کو روحانی سکون، اطمینان اور زندگی سے لذت حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ عفو و درگذر میں ایک ایسی لذت ہے جو انتقام میں نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن، دوست بن جاتا ہے، دور رہنے والا قریب ہو جاتا ہے اور خون کا پیاسا آپ کا گرویدہ اور جانثار ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾} ۳۸۴

''برائی کو بھلائی سے دفع کرو، پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔ نہ کبھی کسی عورت یا غلام کو اپنے ہاتھ سے مارا، الا یہ کہ جہاد فی سبیل اللہ کے میدان میں ہوں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ کو گزند پہنچایا گیا ہو اور آپ نے اس کا انتقام لیا ہو۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کسی شے کی بے حرمتی کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ ۳۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کا بدلہ احسان سے دے کر لوگوں کے دل جیت لیا کرتے تھے۔ لوگوں کو بھلائی کے راستے پر لانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اور سردار ابو طالب کی رحلت کے بعد قریش کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دباؤ اور اذیتیں بڑھ گئیں اور مکہ میں تبلیغی کام دشوار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ طائف جائیں اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، شاید وہاں پر ان کا کوئی ناصر و مددگار پیدا ہو

Marfat.com

جائے۔آپ ﷺ نے طائف میں قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں عبد یالیل، مسعود اور حبیب سے ملاقات کی۔آپ ﷺ نے انہیں اسلام کا پیغام سنایا۔انہوں نے قبول نہ کیا، بلکہ آپ کا تمسخر اڑانے لگے۔آپ ﷺ بنو ثقیف سے نا اُمید ہو گئے تو اُن سے کہا کہ کم از کم آپ لوگ اس بات چیت سے دیگر لوگوں کو مطلع نہ کریں تا کہ وہ کوئی فتنہ نہ کھڑا کریں۔انہوں نے یہ بات بھی نہ مانی بلکہ اپنے غلاموں اور نا سمجھ بچوں کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔وہ شور مچانے اور آپ ﷺ کو برا بھلا کہنے لگے۔بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔موسیٰ بن عقبہؒ کی ایک روایت میں ہے:

"طائف کے اوباش لوگ دو صفیں بنا کر اللہ کے رسول ﷺ کے راستے میں بیٹھ گئے۔جب آپ اُن کے درمیان سے گزرے تو بے تحاشہ آپ کے پائے مقدس پر پتھر برسانے لگے۔یہ پتھر انہوں نے پہلے سے جمع کر رکھے تھے۔ انہوں نے سنگ باری کرتے کرتے آپ کے پاؤں مبارک خون سے رنگین کر دیئے۔یہ سب سے زیادہ سنگین تکلیف تھی جو رسول اللہ ﷺ کو راہِ حق میں جھیلنی پڑی۔" ۳۸۶

آپ ﷺ کے دونوں پیروں سے خون بہہ رہا تھا۔آپ ﷺ عتبہ اور شیبہ کے باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔آپ ﷺ انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔طائف میں اس قدر ہولناک آشوب اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تو آپ ﷺ انتہائی غمگین ہوئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی:

((اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلة حیلتی وھو انی علی الناس یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی؟ الی بعید یتجھمنی ام الی عدو مکلته امری؟ ان لم یکن بك غضب علی فلا ابالی ولکن عافیتك ھی اوسع لی)) ۳۸۷

Marfat.com

"اے اللہ! میں اپنی ناتوانی، بے سروسامانی اور اپنے تئیں لوگوں کی اہانت کے تجھ سے فریاد کرتا ہوں، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے! عاجز و درماندہ لوگوں کا مالک تو ہی ہے، مجھے کس پر چھوڑا ہے کیا اس بندے پر جو مجھ پر تیوری چڑھاتے؟ یا اس دشمن پر جو میرے کام پر دسترس رکھتا ہے؟ لیکن جب مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے تو مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ تیری عطا کی ہوئی عافیت میرے لیے بہت وسیع ہے۔"

واپس مکہ مکرمہ کی طرف چل دیئے۔ جب آپ ﷺ قرن الثعالب کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس سیدنا جبریل علیہ السلام کو بھیجا۔ اُن کے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ تھا۔ اُسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اگر آپ ﷺ اشارہ فرمائیں تو دائیں، اور بائیں طرف والے پہاڑوں کو ٹکرا کر طائف والوں کو پیس ڈالے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے لئے معنوی طور پر ایک بڑا سہارا تھا)۔ پہاڑوں کا فرشتہ انتظار میں تھا مگر آپ ﷺ نے جوشِ انتقام اور نفس کی خواہشات کو کچلتے ہوئے فرمایا:

((بل ارجو ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ لا یشرک بہ شیئا)) ۳۸۸

"(نہیں!) بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بنائیں گے۔"

اس بے مثال جواب سے رسول اللہ ﷺ کی ممتاز و یگانہ شخصیت جھلکتی ہے اور آپ ﷺ کے اس خلق عظیم کا اظہار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاص طور پر عطا فرمایا تھا۔ لہٰذا مخلص دوست کو ہر حال میں یک طرفہ اخلاق کا پابند ہونا چاہیئے اور اسے اپنا انعام اپنے رب سے پانے کی اُمید رکھنی چاہیئے۔ اپنے دوست کی طرف سے برائی اسے اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ وہ بھی اس کے نقصان کے درپے ہو جائے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وما زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا)) ۳۸۹؎

''جس بندے نے عفوو درگزر سے کام لیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی عزت میں اضافہ کیا۔''

امام محمد بن ادریس الشافعیؒ فرماتے ہیں:

''بے وقوف مجھ کو ہر برے انداز میں مخاطب کرتا ہے، لیکن میں اس کا جواب دینا پسند نہیں کرتا۔ وہ بے وقوفی میں بڑھ جاتا ہے لیکن میں بردباری میں لوبان کی طرح ہو جاتا ہوں جس کو جتنا جلایا جائے اس کی اتنی خوشبو بڑھ جاتی ہے۔'' ۳۹۰؎

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((الناس أبناء ما يحسنون)) ۳۹۱؎

''لوگ اپنے محسنوں کے بیٹے ہوتے ہیں۔''

اسی طرح احسان کا بدلہ دینے والا خلق دوستی کے اہم محرکات میں سے ہے۔ چاہے احسان کا بدلہ دعاؤں کے ذریعے چکایا جائے یا دوست کے اچھے ذکر کے ذریعے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

''میں نے سب کے احسانات کے بدلے چکا دیئے، سوائے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے کہ ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چکائے گا۔'' ۳۹۲؎

اگر انسان آپ کو اینٹ مارے تو اس اینٹ کو سنبھال لیں، جو گھر تعمیر کرنے میں آپ کے کام آئے گی۔ اپنے دل کو محبت، درگزر اور شفقت سے معمور کریں، صرف سوختہ بخت انسان ہی اپنے دل کو حسد، نفرت اور انتقام کی آگ سے جلائے رکھتا ہے۔ آپ لوگوں کے دلوں پر احسان کریں گے تو ان کے دلوں کو غلام بنالیں گے اور احسان سے بنایا ہوا غلام دیرپا ہوتا ہے۔

دوستوں پر احسان کی بہترین صورت یہ ہے کہ انسان انہیں راہ حقیقت، اخلاقی فضائل، فقہی ذمہ داریاں اور تقرب الٰہی کے حصول کے طریقے بتائے۔ کافر اور مومن کے لئے اس

Marfat.com

طرح کی خیر خواہی انبیائے کرام علیہم السلام کی صفت ہے ۔احسان دنیا اور آخرت میں چین وسکون کا سبب ہے ۔اگر دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کیا جائے گا تو دوست مشکل گھڑی میں اپنے ایسے دوست کے کام آئیں گے ۔لیکن اگر ایسا نہیں ہوگا تو نتیجہ نفرت وعداوت کی شکل میں سامنے آئے گا اور معاشرہ برباد ہو جائے گا۔

(۳۲) دوست کی پس پشت پاسداری:

سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نبھائے اور اپنی زبان کو ان باتوں میں پڑنے سے روک رکھے جو غیبت میں لے جانے والی ہیں ۔وہ اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے کہ مجلس کو غیبت کے خطرناک جوہڑ میں گرنے سے محفوظ رکھے ۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوست کی عدم موجودگی میں اس سے دوستی کی پاسداری کو اہم حقوق میں شمار فرماتے ہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((من نصر اخاہ بظھرہ الغیب نصرہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ)) ۳۹۳ے

”جو اپنے بھائی کی مدد اس کی غیر حاضری میں کرے، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی نصرت فرماتا ہے۔“

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((المومن مرآۃ المومن والمومن اخو المومن یکف علیہ ضیعتہ ویحوطہ من روائہ)) ۳۹۴ے

”ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے جو اپنے مومن کو نقصان سے بچاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے (مال، عزت اور حقوق) کی حفاظت کرتا ہے۔“

ایک اور حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((اذکر اخاك اذا تواری عنك بما تحب ان یذ کرك اذا

Marfat.com

تواریت عنه ودعه من كل ما تحب ان يدعك منه فان ذلك هو العمل)) ۳۹۵ے

"اپنے دوست کی عدم موجودگی میں اس کا یوں ذکر کرو جیسا کہ تم اپنی عدم موجودگی میں اپنا ذکر چاہتے ہو اور ہر وہ بات اس سے دور رکھو جسے تم اپنے سے دور رکھنا پسند کرتے ہو، کیونکہ عمل اسی کو کہتے ہیں۔"

دوست کی برائی سننے کی صورت میں اسے رد کرنا بھی حرمت اخوت کی پاسداری ہے۔

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من تطول على اخيه فى غيبة سمعها فى مجلس فردها عنه ردّ الله عنه الف باب من الشر فى الدنيا والآخرة وان هو لم يردها وهو قادر على ردها كان كوزر من اغتابه سبعين مرة)) ۳۹۶ے

"کسی مجلس میں اپنے بھائی کی غیبت دیر تک سننے کے بعد اسے رد کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس سے شر کے ایک ہزار دروازے بند کر دے گا، اگر ممکن ہونے کے باوجود بھی (غیبت) رد نہ کرے تو اسے غیبت کرنے والے سے ستر گنا زیادہ گناہ ہوگا۔"

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا تقول فى أخيك المؤمن اذا توارى عنك الا مثل ما تحب ان يقول فيك اذا تواريت عنه)) ۳۹۷ے

"آپ کا مومن دوست جب موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں وہی باتیں کرو جو تم اپنی عدم موجودگی میں کی جانا پسند کرتے ہو۔"

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

"میرے نزدیک تم میں سب سے ناپسندیدہ لوگ وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دوستوں

Marfat.com

میں نفرت کا بیج بوتے ہیں اور شریفوں میں عیب ڈھونڈتے ہیں۔"۳۹۸

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مسلمان کی عزت بہت زیادہ محبوب ہے۔ جو کسی کی عزت کو پامال کرے، اس کی عدم موجودگی میں اس پر بہتان لگائے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی نہیں، آخرت میں بھی اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من اكل لحم اخيه فى الدنيا قرب له يوم القيامة فيقال له كله ميتا كما اكلته حيا فيا كله ويكلح ويصيح)) ۳۹۹

"جس نے بھائی کا گوشت دنیا میں کھایا (یعنی غیبت کی) وہ گوشت قیامت کے روز اس کے قریب کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اس مردار کو کھا جس طرح تو نے زندہ کو کھایا تھا، پس وہ اسے شکن آلود چیختے ہوئے چہرے کے ساتھ کھائے گا۔"

کتنے ہی دوست ایسے ہیں جو آپ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب پردہ ہٹتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کے لئے دل میں غیض و غضب رکھتے ہیں۔ چنانچہ محبت کی شیرینی ختم ہو جاتی ہے اور نوبت تلخ کلامی، جدائی اور قطع تعلقات تک چلی جاتی ہے۔ ایسا شخص ہرگز دوستی کے لائق نہیں جو اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں رشتۂ اخوت کی نگہداشت نہ کرے۔ سچے دوست کا چہرہ ایک ہوتا ہے دو چہرے نہیں ہوتے، اور وہ چہرہ بڑا چمکدار، روشن، ہنس مکھ اور نہایت صاف شفاف ہوتا ہے، جو نہ تو رنگ بدلتا ہے اور نہ ہی حالات کے ساتھ ساتھ متغیر ہوتا ہے۔

(۳۴) شیریں کلامی اور حسن سیرت:

حسن سیرت، گفتگو میں نرمی اور شیرینی کا ہونا نیکی بھی ہے اور معاشرے کی سعادت مندی کا سنگ بنیاد بھی۔ دوست محنت مشقت والے کام سے یا کسی فکری سوچ سے تھک ہار کر بیٹھا ہوا ہو تو سچا دوست اپنے پر رونق چہرے، شیریں کلامی اور حسن سیرت کے ساتھ ملاقات

Marfat.com

کے پہلے ہی لمحے میں اس کے تمام فکر وغم لپیٹ کر رکھ دیتا ہے اور اس کے دل پر سعادت مندی اور زندگی کی مسرت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

{اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾} ۴۰۰

”(اے نبی ﷺ!) کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال بیان کی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے، اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔“

جو شخص نرم خوئی، حسن گفتار اور لطیف مزاج کا مالک ہو تو وہ لوگوں میں محبوب ہوتا ہے اور ان کی توجہ کا مرکز بنتا ہے، جبکہ تند مزاج اور بد اخلاق شخص سے لوگ دور بھاگتے اور اس کے شر اور بدسلوکی سے بچنا چاہتے ہیں۔ اس حقیقت کی تصریح قرآن کریم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے:

{فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠} ۴۰۱

”اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے کہ آپ (ﷺ) ان کے لئے نرم ہیں۔ اگر آپ درشت خو اور سخت مزاج ہوتے تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے۔“

ہمیشہ آپ کا یہ شعار ہونا چاہیئے کہ تمام دوستوں کو خوبصورت کلمات، اچھے اچھے جملوں اور پر حکمت باتوں کے تحائف دیں، جو ان کے دلوں کو زندہ اور روشن کر دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا} ۴۰۲

”اور لوگوں سے حسن گفتار سے پیش آؤ۔“

Marfat.com

شیریں کلامی کے متعلق مزید فرمایا:

{وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ} ۴۰۳ ؎

''اور (اے پیغمبر ﷺ!) میرے بندوں کو کہہ دیجئے کہ وہ اپنے منہ سے وہ بات نکالیں جو (میٹھی، شیریں، نرم اور سراسر) اچھی ہو۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((ان الرفق لا یکون فی شی الا زانه ولا ینزع من شی الا شانه)) ۴۰۴ ؎

''بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہو، اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز میں نرمی نہ رہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من کان یومن بالله والیوم الآخر فلیقل خیرا أو لیصمت)) ۴۰۵ ؎

''جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان من احبکم الی و اقربکم منی مجلسا یوم القیامة احاسنکم اخلاقا وان من ابغضکم الی و ابعدکم منی مجلسا یوم القیامة الثرثارون والمتشدقون والمتفیهقون)) ۴۰۶ ؎

''میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز میری مجلس میں سب سے زیادہ نزدیک وہ ہوگا جس کا اخلاق اچھا ہو، اور میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے روز میری مجلس سے سب سے دور وہ

Marfat.com

ہوں گے جو باتونی، زبان دراز اور متکبر ہیں۔"

دوست سے گفتگو کرنے سے قبل تھوڑا سا سوچ لینا چاہیئے کہ میرے بولنے سے کسی کی غیبت، چغلی یا کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچے گی۔ اگر ایسا ہو تو خاموش رہا جائے، اس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من صمت نجا...)) ۴۰۷

"جو خاموش رہا وہ کامیاب ہو گیا۔"

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ روایت کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((طیب الکلام)) ۴۰۸

"خوش کلامی۔"

ایک اور حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ)) ۴۰۹

"اچھے مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔"

امام جعفر بن محمد الصادق اپنے آباء کے سلسلہ سند سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((صلوا اخوانکم وبروا اخوانکم ولو بحسن الکلام ورد الجواب)) ۴۱۰

"اپنے دوستوں سے تعلق قائم رکھو اور ان پر احسان کرو، خواہ شیریں سخن اور حسن جواب کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تنسانا یا اخی فی دعائک))

Marfat.com

"اے میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے روئے زمین کی تمام قیمتی اشیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (اس چاہتوں بھرے) لفظ "یا اخی" کے مقابلے میں ہیچ نظر آتی ہیں۔ ۴۱۱

لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دوستوں کو اپنا ہم خیال بنائیں اور جو بھی آپ سے ایک مرتبہ ملے، تا زیست آپ کی میٹھی باتیں اس کو یاد رہیں تو اپنی گفتگو کو دلآویز، نرم اور دلنشیں بنائیں۔ پاکیزہ اور شیریں کلام کی فضائل میں متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ ایک موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ویمکنکم من الجنة طیب الکلام و اطعام الطعام)) ۴۱۲

"شیریں کلام اور (بھوکے کو) کھانا کھلانا ایسا عمل ہے جو تمہیں جنت کا مالک بنا دیتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((الکلمة الطیبة صدقة)) ۴۱۳

"پاکیزہ کلام بھی ایک صدقہ ہے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((من لانت کلمته وجبت محبته)) ۴۱۴

"جس کے کلام میں شیرینی ہے اس کے ساتھ محبت ہونا لازمی ہے۔"

جبکہ اس کی دوسری جانب فحش گو اور بے ہودہ گو کو اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ما من شیء اثقل فی میزان المومن یوم القیامة من حسن الخلق، وان اللہ لیبغض الفاحش البذی)) ۴۱۵

"قیامت کے دن مومن بندے کی میزان میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے ہودہ گو شخص کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔"

Marfat.com

اگر دوست کو کسی کام سے منع کرنا ہو یا انکاری جواب دینا ہو تو اس کے لئے بھی ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جائے جو مخاطب کو ناگوار نہ گزریں اور اس کو گرانی محسوس نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((ما ایسر ما رضی الناس به منکم کفّوا السنتکم عنهم)) ۲۱۶

''لوگ بہت آسانی سے تم سے راضی ہو سکتے ہیں اگر تم اپنی زبان پر قابو رکھو۔''

ایک صحابی سیدنا معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص کو چھینک آئی تو انہوں نے کہا:

((یرحمك الله))

(جب کہ نماز کی حالت میں چھینکنے والے خفیہ طور پر الحمد للہ کہے اور دیگر لوگ خاموش رہیں۔ یہ نماز کا ادب ہے) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔ ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کن انکھیوں سے دیکھنا شروع کیا تو انہوں نے اونچی آواز میں کہا:

((واثکل امیاه))

''ہائے میری ماں مجھے گم پائے۔ میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ دیکھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نماز میں بولتے چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو زور زور سے اپنی رانوں پر مارنا شروع کر دیا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ انہوں نے مجھے خاموش کرانا چاہا ہے تو وہ خاموش ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ختم کر لی تو اس کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی شیریں کلامی کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

((فبابی هو وامی ما رایت معلما قبله ولا بعده احسن تعلیما منه فوالله! ما قهرنی ولا ضربنی ولا شتمنی))

''میرے ماں باپ اللہ کے رسول ﷺ پر قربان ہوں۔ ان سے بڑھ کر

Marfat.com

خوبصورت طریقے سے سمجھانے والا معلم میں نے ان سے پہلے اور ان کے بعد کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نہ تو مجھ سے ناراض ہوئے، نہ مجھے کوئی جسمانی سزا دی اور نہ ہی مجھے برا بھلا کہا۔"

بلکہ ارشاد فرمایا:

((ان ھذہ الصلاۃ لا یصلح فیھا شیء من کلام الناس، انما ھو التسبیح والتکبیر وقراءۃ القرآن)) ؎۱۷

"بیٹا! ان نمازوں میں لوگوں کے لئے گفتگو کرنا جائز نہیں۔ ان میں تو صرف تسبیح و تکبیر اور قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے۔"

سبحان اللہ! کیسا عمدہ طرز عمل تھا اور لوگوں کے دلوں پر اس کی کیسی عجیب تاثیر تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ شیریں زبانی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور زبان درازی انہیں متنفر کر دیتی ہے۔ شیخ سعدیؒ نے کہا ہے:

بشیریں زبانی و لطف و خوشی
توانی کہ پیلے بموئے کشی ؎۱۸

"آپ میٹھی زبان، لطف اور خوشی سے ہاتھی کو بال سے باندھ کر کھینچ سکتے ہیں۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"اللہ کی قسم! اگر میرے وہ دوست نہ ہوتے جو گفتگو میں بہترین کلام کا انتخاب کرتے ہیں جیسے اچھی کھجوروں کا (ڈھیر میں سے) انتخاب کیا جاتا ہے تو میں ضرور پسند کرتا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں۔" ؎۱۹

آپ کو چاہیئے کہ دوستوں کی خوشیوں میں شریک ہوں، ان کی راہوں میں پھول بچھائیں، حسن ادب اور حسن سیرت کا بھرپور اظہار کریں، ان پر خوشیوں کی ضیا پاشی کریں اور اپنے خوبصورت الفاظ اور مسرت آمیز جملوں کے ساتھ اس کامیابی کی روح کو کندہ کریں۔

Marfat.com

(۳۴) دوستی میں ثابت قدمی:

سچی اور مخلصانہ دوستی اسے کہتے ہیں جو روز بروز بڑھتی رہے۔ چنانچہ جوں جوں وقت گزرتا ہے اہل ایمان کی دوستی میں اضافہ اور رابطے مستحکم ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس مفادات اور مصلحتوں پر مبنی دوستی وقتی ہوتی ہے اور جلدی ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے مفاد پرستوں کو آپ خوشحالی کا دوست کہہ سکتے ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کی تصویر کشی کچھ اس طرح فرمائی ہے:

وما اکثر الاخوان حین تعدھم
ولکنھم فی النائبات قلیل
ولا خیر فی ود امری ء متلون
اذا الریح مالت مال حیث تمیل ۴۲۰

"شمار کرنے میں تو دوست بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن مصیبتوں کے عالم میں بہت کم رہ جاتے ہیں۔ ہمیشہ رنگ بدلنے اور ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اپنا رخ بدلتے رہنے والوں کی محبت میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔"

سچا اور نیک دوست وہ ہے جو خوشحالی اور مصیبت ہر حال میں اپنی محبت پر قائم رہے اور اپنی دوستی کو دائم رکھے۔ پرانے دوستوں کی پاسداری شرافت کی علامت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان اللہ یحب المداومۃ علی الاخاہ القدیم فداوموعلیہ)) ۴۲۱

"قدیم اور پرانے دوستوں کے ساتھ محبت برقرار رکھنے کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے، لہٰذا تم اپنی دوستی قائم رکھو۔"

امام اوزاعیؒ نے یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے روایت کی ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے اپنے فرزند سیدنا سلیمان علیہ السلام سے فرمایا:

Marfat.com

((یا بنی لا تستبدلن بأخ قدیم أخا مستفادا ما استقام لك ولا تستقلن أن یکون لك عدو واحد ولا تستكثرن ان یکون لك الف صدیق)) ۴۲۲

''بیٹا پرانے دوستوں کو چھوڑ کر نئے دوست نہ بناؤ۔ دشمن اگر ایک ہے تو بھی اسے کم نہ سمجھو اور دوست اگر ہزار بھی ہیں، انہیں زیادہ خیال نہ کرو۔''

جب دو افراد میں محبت کمال کو پہنچ جائے اور دوستی راسخ ہو جائے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ دونوں میں فطری رجحانات ایک جیسے ہیں اور مزاجی قربت ہے ورنہ یہ دوستی قائم نہ رہتی۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف)) ۴۲۳

''ارواح، تنظیم شدہ لشکر ہیں۔ ان میں جو باہم متعارف ہیں وہ آپس میں مانوس ہوتے ہیں۔ جو نامانوس ہیں وہ آپس میں نہیں ملتے۔''

آپ اگر مستقل دوستی کے خواہاں ہوں تو رشتۂ محبت کو کمزور نہ ہونے دیں۔ کبھی بھی اپنے قدیمی دوستوں کو ترک نہ کریں۔ سچی دوستی اسی کا نام ہے جس میں زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ رسوخ اور پائیداری پیدا ہو حتیٰ کہ خونی رشتوں کی مانند ہو جائے۔ دوستی کی بنیاد پر بہت سے دور کے لوگ قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب ہو سکتے ہیں۔

(۳۵) مشترکہ امور میں عدل وانصاف:

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں فرماتا جو دوستوں میں اپنے آپ کو بڑھ کر سمجھتا ہو اور مشترکہ معاملات میں عدل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے۔ ایسا کرنا ہلاکت کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے۔ صالح دوست تمام امور میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہے۔ اس حوالے سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

Marfat.com

ایک دن آپ ﷺ نے اپنی رضائی ماں سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: میرے بھائی بہن کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ اپنے مویشیوں کو چرا رہے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی برکت سے ہمیں دیا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ماں! پھر اس طرح تو آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا کہ میں ابھی چھاؤں میں آرام سے ہوں اور میرے بہن بھائی شدید دھوپ میں بکریاں چرا رہے ہیں جبکہ دودھ میں بھی پیتا ہوں۔ ۴۲۴

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں اپنے خاندان والوں کے مویشی چرایا کرتا تھا اور رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ ایک دن میں نے عرض کیا: ''اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ نے کبھی ''فخ'' کی چراگاہ کو دیکھا ہے؟ کیا آپ ﷺ وہاں بکریاں چرانا پسند کریں گے؟ میں نے جب اس چراگاہ کو دیکھا تو میری نظریں خیرہ ہو گئیں۔''

دوسرے دن جب میں ''فخ'' کی چراگاہ میں مویشی لے کر پہنچا تو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے مویشی لے کر مجھ سے پہلے وہاں پہنچے ہیں اور اپنی بھیڑ بکریوں کو چرنے سے روکا ہوا ہے اور کھڑے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے:

((انی کنت واعدتك فکرهت ان ارعی قبلك)) ۴۲۵

''ہم دونوں نے کل وعدہ کیا تھا کہ ہم یہاں آئیں گے لیکن یہاں میں پہلے پہنچا ہوں، مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ میری بھیڑ بکریاں تمہاری بکریوں سے پہلے چراگاہ میں چریں۔''

ایک دفعہ ایک سفر میں بکری ذبح کرنے کی ضرورت پڑی تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے میں ذبح کروں گا، دوسرے نے کہا کہ میں اس کی کھال اتاروں گا، تیسرے نے کہا کہ میں اسے پکاؤں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وعلیّ جمع الحطب))

''میں لکڑیاں جمع کروں گا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نہ کریں، ہم ہی کریں گے، ہم

Marfat.com

کافی ہیں۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

((قد علمت انکم تکفونی ولکنی اکرہ ان اتمیز علیکم فان اللہ یکرہ من عبدہ ان یراہ متمیزا بین اصحابہ و قام فجمع الحطب)) ۴۲۶ے

"مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ میرے بدلے کام کرو گے لیکن یہ بات مجھے ناپسند ہے کہ میں تم میں ممتاز ہو جاؤں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناپسند کرتا ہے جو دوسروں سے اپنے آپ کو بڑھ کر سمجھتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اٹھ کر لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں۔"

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اس طرح گھل مل کر بیٹھتے کہ باہر سے کوئی اجنبی آتا تو آپ ﷺ کو نہیں پہچان سکتا تھا بلکہ اسے پوچھنا پڑتا تھا اور ہم اسے بتاتے تھے۔ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے آپ ﷺ سے اجازت لی کہ آپ ﷺ کے لئے ایک جگہ بنائیں تاکہ نئے آنے والے آپ ﷺ کو دیکھ کر سمجھ جائیں۔ اجازت لینے کے بعد ہم نے مٹی کا ایک چبوترہ آپ ﷺ کے لئے بنایا،اس کے گرد ہم لوگ بیٹھتے تھے اور آپ ﷺ اس چبوترے پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ ۴۲۷ے

(۳۶) کلام دوست اور حسن سماعت:

دوست کا احترام اور اس کو توجہ دینا دل کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والا کام ہے۔ بات چیت کے دوران وفا اور ادب کا تقاضا ہے کہ آپ اپنا پورا چہرہ دوست کی طرف رکھیں۔ پوری توجہ سے اس کی بات سنیں، قطع کلامی نہ کریں اور کسی اور کام میں مصروف نہ ہو جائیں۔ کیونکہ آپ کی بے توجہی سے اس کی سوچیں منتشر ہو جائیں گی اور وہ اپنی گفتگو کا توازن کھو بیٹھے گا۔ نیز وہ آپ سے بدگمان ہو جائے گا،اس کی نگاہ میں آپ کا احترام جاتا رہے گا اور محبت میں کمی آ جائے گی۔ڈیل کارنیگی لکھتا ہے:

Marfat.com

''اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تم سے دور بھاگیں اور جب تم ان کے پاس سے اٹھو تو وہ تمہارا مذاق اڑائیں تو یہ وصف اختیار کرو کہ کسی کو بات کرنے کا موقع نہ دو، بغیر رکے بولے چلے جاؤ، جب کوئی خیال تمہارے دل میں آئے تو دوسرے آدمی کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کر دو اور اس پر گفتگو کے دوران اعتراض جڑ دو۔'' ۴۲۸

دوست کی بات توجہ سے سننا اس کو اپنی اہمیت کا احساس دلاتا رہتا ہے۔ امام علی بن موسیٰ الرضاؑ اپنے آباء طاہرین سے روایت کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوتے تو وقت کے لمحات ان کے درمیان بانٹ دیتے تھے، مساوی حساب سے ان کی طرف نگاہ کرتے اور سب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔'' ۴۲۹

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوستوں سے ہم کلامی کے دوران حسن توجہ اور انہماک کو مروت میں شمار فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من المروءة أن ينصت الأخ لأخيه اذا حدثه ومن حسن المماشاة أن يقف الاخ لأخيه اذا انقطع شسع نعله)) ۴۳۰

''یہ بات مروت میں شمار ہوتی ہے کہ اپنے دوست کا کلام توجہ سے سنے اور جب اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے انتظار میں آپ بھی کھڑے رہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سماعت اور خاموشی کے حوالے سے شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں:

((كان سكوته على اربع، على الحلم، والحذر، والتقدير، والتفكر...)) ۴۳۱

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی کی بنیاد چار چیزوں پر تھی۔ بردباری، احتیاط، تقدیر اور غور وفکر۔ تقدیر ان معنوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ کرنے اور بات سننے میں سب کو برابر رکھتے تھے۔ غور وفکر اس پر کہ یہ چیز باقی رہنے والی ہے یا فنا ہونے والی

Marfat.com

ہے اور صبر و بردباری اس طرح کہ آپ ﷺ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا کسی بھی چیز سے متنفر نہیں ہوتے تھے اور احتیاط چار موارد کے لئے تھی۔ اچھے اور نیک کاموں کو اختیار کرتے. برے کاموں سے دوری اختیار کرتے تاکہ لوگ ان سے دور رہیں، اُمت کی اصلاح کے لئے صحیح رائے کا انتخاب کرتے اور جس چیز میں دنیا و آخرت کی بھلائی دیکھتے اسے اختیار فرماتے۔"

شاعر اپنے دوست کے بارے میں کہتا ہے:

وتراه يصغي للحديث بقلبه

ويسمعه ولعله أدرى به ۴۳۲

"وہ دل و جان سے میری باتیں سنتے اور ان پر کان دھرتے ہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں، جبکہ ممکن ہے کہ وہ اس بات کو (پہلے سے) بہتر جانتے ہوں۔"

احادیث مبارکہ میں دوست کا کلام آخر تک نہ سننے کو جہالت اور جاہلوں کی عادت قرار دیا گیا ہے۔ امام جعفر بن محمد الصادقؒ سے مروی ہے:

((من اخلاق الجاهل الاجابة قبل أن يسمع والمعارضة قبل أن يفهم والحكم بلا لا يعلم)) ۴۳۳

"جاہل کے اخلاق میں سے ہے کہ وہ پوری بات سننے سے پہلے جواب دیتا ہے، سمجھنے سے پہلے اعتراض کرتا ہے اور جس چیز کو جانتا ہی نہیں، اس کے بارے میں اپنا فیصلہ دیتا ہے۔"

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دوست آپ سے محبت کریں تو جب آپ دوستوں کی محفل میں بیٹھے ہوں اور کسی موضوع پر بحث چل نکلے تو دوسرے کی رائے اور خیال پر فوراً منفی تبصرہ کر کے اس کے دل میں نشتر چبھونے کی بجائے خوبصورت اور شیریں تبصرہ کے ذریعے حوصلہ افزا اضافہ کریں۔ نیز دوست کے کلام کے لئے بہترین سامع بن جائیں اور اسے مزید بات کرنے کی تشویق دیں، کیونکہ کلام دوست کی طرف حسن توجہ سے دلوں میں محبت رچ بس جاتی

Marfat.com

ہے۔عرب شاعر نے خوب کہا ہے:

من لی بانسان اذا خاصمته
وجهلت كان الحلم جوابه
وتراه يصغی للحديث سمعه
وبقلبه ولعله ادری به
ان بعض القول فن
فاجعل الاصغاء فنا ۳۴؎

"مجھے ایسے انسان کی تلاش ہے کہ جب میں اس کے ساتھ جہالت کے ساتھ جھگڑا کروں تو اس کے جواب میں بردباری اس کا شیوہ ہو۔اور تم اسے دیکھو گے کہ وہ ہمہ تن گوش ہو کر تمہاری بات سن رہا ہے اور شاید تم سے بھی زیادہ اس بات کو جانتا ہے۔بلاشبہ بعض باتیں فن ہوتی ہیں سو تم سننے کا فن اپناؤ۔"

بہت سے لوگ دوستی میں اس لئے ناکام رہتے ہیں کہ جب کوئی دوست ان سے ملتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ اپنے کان کھلے رکھیں، زبان کھولنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔قائداعظم محمد علی جناح" سے جب ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ آپ کے مخالفین روزانہ بیانات دیتے ہیں،مگر آپ ان کا کوئی جواب نہیں دیتے؟ تو انہوں نے فرمایا:

"قدرت نے ہونٹوں کو بند کیا ہے اور کانوں کو کھولا ہے (مطلب یہ تھا کہ کہو کم اور سنو زیادہ)۔" ۳۵؎

سماعت کے آداب کے ضمن میں جب ہم رسول کریم ﷺ کی شخصیت مبارکہ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں اتنے خوبصورت انداز میں یہ عادت چھلکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔آپ ﷺ حسن سماعت کا شاندار نمونہ تھے۔آپ ﷺ اپنے مخاطب کی بات کو اچھی طرح سننے کیلئے ہمہ تن گوش ہو جایا کرتے تھے اور دوسرے کی بات کو اتنے صبر و تحمل اور توجہ سے سنا کرتے تھے کہ ساری زندگی آپ ﷺ نے

Marfat.com

کبھی کسی بات کرنے والے کی بات کو نہیں ٹوکا۔یعنی کسی کی گفتگو کو درمیان میں روک کر اپنی بات سنانے کی کوشش کبھی آپ ﷺ نے نہ کی بلکہ ہمیشہ پہلے دوسرے کو اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنی بات مکمل کرنے دی، اسے پورے انہماک سے سنا اور پھر اپنی بات ارشاد فرمائی۔

روایات میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جب اسلام کی دعوت علی الاعلان دی تو قریش حیران و پریشان ہو گئے۔انہوں نے آپ ﷺ کو رد کرنے کیلئے عتبہ بن ربیعہ کو آپ ﷺ کے طرف مذاکرات کرنے کیلئے بھیجا، تاکہ وہ آپ ﷺ کو ان کی بات قبول کرنے پر آمادہ کرے۔اس نے آکر آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ''میں آپ ﷺ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ غور سے سنیں۔ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کو ان میں سے کچھ اچھی لگیں اور آپ ﷺ مان لیں''۔

اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا:''ابو ولید! تمہیں جو کچھ کہنا ہے کہو، میں سنوں گا''۔ چنانچہ عتبہ کو جو کچھ کہنا تھا اس نے وہ دل کھول کر کہا۔جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''ابوالولید تمہیں جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے ہو؟'' اس نے عرض کیا:''جی ہاں''۔آپ ﷺ نے فرمایا'' تو اب میری بات سنو''۔اس نے کہا'' ضرور سنوں گا'' رسول ﷺ نے سورہ مبارکہ فصلت (حم السجدہ) کی تلاوت فرمائی۔یہاں تک کہ آپ ﷺ سینتیسویں آیت کریمہ پر جو کہ سجدہ کی آیت ہے پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ کیا، پھر عتبہ سے فرمایا: اے ابوالولید! تم سن چکے اب تم جانو اور تمہارا کام۔چنانچہ عتبہ جب وہاں سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو ان میں سے کسی نے کہا: اللہ کی قسم! ابوالولید کا وہ چہرہ نہیں ہے جو وہ لے کر گیا تھا۔اس نے آتے ہی ان سے کہا: محمد (ﷺ) کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔اس پر انہوں نے کہا: ابوالولید! تم پر بھی محمد (ﷺ) کی باتوں کا جادو چل گیا ہے۔عتبہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس جیسا کلام زندگی بھر نہیں سنا۔واللہ! نہ وہ شعر ہے، نہ جادو اور نہ کہانت۔ ۳۶۴

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مخاطب کی بات اچھے طریقے سے سنی اور تسلی سے اسے مزید بات کرنے کا موقع دیا تاکہ بغیر کسی قطع کلامی کے وہ اپنی بات پوری کر لے۔

Marfat.com

جب آپ ﷺ نے اس سے پوچھ کر تسلی کر لی کہ اب اسے کچھ نہیں کہنا ہے، تب آپ ﷺ نے تلاوت شروع فرمائی۔

یہ ادب اور ذوق کا اعلیٰ معیار ہے جس کی وجہ سے مخاطب کشادہ دلی سے بات سنتا ہے۔ چنانچہ بات کی ابتداء کا یہ مبارک انداز نتیجے کے لحاظ سے بہترین اور پر اثر ثابت ہوا۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے طرز عمل سے جس شائستگی اور اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ فرمایا اور جس پرسکون طریقے سے عتبہ کی بات سنی، اس نے عتبہ کو مجبور کر دیا کہ وہ بھی توجہ سے آپ ﷺ کی بات سنے اور اسے قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

آدابِ سماعت کے حوالے سے عبداللہ بدران لکھتے ہیں:

''سماعت کے آداب میں سے ہے کہ جو کوئی تم سے گفتگو کر رہا ہو اس کی باتوں میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرو اور دورانِ گفتگو اپنی توجہ اور نگاہ دونوں اسی پر مرکوز رکھو اور قطع کلامی سے پرہیز کرو اور بالفرض بتقاضائے مجبوری تمہیں ان میں سے کچھ کرنا بھی پڑے تو اس سے معذرت طلب کر لو۔'' ۴۳۷

حبیب بن ثابتؒ فرماتے ہیں:

((من حسن خلق الرجل ان یحدث صاحبه وهو مقبل علیه بوجهه)) ۴۳۸

''آدمی کے اخلاق حسنہ میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ساتھی سے توجہ کے ساتھ گفتگو کرے۔''

اچھا ہم نشین بننے کے لیے ضروری ہے کہ دوسروں کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے، کسی قول یا عمل سے کسی بھی انسان کی تحقیر یا تذلیل نہ ہو، کسی کی دل شکنی نہ کی جائے اور لوگوں سے ان کے مرتبہ کے موافق معاملہ کیا جائے۔ رسول کریم ﷺ ہر شخص کے مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے اور اس کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے ساتھ برتاؤ فرماتے تھے۔

Marfat.com

(۳۷) دوست کے جذبات واحساسات کا احترام:

انسان احساسات اور جذبات کا مرقع ہے۔ وہ اس شخص کی طرف مائل ہوتا ہے جو اس کو سمجھتا ہے اور اس کے جذبات کی قدر کرتا ہے، گویا وہ اپنی ترکیب اور تشکیل میں آبگینے کے مشابہ ہے، جس پر ایک معمولی سی خراش بھی شکل کے خدوخال کو بدل کر رکھ دیتی ہے، بلکہ بسا اوقات یہ خراش شکل کو مکمل طور پر توڑ دیتی ہے۔ روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ان کا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: درخت پر چڑھو اور میرے لئے مسواک اتارو۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جو چھریرے بدن کے نوجوان تھے، درخت پر چڑھے اور مسواک اتارنے لگے۔ ہوا آئی اور ان کا کپڑا ذرا اوپر اٹھ گیا جس سے ان کی پتلی پتلی پنڈلیاں نظر آنے لگیں۔ آس پاس کھڑے لوگ ان کی دبلی پنڈلیاں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"آپ لوگ کیوں ہنسے ہیں؟ کیا اس نوجوان کی دبلی پنڈلیاں دیکھ کر آپ کو ہنسی آ رہی ہے؟ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ دونوں پنڈلیاں میزان میں اُحد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہیں۔"[۳۹]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جذبات واحساسات کیا ہوں گے جب لوگ ان پر ہنسے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا دفاع کرتے ہوئے تعریفی کلمات ارشاد فرمائے!!

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لوگوں کے احساسات اور جذبات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی کو دیکھا جو لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رعب ناک انداز میں فرمایا:

"بیٹھ جاؤ! تم نے تکلیف دی ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی اس غلط روش کا خاتمہ اور اس کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے خطبے کی پرواہ نہ کی اور اس کو سرزنش کے انداز میں بیٹھ جانے کا حکم دیا، کیوں کہ اس عمل کا

Marfat.com

مسجد میں بیٹھے افراد کے احساسات پر گہرا اثر تھا۔

اسی طرح آپ نے بہت لمبی نماز پڑھا کر نمازیوں کو متنفر کرنے پر بھی تنبیہ فرمائی۔ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی وعظ میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا (لمبی نماز پڑھانے والوں پر) اس دن دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

((یایھا الناس، ان منکم منفرین فمن ام الناس فلیتجور، فان خلفه الضعیف، والکبیر وذا الحاجة)) ۲۴۰

"تم (لمبی نمازیں پڑھا کر) لوگوں کو نفرت دلانے والے ہو، (سنو) جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو ہلکی پڑھاؤ اس لئے کہ ان (مقتدیوں) میں ضعیف، بوڑھے اور حاجت مند ہوتے ہیں۔"

نماز میں تخفیف کا حکم اس لئے تھا کہ نمازی اُکتاہٹ، تھکاوٹ اور مشقت کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس بلندیٔ اخلاق اور رفعت ذوق کے کیا کہنے! انسان اگر اپنے دوستوں کے احساسات وجذبات کو مدنظر رکھے اور معنوی حقائق کو اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرے تو محبت اور الفت کی فضا قائم ہو جائے۔

(۳۸) جاذبِ دل سراپا اور خوش ذوقی:

نفاست وشائستگی اپنے سراپے اور شکل وصورت پر توجہ دینے کا نام ہے۔ یہ دوستوں کے دل میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اس کو اپنی ترجیحات کی فہرست میں شامل ہونا چاہیئے۔ نگاہ دل کی پیامبر ہوتی ہے۔ نگاہ کی بدولت یا تو دل بیمار ہو جاتا ہے یا اسے دوا مل جاتی ہے۔ دل کی صحت وسقم اس نگاہ ہی کی مرہون منت ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے دوست کو اپنی نظافت، اچھی مہک اور لباس کے حسن انتخاب کے ذریعے سے مسحور کیے رکھے۔ دوست ایک دوسرے کو دیکھیں تو بہتری ہی دیکھیں، سونگھیں تو اچھی مہک اور خوشبو ہی محسوس کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اقدامات کو واجبات اور فرائض پر مقدم جانا، یہی وجہ ہے کہ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان جاری کیا:

''جس نے (کچا) لہسن، پیاز اور ان جیسی کوئی ترکاری کھائی، وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے، کیوں کہ جس سے بنو آدم کو تکلیف ہوتی ہے، اس سے فرشتوں کو بھی اذیت پہنچتی ہے۔''۱۴۴ؔ

یہ مخالفت صرف اس وجہ سے تھی کہ اس ناپسندیدہ بو کا نمازیوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! یہ دو پودے، پیاز اور لہسن کھاتے ہو، میں ان کو گندا سمجھتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں کسی آدمی سے ان دونوں کی بو محسوس کرتے تو اس کو بقیع کی طرف نکل جانے کا حکم دیتے۔ لہٰذا جو اِن کو کھانا چاہتا ہے، پکا کر ان کی بو ختم کرے۔''۲۴۴ؔ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کچھ ضرورت مند ادنیٰ لباس پہنے ہوئے آئے، وہ اپنی پشت پر کھجوریں لاتے تھے (یعنی مال برداری کا کام کرتے تھے)، مسجد تنگ اور چھت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی کے دن جمعہ کے روز تشریف لائے، منبر چھوٹا تھا، اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: ادنیٰ لباس میں لوگ پسینے میں شرابور ہو گئے، تو پسینے اور اُون کی بو پھیل گئی حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ایذا کا باعث بن گئے، اور ان کی بو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگو! جب یہ (جمعہ کا) دن ہو تو غسل کرو اور تم میں سے جو خوشبو یا تیل پائے تو وہ اس کا استعمال کرے۔''۳۴۴ؔ

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ظاہری تراش خراش کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملنے ہمارے گھر تشریف لائے۔ وہاں ایک پراگندہ حال آدمی دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اما کان یجد ما یسکن به شعره؟)) ۴۴۴

"کیا یہ شخص کوئی ایسی شے نہیں پاتا جس سے اپنے بال سنوار لے؟"

اسی طرح ایک آدمی کو دیکھا جس نے میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اما کان هذا یجد ما یغسل به ثوبه؟)) ۴۴۵

"کیا اسے پانی نہیں ملتا جس سے یہ اپنے کپڑے دھولے؟"

یعنی انسان کی ظاہری تراش خراش اور لباس ایسا ہو جو دوسروں کے لئے باعث اذیت نہ ہو بلکہ پرکشش اور پسندیدہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ فرمایا کرتے:

((ان الله جمیل یحب الجمال)) ۴۴۶

"اللہ حسین وجمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند کرتا ہے۔"

لباس ایسا پہنئے جو شرم وحیاء، غیرت وشرافت اور جسم کی ستر پوشی اور حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ تہذیب وسلیقہ اور زینت و جمال کا مظہر ہو۔ عمدہ نفیس پہناوا غرور نہیں ہے، غرور تو دراصل یہ ہے کہ انسان حق سے بے نیازی برتے اور دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھے۔

(۳۹) پردہ پوشی اور ذکر رفتگاں:

دوستی اور محبت کا ایک ستون یہ ہے کہ اپنے دوستوں کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے اور ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ پردہ پوشی کرنے والا ہے اور پردہ پوش کو پسند کرتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارے قول یا عمل سے کسی کی تحقیر یا تذلیل نہ ہو کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ اسی طرح ان کے عیبوں اور برائیوں پر پردہ پوشی کی جائے اور انہیں سرعام ظاہر نہ کیا جائے، جب تک کہ ان عیبوں سے کسی دوسرے کے حقوق غصب نہ

Marfat.com

ہوتے ہوں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی نہ ہو۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہماری عیب پوشی فرمادے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((لا یستر عبد عبدا الا سترہ اللہ یوم القیامۃ)) ۴۴۷

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالے گا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔"

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے نزدیک تم میں سب سے ناپسندیدہ لوگ وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دوستوں میں نفرت کا بیج بوتے ہیں اور شریفوں میں عیب ڈھونڈتے ہیں۔" ۴۴۸

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"جب تمہارا بھائی تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہو تو اس کی غیر حاضری میں اس کا ذکر اس طرح کرو، جس طرح تم اپنی غیر حاضری میں اپنا ذکر کئے جانا پسند کرتے ہو۔ اسے اس چیز سے محفوظ رکھو جس سے چاہتے ہو کہ وہ تمہیں محفوظ رکھے، کہ یہی عدل و انصاف کا تقاضا ہے۔" ۴۴۹

جو شخص مسلمانوں کو ایذا دیتا ہے، انہیں عار دلاتا ہے اور ان کے عیب ڈھونڈتا ہے وہ نام کا مسلمان ہے اور اس کا دل نور ایمان سے خالی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دن) منبر پر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا:

"اے لوگو! جو زبانی تو ایمان لائے ہو لیکن دل پر ایمان نہیں اترا۔ (سنو!) تم مسلمانوں کو کسی قسم کی ایذا نہ دو۔ انہیں عار نہ دلاؤ۔ ان کے عیب نہ ڈھونڈو۔ ان کی پوشیدگیوں کے پیچھے بلاوجہ نہ پڑو۔ ان کی لغزشیں انہیں ذلیل کرنے کے لئے نہ ٹٹولو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں اور پوشیدگیوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اور جس کے عیبوں کے پیچھے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پڑ جائے، اللہ تعالیٰ اسے بدنام کر کے رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے گھر میں بھی اس کی بدنامی اور رسوائی ہو جاتی ہے۔"٤٥٠

اسی طرح دوست اگر دنیا سے رخصت ہو جائے تو بھی اسے ہمیشہ نیکی سے یاد کیا جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اذکروا محاسن موتاکم و کفوا عن مساویھم)) ٤٥١

"اپنے مرے ہوؤں کی نیکی کا ذکر کیا کرو اور ان کی برائیوں کے ذکر سے زبان بند رکھو۔"

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من رای عورۃ فسترھا کان کمن احیا موودۃ)) ٤٥٢

"جس شخص نے دیکھا کسی کا عیب، پھر پردہ ڈالا اس پر، اس کو اتنا ثواب ہے کہ گویا اس نے زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو قبر سے نکال کر جان بچائی۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے (اُم المومنین) سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسے ایسے ہونا کافی ہے۔ مراد یہ تھی کہ وہ پست قد ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لقد قلت کلمۃ لو مزجت بماء البحر لمزجتہ)) ٤٥٣

"اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تو نے ایسی بات کہہ ڈالی کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ بدل جائے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کا پردہ فاش نہیں کیا، بلکہ بعض دفعہ حدود کے مقدمات بھی آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرماتے کہ تم نے اس کے عیب پر پردہ ڈالنا تھا، اب چونکہ میری عدالت میں یہ معاملہ آ گیا ہے، لہٰذا مجھ پر حد لگانا فرض ہے۔

دوستی کے آداب کا مطالعہ آپ نے کیا۔ اگر آپ کا کوئی ایسا دوست ہے جو ان خوبیوں کا حامل ہے تو آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کی دوستی کو تادیر قائم رکھے، ایسی نابغہ روزگار

Marfat.com

شخصیات بہت کمیاب ہوتی ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ اپنے ایسے معزز دوست کا ذکر اپنی گفتگو کا نقطۂ آغاز بنائیں اور اس کے ساتھ تعلقات کو قوی تر رکھیں اور اپنے عمدہ مال سے بڑھ کر اس میں طمع رکھیں کیونکہ وہ آپ کا بہترین ذخیرہ ہے۔ اس لئے کہ دوست کی نفع رسانی مال سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہوتی ہے۔ مشہور شاعر فرزدقؒ کا شعر ہے:

يمضى اخوك فلا تلقى له خلفا
والمال بعد ذهاب المال مكتسب[454]

"ایسے دوست بھی زمانے میں گزرتے ہیں کہ ان کا پھر بدل نہیں ملتا لیکن مال اگر ایک دفعہ ہاتھ سے نکل جائے تو دوبارہ بھی کمایا جاسکتا ہے۔"

لیکن اگر آپ کا کوئی دوست نہیں تو آپ اپنی ذات میں مندرجہ بالا خوبیاں پیدا کریں اور اپنے اردگرد کے افراد کے ساتھ ان کے مطابق برتاؤ کریں۔ نیز اس مقولے پر عمل کرنے کی کوشش کریں کہ دوست بنو اور یہ تمنا مت کرو کہ تمہارا کوئی دوست ہو۔ آپ کو چاہیے کہ دوستوں کے ساتھ معاشرت اور رہن سہن میں ان مہارتوں کو آزمائیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن العریفی لکھتے ہیں:

"انسان کے لئے اس کی مہارتیں اور صلاحیتیں حسی متاع ہیں۔ ان میں اس کے لئے شعوری طور پر دلآویزی اور کشش پائی جاتی ہے۔ یہ اس کے لئے دلچسپی کا سامان ہیں۔ یہاں میری مراد محض اخروی اجر وثواب نہیں بلکہ واقعتاً یہ ایک ایسا اثاثہ اور ایسی فرحت ہے جسے آپ اس کی حقیقی شکل میں محسوس کر سکتے ہیں۔"[455]

رشتۂ دوستی کو ہمیشہ قائم رکھنے والے رویوں کی توقع صرف سچے دوستوں ہی سے کی جا سکتی ہے، لیکن انسان کے اردگرد اتنے لوگ ہوتے ہیں کہ وہ ان میں دوست یا ساتھی کی پہچان نہیں کر پاتا لیکن اگر انسان خود اس تمغۂ امتیاز کا حامل ہو جس کو سچی دوستی کہا جاتا ہے تو وہ اپنے سچے دوستوں کو بھی پہچان لیتا ہے۔

Marfat.com

کچھ بننے کے لیے یقینا مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ ان صفات کو اپنا کر اور اپنی سیرت کو سنوار کر اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک اور عمدہ برتاؤ کی مضبوط عمارت تعمیر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو سب سے پہلے آپ کے آنگن میں خوشیوں اور مسرتوں کے پھول بکھریں گے، کیونکہ آپ دوستوں کی محبت و احترام جیت لیں گے اور ان میں آپ کے ساتھ میل جول رکھنے کی خواہش پروان چڑھے گی، اس کے بعد آپ کے اخلاق و کردار دوسروں کے لئے مشعل راہ بنیں گے، آپ سے تعلق خاطر رکھنے والے بھی خوشی اور سعادت سے ہم کنار ہوں گے اور وہ آپ کے حسن سلوک کی مٹھاس سے لذت آشنا ہوں گے۔

Marfat.com

حوالہ جات (باب سوّم)

(۱) العریفی، محمد عبدالرحمٰن (ڈاکٹر)، استمتع بحیاتک، ترجمہ، حافظ قمر حسن، مکتبۃ دارالسلام، الریاض، ۱۴۳۳ھ، ص ۱۰۲

(۲) سورۃ الصف ۶۱: ۴

(۳) البخاریؒ، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۲۱

(۴) البانیؒ، محمد ناصرالدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، حدیث نمبر: ۲۵۳۵

(۵) القرنی، عائض بن عبداللہ (الدکتور)، لاتحزن، ترجمہ: غطریف شہباز ندوی، دارالابلاغ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۴۱۰

(۶) الدررالسنیۃ، ج ۷، ص ۱۰۹

(۷) الماوردیؒ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب (امام) م ۴۵۰ھ، البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ترجمہ، مفتی ثناءاللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد، ص ۲۸۷

(۸) ترمذیؒ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ (امام) م ۲۷۹ھ، جامع الترمذی، مکتبہ بیت السلام، الریاض، ۲۰۱۶ء، حدیث نمبر: ۲۴۱۴

(۹) القشیریؒ، ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (امام) م ۲۶۱ھ، صحیح مسلم، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر: ۲۶۳۸

(۱۰) اصفہانیؒ، ابونعیم احمد بن عبداللہ شافعی (امام) ۴۳۰ھ، تاریخ اصبہان، تحقیق: سید کسروی حسن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ج ۱، ص ۱۳۶

(۱۱) نورسی، بدیع الزماں سعید (علامہ)، رسائل نور کلیات، نسل پبلشرز، استنبول، ۱۹۹۶ء، ص ۱۴۹

(۱۲) طبرانیؒ، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، المعجم الاوسط، دارالحرمین للطباعۃ

Marfat.com

والنشر والتوزیع، ایڈیشن: ا،سن ندارد، باب مکارم الاخلاق

(۱۳) ابی داوَدؒ، الحافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی (امام) م۲۷۵ھ، سنن ابی داوَد، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۵۱۲۴

(۱۴) بدران، عبداللہ (الشیخ)، سمیر المومنین وانیس الصالحین، ترجمہ: خدیجہ فرحین، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۲۵۶

(۱۵) الطبرسیؒ، میرزا حسین النوری (محدث)، م ۱۳۲۰ھ، مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل، موسسۃ آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم، ج۸ ص ۳۵۵

(۱۶) الدیلمیؒ، حسن بن ابی الحسن (الشیخ)، ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، موسسہ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۲۲ھ، ج۱ ص ۱۸۶

(۱۷) ابن حبانؒ، الحافظ محمد بن حبان (امام) م ۳۵۴ھ، صحیح ابن حبان، مؤسسہ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء، حدیث نمبر: ۵۶۶

(۱۸) الخطیبؒ، ولی الدین محمد بن عبداللہ التبریزی (امام) م ۷۴۳ھ، مشکوٰۃ المصابیح، تحقیق محمد ناصر الدین البانیؒ، المکتب الاسلامی، دمشق، ایڈیشن: ا، ۱۹۶۱ء

(۱۹) النوویؒ، ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م۶۷۶ھ، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ، ج۲ ص ۲۶

(۲۰) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵۴

(۲۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۲۴۷

(۲۲) سنن ابی داوَد، حدیث نمبر: ۵۱۹۷

(۲۳) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۲۳۷

(۲۴) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۲۷

(۲۵) مصادقۃ الاخوان، ص ۵۸

(۲۶) لنگرودی، تاج محمد (واعظ)، اخلاق انبیاء علیہم السلام، ترجمہ: سید ذوالفقار علی زیدی، الحرمین پبلشرز، کراچی، ایڈیشن: ا، ۲۰۰۴ء، ص ص ۳۶۹۔۳۷۰

Marfat.com

(۲۷) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۴۹۰

(۲۸) ابن ابی فراس، ابوالحسین ورام بن حمدان المالکی الاشتری (علامہ)، تنبیہ الخواطر ونزھۃ النواظر (مجموعۃ ورام)، دارالکتب السلطانیہ، بازارسلطانی، تہران، ج ۱ص ۲۹

(۲۹) البانی، محمد ناصرالدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح سنن الترمذی، مکتب التربیۃ العربی لدول الخلیج، الریاض، ج ۲ص ۹۱

(۳۰) المعجم الاوسط، حدیث نمبر: ۲۰۰۳

(۳۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۲۲۰

(۳۲) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۳۲

(۳۳) مجاہد، عبدالمالک، قصص ذھبیۃ من حیاۃ سیدنا عمر الفاروق ﷛، مکتبۃ دارالسلام، الریاض، ۱۴۳۲ھ، ص ۱۵۷

(۳۴) سیالکوٹی، حکیم محمد صادق (مولانا)، ریاض الاخلاق، تخریج وتحقیق، الشیخ عبدالمحسن، نعمانی کتب خانہ، لاہور، اگست ۲۰۰۴ء، ص ۵۶

(۳۵) گلچیر، موسیٰ کاظم، آداب معاشرت، ترجمہ: سہیل بن عزیز، ہارمنی پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء، ص ۱۶۸

(۳۶) الطباطبائی، سید محمد حسین (آیت اللہ) م ۱۴۰۱ھ، سنن النبی ﷺ، ملحقات، محمد ہادی فقیہی، موسسہ النشرالاسلامی، قم، ایڈیشن: ۲، ۱۴۲۲ھ، ص ۶۲

(۳۷) اہوازی، حسین بن سعید بن مہران کوفی (محدث) م ۳۲۰ھ، کتاب المومن، تحقیق وترجمہ، مولانا سید مرتضیٰ حسین صدرالافاضل، دارالثقافۃ الاسلامیۃ، کراچی، ایڈیشن: ۳، ۱۴۱۲ھ، ص ۹۸

(۳۸) ابن مبارک، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ الحنظلی التمیمی المروزی (امام)، کتاب الزھد، ترجمہ، لجنۃ المصنفین، بیت العلوم، لاہور، س ن ندارد، ص ۴۷

(۳۹) مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی (علامہ) م ۱۱۱۱ھ، بحارالانوار، مؤسسہ مطالعات وتحقیقات فرہنگی، تہران، س ن ندارد، ج ۱۷، ص ۳۵۵

(۴۰) بحارالانوار، ج ۷۵، ص ۳۴۶

(۴۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۵

Marfat.com

(۴۲) کاندھلویؒ، محمد یوسف (مولانا)، حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمہ، مولانا محمد احسان الحق، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، ۲۰۱۲ء، ج ۳، ص ۱۱۱۵

(۴۳) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۵

(۴۴) حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ج ۳، ص ۱۱۱۵

(۴۵) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبد اللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، کتاب الاخوان، ص ۱۳۴

(۴۶) الطبرسیؒ، ابو الفضل علی (محدث)، مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطھار، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، ایڈیشن: ۱، ۱۳۸۵ھ، ص ۲۰۸

(۴۷) المعجم الاوسط، حدیث نمبر: ۸۳۲۰

(۴۸) النوویؒ، ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م ۶۷۶ھ، ریاض الصالحین، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور، سن ندارد، حدیث نمبر: ۳۸۷

(۴۹) کلینیؒ، ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الرازی (ثقۃ الاسلام) م ۳۲۹ھ، الکافی، مرکز بحوث دار الحدیث، قم، ۱۴۰۱ھ، ج ۲، ص ۱۷۶

(۵۰) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۰۷۷ و صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۶۰

(۵۱) البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۴۲۳ھ، حدیث نمبر: ۹۱۷۵

(۵۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۲

(۵۳) ابن مبارکؒ، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ الحنظلی التمیمی المروزی (امام)، کتاب الزھد، ص ۷۵

(۵۴) الغزالیؒ، ابو حامد محمد بن احمد (امام) م ۵۰۵ھ، احیاء العلوم الدین، تحقیق، سید عمران، دار الحدیث، القاهرة، ج ۲، ص ۲۲۳

(۵۵) طبرانیؒ، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، مکارم الاخلاق، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ایڈیشن: ۱۰، اپریل ۲۰۱۶ء، حدیث نمبر: ۱۶۹

(۵۶) برہانپوریؒ، علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی (علامہ) م ۹۷۵ھ، کنز العمال فی سنن

Marfat.com

الاقوال والافعال، حیدرآباد، دکن، بن ندارد، حدیث نمبر: ۲۵۹۶۷

(۵۷) ابن راھویہؒ، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم حنظلی مروزی (امام) م ۲۳۸ھ، مُسند اسحاق بن راھویہ، مکتبۃ الایمان، المدینۃ المنورہ، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۰ھ، حدیث نمبر: ۱۵۹

(۵۸) ابن حجرؒ، شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی ؒ(امام) م ۸۵۲ھ، الاصابۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵ء، ج ۴، ص ۲۷۴، ۲۷۷

(۵۹) صدیقی، محمد یسین مظہر (ڈاکٹر)، عہد نبوی میں تمدن، دارالنوادر، لاہور، ۱۴۳۲ھ، ص ۸۶

(۶۰) ابن ابی شیبہؒ، ابو بکر عبداللہ بن محمد (امام) م ۲۳۵ھ، المصنف فی الاحادیث والآثار، تحقیق، حبیب الرحمٰن الاعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۳ء، ج ۶، ص ۲۵۴

(۶۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۰۹۲، ۵۳۷۹ و صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۴۱

(۶۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۱۳۵

(۶۳) اصول کافی، ج ۲، ص ۲۰۲

(۶۴) ابن عساکرؒ، علی بن حسن بن ھبۃ اللہ (علامہ) م ۵۷۱ھ، تاریخ مدینۃ دمشق، دارالفکر، بیروت، ۱۹۸۴ء، ج ۷۳، ص ۲۷۴

(۶۵) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۴۶۳۰

(۶۶) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۷۴۱

(۶۷) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۴۳۰

(۶۸) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۱۵۶

(۶۹) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۱۷۳

(۷۰) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار ص ۱۰۲

(۷۱) ابن ہشامؒ ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن محمد (امام) م ۲۱۳ھ، السیرۃ النبویہ، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج ۲، ص ۲۶۷

(۷۲) البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ تحقیق، عبدالمعطی قلعجی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج ۳، ص ۳۴

Marfat.com

(۷۳)ابن حنبلؒ، ابی عبداللہ احمد بن محمد الشیبانی البغدادی (امام) م ۲۴۱ھ، مسند أحمد، بیت الافکار الدولیۃ، الریاض، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر: ۱۱۷۴۸

(۷۴)مسند أحمد، حدیث نمبر: ۸۹۴۵

(۷۵)شمسی، الشیخ حسان (الدکتور)، کیف تربی ابناءک فی ھذا الزمان، ترجمہ مولانا ثناءاللہ محمود، ادارہ دعوت و تبلیغ، کراچی، دسمبر ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۰

(۷۶) صدیقی، محمد عارف (ڈاکٹر)، ستاروں سے آگے، ڈسٹری بیوٹر: سانجھ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۱۸، ۲۰۱۶ء، ص ۴۴

(۷۷)امروہویؒ، نسیم، دوست بنو دوست بناؤ، شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز، لاہور، سن ندارد، ص ۱۰۴

(۷۸)سورۃ المائدۃ ۵: ۲

(۷۹) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۴۴۲

(۸۰) راجیؒ، محمد بن میرزا ابوالقاسم قزوینی (حجۃ الاسلام)، گنجینۂ نصائح، ترجمہ: محمد بشیر عالمی، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۱۴۳۵ھ، ج ۱، ص ۱۷۲

(۸۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۷۲۸

(۸۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۷۸۰

(۸۳) البخاریؒ، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، الأدب المفرد، المکتبۃ الاسلامیہ، الاردن، ۲۰۰۳ء، حدیث نمبر: ۱۱۱

(۸۴)ابوحنیفہؒ، نعمان بن ثابت بن زوطی (امام) م ۱۴۶ھ، مسند امام اعظم، ترجمہ: مولانا دوست محمد شاکر، فرید بک سٹال، لاہور، ایڈیشن: ۳، ۲۰۱۲ء، حدیث نمبر: ۴۵۷

(۸۵) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۲۶

(۸۶) الحر العاملیؒ، محمد بن حسن (علامہ) م ۱۱۰۴ھ، وسائل الشیعہ، ترجمہ فقیہ اہل بیت الشیخ محمد حسین نجفی، مکتبۃ السبطین، سرگودھا، مارچ ۲۰۰۱ء، ج ۱۲، ص ۲۷

(۸۷) سورۃ النساء ۴: ۸۵

(۸۸) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۴۳۲

Marfat.com

(۸۹) سورہ طٰہٰ ۲۰:۱۳۱

(۹۰) الکافی، ج ۳، ص ۲۱۸

(۹۱) سورۃ الزمر ۳۹:۳۶

(۹۲) سورۃ الطلاق ۶۵:۳

(۹۳) وسائل الشیعۃ، ج ۶، ص ۳۰۷

(۹۴) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۲۷۹

(۹۵) ابن ماجہؒ، ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی القزوینی (امام) م ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۲۰۱۴

(۹۶) الحاکمؒ، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ النیسابوری (امام) م ۴۰۵ھ، المستدرک، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ۲۰۰۰ء، حدیث نمبر: ۷۹۲۸

(۹۷) صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، من لا یحضرہ الفقیہ، الکساء پبلشرز، کراچی، ج ۴، ص ۹۱۳

(۹۸) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۳۰۲

(۹۹) سورۃ آل عمران ۳:۱۵۹

(۱۰۰) تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۷۴، ص ۱۸۷

(۱۰۱) طبرانیؒ، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، مکارم الاخلاق، حدیث نمبر: ۲۲

(۱۰۲) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۷۰

(۱۰۳) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار، ص ۷۵

(۱۰۴) الشریف الرضیؒ، ابوالحسن محمد بن حسین بن موسیٰ (سید) م ۴۰۶ھ، نہج البلاغۃ، ترجمہ سید رئیس احمد امروہویؒ والآخرون، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، نومبر ۱۹۸۱ء، حکمت نمبر: ۶

(۱۰۵) السید، فتحی مجدی (فضیلۃ الشیخ)، المراۃ المثالیۃ فی نظر الاسلام، مکتبۃ دارالسلام، الریاض، ۱۴۲۸ھ، ص ۲۲

(۱۰۶) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۷۹۵

(۱۰۷) اصول کافی، ج ۲، ص ۲۰۶

Marfat.com

(۱۰۸) مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل، ج ۸،ص ۳۲۱

(۱۰۹) سورۃ التوبۃ ۹: ۱۱۴

(۱۱۰) سورۃ الصافات ۳۷: ۱۰۱

(۱۱۱) آمدی، عبدالواحد (علامہ)، غرر الحکم و درر الکلم، موسسہ آل البیت، قم، ۱۴۲۲ھ، فصل ۱۵،ص ۳۲۸

(۱۱۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۸

(۱۱۳) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۹۳

(۱۱۴) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۵۰۷۵

(۱۱۵) مسند امام اعظم، حدیث نمبر: ۴۵۵

(۱۱۶) شعب الایمان، ج ۶،ص ۲۵۴

(۱۱۷) السیوطیؒ، ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، جمع الجوامع المعروف بالجامع الکبیر، مجمع البحوث الاسلامیہ، الازھر الشریف، ۱۴۲۶ھ، حدیث نمبر: ۵۱۸۱

(۱۱۸) استادی، رضا (علامہ)، تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکری، موسسہ فرھنگی و اطلاع رسانی تبیان، قم، ۱۳۸۷ھ،ص ۳۵۴

(۱۱۹) النایلی، ابوعبداللہ حمزہ (الشیخ)، تذکیر المسلمین باھمیۃ الرفق واللین، الھدیٰ پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اسلام آباد،ص ۴

(۱۲۰) مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل، ج ۱۲،ص ۴۲۴

(۱۲۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۰۲۶

(۱۲۲) الدیلمیؒ، حسن بن ابی الحسن (الشیخ)، اعلام الدین فی صفات المومنین، موسسۃ آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۸ق،ص ۱۵۲

(۱۲۳) بحارالانوار، ج ۷۵،ص ۱۱۲

(۱۲۴) صحیح ابن حبان، ج ۱۳،ص ۱۰۷

(۱۲۵) الحرانیؒ، ابومحمد حسن بن علی بن حسین بن شعبہ حلبی (الشیخ)، تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت،ص ۲۸۲

Marfat.com

(۱۲۶) الشعرانیؒ، ابوالمواہب عبدالوھاب بن احمد بن علی (امام)، احوال الصادقین (ترجمہ تنبیہ المغترین)، ترجمہ: مولانا حبیب احمد کیرانویؒ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۷ھ، ص ۶۰

(۱۲۷) تحف العقول عن آل الرسول ﷺ، ص ۱۷۱

(۱۲۸) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۳

(۱۲۹) النسائیؒ، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی (امام) م ۳۰۳ھ، سنن النسائی، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۴۱۹۶

(۱۳۰) طبرسیؒ، ابوعلی فضل بن حسن بن فضل (علامہ) م ۵۴۸ھ، مکارم الاخلاق، تحقیق: علاء آل جعفر، مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ، ص ۱۰۰

(۱۳۱) صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ۴۸۶ ونضرۃ النعیم فی مکارم أخلاق الرسول الکریم، ج ۸، ص ۳۲۰۶

(۱۳۲) ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابوالفداء (امام) م ۷۷۴ھ، السیرۃ النبویۃ، تحقیق مصطفی عبدالواحد، دارالحدیث، القاہرۃ، ۱۳۸۴ھ، ج ۲، ص ۲۳۳

(۱۳۳) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۴۸۲

(۱۳۴) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۶۲۳

(۱۳۵) سورۃ الانفال ۸: ۲۷

(۱۳۶) ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابوالفداء (امام) م ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر، دارالسلام، الریاض، ۲۰۰۷ء، ج ۲، ص ۳۰۱

(۱۳۷) العسقلانیؒ، الحافظ احمد بن علی بن حجر (امام) م ۸۵۲ھ، فتح الباری، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج ۱۱، ص ۸۲

(۱۳۸) مفیدؒ، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان العکبری البغدادی (امام) م ۴۱۳ھ، الاختصاص، المؤتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفید، قم، ص ۱۵۲

(۱۳۹) بحارالانوار، ج ۷۴، ص ۱۷۷

(۱۴۰) ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، ج ۱، ص ۱۷۰

(۱۴۱) ابن قتیبہ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم (امام) م ۲۷۶ھ، عیون الاخبار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ج ۱، ص ۴۰

Marfat.com

(۱۴۲) الشعرانیؒ، ابو المواہب عبد الوھاب بن احمد بن علی (امام)، آداب الصحبۃ، تحقیق: عباس یوسف الشامی، دار الفارابی، ۱۴۰۴ھ، ص ۶۵

(۱۴۳) گنجینۂ نصائح، ج ۱، ص ۴۹

(۱۴۴) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۳۰۲۷

(۱۴۵) بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۱۶۶

(۱۴۶) اصول کافی، ج ۵، ص ۱۴۳

(۱۴۷) ابن قانعؒ، ابی الحسین عبد الباقی بن مرزوق بن واثق البغدادی (امام) م ۳۵۱ھ، معجم الصحابۃ، مکتبۃ الغرباء الاثریہ، المدینۃ المنورۃ، ۱۴۱۸ھ، ج ۲، ص ۲۹۲

(۱۴۸) قادرؒ، غلام (مفتی) م ۲۰۰۷ء، صراط مستقیم، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۷ء، ص ۱۲۴

(۱۴۹) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۱۳۰

(۱۵۰) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، ص ۲۴۸

(۱۵۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۶۸

(۱۵۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۵۳

(۱۵۳) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۸۴۱، ۵۸۸۳ و سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۱۶۲

(۱۵۴) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۹۳۰

(۱۵۵) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۹۰

(۱۵۶) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۶۳۱

(۱۵۷) ابو یعلیٰؒ، احمد بن علی بن المثنی الموصلی (امام) م ۳۰۷ھ، مسند ابی یعلی الموصلی، موسسہ علوم القرآن، بیروت، سن ندارد، حدیث نمبر: ۶۵۷۹

(۱۵۸) ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، ج ۱، ص ۱۳۳

(۱۵۹) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث نمبر: ۱۵۰۶۵

(۱۶۰) ابن الاثیرؒ، عزالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزری (امام) م ۶۳۰ھ، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، سن ندارد، ج ۴، ص ۱۲

Marfat.com

(۱۶۱) صحیح البخاری، قبل الحدیث: ۲۱۵۷
(۱۶۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵۵
(۱۶۳) المستدرک، حدیث نمبر: ۷۲۹۵
(۱۶۴) احیاء العلوم الدین، ج ۳، ص ۵۹
(۱۶۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۱۵۷
(۱۶۶) الکافی، ج ۳، ص ۱۷۰
(۱۶۷) سورۃ التوبۃ ۹: ۷۱
(۱۶۸) سورۃ النمل ۲۷: ۱۸
(۱۶۹) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث نمبر: ۳۷۶۴۰
(۱۷۰) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳
(۱۷۱) مجلسیؒ، محمد باقر بن محمد تقی (علامہ) م ۱۱۱۱ھ، جلاء العیون بحوالہ: قادرؒ، غلام (مفتی) م ۲۰۰۷ء، صراط مستقیم، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۷ء، ص ص ۱۲۳۔ ۱۲۴
(۱۷۲) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۴۶۳۰
(۱۷۳) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۴۴۳
(۱۷۴) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۶۸
(۱۷۵) سمیر المومنین وانیس الصالحین، ص ۱۳۸
(۱۷۶) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۵۵
(۱۷۷) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۲۲۷
(۱۷۸) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۰۹۲
(۱۷۹) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۱۰۶
(۱۸۰) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۷۰۱
(۱۸۱) القحطانی، محمد بن صالح (الشیخ)، تحفۃ للمریض، ترجمہ: مولانا خلیق الرحمٰن قدر، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۹

Marfat.com

(۱۸۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۰۹۲

(۱۸۳) مالکؒ، ابو عبداللہ بن انس الاصبحی (امام) م۱۷۹ھ، الموطا، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۵ء، ج ۲، ص ۹۴۶

(۱۸۴) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۲۳۲۲

(۱۸۵) سورۃ البقرۃ ۲: ۱۵۵۔ ۱۵۷

(۱۸۶) البانیؒ محمد ناصر الدین (علامہ) م۱۹۹۹ء، کتاب الجنائز، موسسۃ فرھنگی و اطلاع رسانی تبیان، قم، وضعیت نشر الیکتر و نیکی، ۱۳۸۷ھ، ص ۷۰

(۱۸۷) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۷۳۷۷

(۱۸۸) النوویؒ، ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م۶۷۶ھ، الاذکار من کلام سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم، دار المنھاج، ۱۹۸۷ء، ص ۱۹۰

(۱۸۹) مسند احمد، ج ۳، ص ۴۳۶

(۱۹۰) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، ج ۲، ص ۳۳۱

(۱۹۱) شیرازی، ناصر مکارم (آیت اللہ)، علم الاخلاق قرآن کی روشنی میں، ترجمہ، ڈاکٹر نیاز محمد ہمدانی، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، اگست ۲۰۰۹ء، ج ۲، ص ۳۴۳

(۱۹۲) البانیؒ محمد ناصر الدین (علامہ) م۱۹۹۹ء، السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر: ۱۴۰۸

(۱۹۳) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۱۳۲

(۱۹۴) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، ص ۱۳۹

(۱۹۵) معجم ابن المقری، ج ۳، ص ۵۲ بحوالہ: طبرانیؒ، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م۳۶۰ھ، مکارم الاخلاق، ص ۳۳

(۱۹۶) سورۃ الفرقان ۲۵: ۶۳

(۱۹۷) شعب الایمان، حدیث نمبر: ۸۱۴۰

(۱۹۸) الکافی، ج ۲، ص ۱۲۱

Marfat.com

(۱۹۹) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۸۶۵

(۲۰۰) بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۳۵۵

(۲۰۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۲۴۷

(۲۰۲) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۲۱۲

(۲۰۳) السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر: ۲۱۱۲ و جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۹۰ و ابن سعدؒ، ابو عبداللہ محمد البصری (علامہ) م ۲۳۰ھ، طبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۳۸۸ھ، ج ۱، ص ۲۴۰ و السیوطیؒ، ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور، دار الفکر، بیروت، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۳۵۹

(۲۰۴) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۳۲۵۲

(۲۰۵) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۳۹۱۵

(۲۰۶) سنن النسائی، حدیث نمبر: ۱۴۱۵

(۲۰۷) شعب الایمان، ج ۱، ص ۲۹۰

(۲۰۸) من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۳۹۴

(۲۰۹) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۴۹۲

(۲۱۰) بحار الانوار، ج ۸۴، ص ۲۲۱

(۲۱۱) خرم مرادؒ، کارکنوں کے باہمی تعلقات، ادارہ مطبوعات طلبہ، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۳۷

(۲۱۲) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۵۲۲

(۲۱۳) مصادقۃ الاخوان، ص ۲۹

(۲۱۴) ابن ہشامؒ ابو محمد جمال الدین عبدالملک بن محمد (امام) م ۲۱۳ھ، السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۲۶۷

(۲۱۵) البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ، ج ۳، ص ۳۴

(۲۱۶) سورۃ المائدۃ ۵: ۲۴

(۲۱۷) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۹۵۲

(۲۱۸) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ۲۸۲

Marfat.com

(۲۱۹) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۶۶۳ و صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۳۸۸

(۲۲۰) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۹۹

(۲۲۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۹۹۳

(۲۲۲) سورۃ الحجرات ۴۹: ۱۲

(۲۲۳) حلیؒ، ابو العباس احمد بن محمد بن فہد الاسدی (علامہ) م ۸۴۱ھ، عدۃ الداعی ونجاح الساعی، نشر الآداب، نجف اشرف، ۱۳۸۸ھ، ص ۱۸۷

(۲۲۴) بحار الانوار، ج ۷۳، ص ۸۵

(۲۲۵) سورۃ الحجرات ۴۹: ۶

(۲۲۶) طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۳۲۹

(۲۲۷) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۰۶۴

(۲۲۸) الشامیؒ، صالح احمد (الشیخ)، مواعظ الصحابۃ رضی اللہ عنھم، المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر، بیروت، ۱۴۲۶ھ، ص ۱۷۷

(۲۲۹) الکافی، ج ۲، ص ۱۷۰

(۲۳۰) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵

(۲۳۱) سورۃ ھود ۱۱: ۷۶

(۲۳۲) سورۃ ھود ۱۱: ۴۶

(۲۳۳) سورۃ ص ۳۸: ۲۶

(۲۳۴) الکافی، ج ۲، ص ۴۳۳ و شعب الایمان، ج ۹، ص ۱۰۴

(۲۳۵) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار، ص ۱۹۳

(۲۳۶) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار، ص ۲۲۰

(۲۳۷) ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء (امام) م ۷۷۴ھ، البدایۃ والنہایۃ، دار الریان للتراث، القاہرۃ، ۱۹۸۸ء، ج ۷، ص ص ۳۳۱۔۳۳۲

(۲۳۸) مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل، ج ۹، ص ۷۸

Marfat.com

(۲۳۹) کراجکیؒ، ابوالفتح محمد بن علی (شیخ) م ۴۴۹ھ، معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر تحقیق: السید احمد الحسینیؒ، المکتبۃ المرتضویۃ، تہران ۱۳۹۴ھ ص ۸۱

(۲۴۰) مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل، ج ۸ ص ۲۱۱

(۲۴۱) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار ص ۱۲۱

(۲۴۲) دوست بنو دوست بناؤ ص ۴۷

(۲۴۳) دوست بنو دوست بناؤ ص ۴۸

(۲۴۴) راغب اصفہانیؒ حسین بن محمد بن مفضل بن محمد (امام) م ۵۰۲ھ، محاضرات الادباومحاورات الشعرا والبلغا، المکتبۃ العامرۃ، مصر، ایڈیشن: ۱، ۱۳۲۶ھ ص ۲۱۲

(۲۴۵) ابن ابی شیبہؒ، ابوبکر عبداللہ بن محمد (امام) م ۲۳۵ھ، المصنف فی الاحادیث والآثار، ج ۱۳ ص ۲۵۷

(۲۴۶) بحار الانوار، ج ۲۱ ص ۲۴۷

(۲۴۷) طبرسیؒ، ابو علی فضل بن حسن بن فضل (علامہ)، مجمع البیان، شرکۃ المعارف الاسلامیہ، تہران، ۱۳۷۹ھ، ج ۳ ص ۴۶

(۲۴۸) قمی، حاج عباس (شیخ) م ۱۳۵۹ھ، ہدیۃ الاحباب فی المعروفین بالکنی والالقاب، موسسہ فرہنگی واطلاع رسانی تبیان، قم ص ۶۰

(۲۴۹) الزرندیؒ، محمد بن یوسف (الشیخ) م ۷۵۰ھ، نظم الدرر السمطین، مکتبۃ الامام امیر المومنین علیہ السلام، اصفہان، ۱۳۷۷ھ ص ۲۰۹

(۲۵۰) اعلام الدین فی صفات المومنین ص ۳۱۳

(۲۵۱) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار ص ۱۰۷

(۲۵۲) معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر ص ۶۷

(۲۵۳) نہج البلاغۃ ص ۲۳۰

(۲۵۴) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین ص ۲۹۹

(۲۵۵) شعب الایمان، ج ۱ ص ۱۶۵

(۲۵۶) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار ص ۷۲

Marfat.com

(۲۵۷) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۲۹

(۲۵۸) تنبیہ الخواطر ونزھۃ النواظر (مجموعۃ ورام)، ج ۱، ص ۱۱۶

(۲۵۹) معدن الجواہر وریاضۃ الخواطر ص ۹۶

(۲۶۰) اصفہانی، سید علی علامۃ الفانی (آیت اللہ)، چہل حدیث، ترجمہ، سید صفدر حسین نجفی، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۳، ۱۹۸۸ء، ص ۱۹۳

(۲۶۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث نمبر: ۲۲۵۲۰

(۲۶۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۰۳۵

(۲۶۳) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۰۳۵ و صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۷۵

(۲۶۴) ابن ابی جمہور، محمد بن علی بن ابراہیم احسائی (الشیخ)، عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ، ناشر سید الشہدا (ع)، قم المقدسہ، ۱۴۰۳ھ، ج ۱، ص ۳۷۶

(۲۶۵) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث نمبر: ۴۳۰۲۴

(۲۶۶) ابن جوزی، جمال الدین عبد الرحمٰن البغدادی (امام) م ۵۹۷ھ، کتاب البر والصلۃ، موسسہ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۲ھ، ص ۲۰۵

(۲۶۷) مصادقۃ الاخوان، ص ۶۲

(۲۶۸) مصادقۃ الاخوان، ص ۶۰

(۲۶۹) ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام، ترجمہ، مولانا اطہر علی مطہری، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۳ء، حدیث نمبر: ۵۳۵

(۲۷۰) سنن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۶۰

(۲۷۱) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۹۱

(۲۷۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۰۰۲

(۲۷۳) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۰۱۱

(۲۷۴) المصطاوي، عبد الرحمٰن، دیوان الامام علی بن ابی طالب علیہ السلام، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۳۲ھ، ص ۳۳۷

Marfat.com

(۲۷۵)البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین،ص ۲۹۷

(۲۷۶)فضل اللہؒ، محمد حسین (آیت اللہ)، دُنیائے جوان، ترجمہ: سید سعید حیدر زیدیؒ، دارالثقلین، کراچی، ایڈیشن:۱، ۲۰۰۰ء، ص ۶۷

(۲۷۷)مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطھار، ص ۲۳۵

(۲۷۸)سورۃ النساء ۴:۱

(۲۷۹)سورۃ الحشر ۵۹:۱۸

(۲۸۰)البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، السنن الکبریٰ، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ایڈیشن:۱، ۱۴۱۴ھ، ج ۴، ص ۱۷۶

(۲۸۱)بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۲۶

(۲۸۲)بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۲۷

(۲۸۳)مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۷۶۵۰

(۲۸۴)معتزلیؒ، ابن ابی الحدیدؒ (علامہ)، شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، دار احیاء الکتب العربیہ، القاھرۃ، ۱۹۶۱ء، ج ۶، ص ۱۱۰

(۲۸۵)السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر: ۹۰۶

(۲۸۶)وسائل الشیعہ، ج ۱۲، ص ۲۷

(۲۸۷)کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث نمبر: ۴۳۴۶۷

(۲۸۸)سورۃ البقرۃ ۲:۲۴۵

(۲۸۹)صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۴۴۲

(۲۹۰)ابن رجبؒ، زین الدین ابی الفرج عبد الرحمٰن بن احمد الحنبلی الدمشقی (امام) م ۷۹۵ھ، جامع العلوم والحکم، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۲۰ھ، ج ۱، ص ۳۴۰

(۲۹۱)الکافی، ج ۴، ص ۲۲

(۲۹۲)یعقوبیؒ، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب بن واضح (علامہ) م ۲۸۴ھ، تاریخ الیعقوبی، دار صادر، بیروت، سن ندارد، ج ۲، ص ۲۴۶

Marfat.com

(۲۹۳)وسائل الشیعۃ ،ج ۱۲،ص ۲۶

(۲۹۴)دیوان الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ،ص ۳۴۹

(۲۹۵)الموسوی،سلام الحاج (الشیخ)،قضاء الحوائج بالادعیۃ والاعمال المستجابۃ،دارالارشاد،بیروت،ص ۹۰۔

(۲۹۶)السید،فتحی مجدی (فضیلۃ الشیخ)،المراۃ المثالیۃ فی نظر الاسلام،مکتبۃ دارالسلام،الریاض،۱۴۲۸ھ، ص ۲۰۷

(۲۹۷)ابن حمید،صالح بن محمد (امام الحرم المکی) والآخرون،نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، المرکز الاسلامی للبحوث العلمیۃ،۱۴۳۰ھ،ج ۴،ص ۱۱۳۶

(۲۹۸)سنن ابن ماجہ،حدیث نمبر:۳۹۳۲

(۲۹۹)طبقات الکبریٰ،ج ۱،ص ۳۴۷

(۳۰۰)اخلاق انبیاء علیہم السلام،ص ۳۲۷

(۳۰۱) طبرانیؒ،ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ،المعجم الکبیر،دارالحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع،ایڈیشن:ابن ندارد،حدیث نمبر:۳۶۰۵

(۳۰۲)صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۱۰۲

(۳۰۳)ابن الاثیرؒ،عزالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزری (امام) م ۶۳۰ھ،أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، دارالکتب العلمیہ،بیروت،بن ندارد،ج ۳،ص ۵۷۵

(۳۰۴)مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطھار،ص ۱۸۸

(۳۰۵)المستدرک،حدیث نمبر:۲۶۰۱وہدیۃ الاحباب فی المعروفین بالکنی والالقاب،ص ۲۷۷

(۳۰۶)بحار الانوار،ج ۲،ص ۶۳

(۳۰۷)احیاء العلوم الدین،ج ۳،ص ۷۶

(۳۰۸)منیۃ المرید فی ادب المفید والمستفید،ص ۱۹۰

(۳۰۹)صحیح البخاری،حدیث نمبر:۶۹۹۹

(۳۱۰)صحیح البخاری،حدیث نمبر:۳

(۳۱۱)مسند احمد،ج ۵،ص ۲۵۶

Marfat.com

(۳۱۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۳۱۲

(۳۱۳) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۶۰۳۴

(۳۱۴) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۵۵۵

(۳۱۵) دیوان ابی تمام ص ۱۵ بحوالہ ابن رجبؒ، زین الدین ابی الفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی الدمشقی (امام) م ۷۹۵ھ، لطائف المعارف، مکتبۃ العلم، لاہور، ۱۴۲۳ھ ص ۱۹۵

(۳۱۶) مجمع البیان، ج ۹ ص ۲۶۰

(۳۱۷) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۷۰۰

(۳۱۸) پیشوائی، مہدی، تاریخ اسلام از جاہلیت تا رحلت پیامبر اسلام ﷺ، مجمع جہانی اہلبیت، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۷ھ ص ۲۰۰

(۳۱۹) سورۃ الحشر ۵۹:۹

(۳۲۰) فتح الباری، ج ۷ ص ۱۶۹

(۳۲۱) سورۃ قصص ۲۸:۲۰

(۳۲۲) مفیدؒ، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان العکبری البغدادی (الشیخ) م ۴۱۳ھ، الارشاد، ج ۱ ص ۵۱ بحوالہ: روحانی، سید سعید، تاریخ اسلام در آثار استاد مطہریؒ، جامعہ تعلیمات اسلامی، کراچی، ۲۰۱۵ء، ص ۵۸

(۳۲۳) سورۃ البقرۃ ۲:۲۰۷

(۳۲۴) ابن تیمیہؒ، ابی العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم (امام) م ۷۲۸ھ، منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ، مکتبۃ ابن تیمیہ، القاہرۃ، ج ۴، ص ۲۶۳

(۳۲۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۳۴۶

(۳۲۶) جامع الترمذی

(۳۲۷) ابن ابی الدنیاؒ، عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، کتاب الزھد، ترجمہ، مولانا نور محمد انیس، دارالاشاعت، کراچی، جولائی ۲۰۰۱ء، ص ۲۲۱

(۳۲۸) غرر الحکم و درر الکلم، ص ۶۹۳

(۳۲۹) سورۃ آل عمران ۳:۱۵۹

Marfat.com

(۳۳۰) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۶۰۹

(۳۳۱) سورۃ المائدۃ ۵: ۲۴

(۳۳۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۶۰۹

(۳۳۳) قصص ذھبیۃ من حیاۃ سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، ص ۲۱۸

(۳۳۴) سورۃ التوبۃ ۹: ۷۱

(۳۳۵) مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل، ج ۸، ص ۴۳۲

(۳۳۶) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، ص ۹۸

(۳۳۷) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۵۲۲

(۳۳۸) مسند احمد، ج ۱، ص ۲۸

(۳۳۹) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۱۵۲

(۳۴۰) فرہاد یان، رضا، نوجوانوں کے لئے جاننے کی باتیں، مطبوعات توحید، کراچی، ۱۹۹۷ء، ص ۴۷

(۳۴۱) ابن حزمؒ، ابو محمد علی بن احمد (امام)، الاخلاق والسیر، ترجمہ: ڈاکٹر عبد الرحمٰن یوسف، لجنۃ المساجد، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء، ص ۷۰

(۳۴۲) سورۃ المائدۃ ۵: ۱۰۵

(۳۴۳) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۳۰۵

(۳۴۴) تنبیہ الخواطر و نزھۃ النواظر (مجموعۃ ورام)، ج ۲، ص ۲۵

(۳۴۵) سورۃ الحجرات ۴۹: ۱۰

(۳۴۶) ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، ج ۱، ص ۱۳

(۳۴۷) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی و آلہ الاطھار، ص ۸۵

(۳۴۸) البانیؒ، محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح الترغیب والترھیب، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر: ۲۳۲۵

(۳۴۹) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۷۰۹۸

(۳۵۰) سورۃ محمد ۴۷: ۱۹

Marfat.com

(۳۵۱) سورۃ الحشر ۵۹:۱۰

(۳۵۲) صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، کتاب المواعظ، ترجمہ: محمد حسن، جامعۃ الزہرا (س)، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء، ص ۷۰

(۳۵۳) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۴۹۸

(۳۵۴) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۳۳، وسائل الشیعہ، ج ۷، ص ۱۰۹

(۳۵۵) ترجمۃ ابی الدرداءؓ

(۳۵۶) مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۳۶۸

(۳۵۷) بحار الانوار، ج ۶۱، ص ۳۳۲

(۳۵۸) الذھبیؒ، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (امام) م ۷۴۸ھ، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ج ۱، ص ۴۶۱

(۳۵۹) السیوطیؒ، ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، جمع الجوامع المعروف بالجامع الکبیر، مجمع البحوث الاسلامیہ، الازھر الشریف، ۱۴۲۶ھ، ج ۱، ۵۱۶۳

(۳۶۰) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۳۸۵۲

(۳۶۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۳۹۷

(۳۶۲) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، ص ۲۲۹

(۳۶۳) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۹۲۳

(۳۶۴) تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، ص ۱۳۱

(۳۶۵) طوسیؒ، عماد الدین ابوجعفر محمد بن علی (محقق) م ۴۶۰ھ، الامالی، دار الثقافہ، قم، ایران، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ، ص ۲۲۳

(۳۶۶) طوسیؒ، عماد الدین ابوجعفر محمد بن علی (محقق) م ۴۶۰ھ، الامالی، ص ۱۵۳

(۳۶۷) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۴۹۹

(۳۶۸) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۰۴۸

(۳۶۹) سورۃ جمعۃ ۶۲:۳

Marfat.com

(۳۷۰) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۸۹۷

(۳۷۱) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۳۷۰۰

(۳۷۲) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۳۷۰۱

(۳۷۳) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۱۸

(۳۷۴) سورۃ توبۃ ۹: ۷۹

(۳۷۵) مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل، ج ۸، ص ۲۱۱

(۳۷۶) نہج البلاغۃ، ص ۸۸۳

(۳۷۷) سورۃ الرعد ۱۳: ۲۲

(۳۷۸) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۹۶

(۳۷۹) سورۃ النحل ۱۶: ۹۰

(۳۸۰) الکافی، ج ۴، ص ۲۷

(۳۸۱) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۳۶۳

(۳۸۲) سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۸

(۳۸۳) تحف القلوب، ص ۳۷

(۳۸۴) سورۃ فصلت ۴۱: ۳۴

(۳۸۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۵۶۰

(۳۸۶) البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ، ج ۲، ص ۴۱۴

(۳۸۷) الطبریؒ، ابی جعفر محمد بن جریر (امام) م ۳۱۰ھ، تاریخ الامم والملوک، دار القاموس الحدیث، بیروت، ج ۲، ص ۴۲۶

(۳۸۸) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۲۳۱ و البدایۃ والنہایۃ، ج ۳، ص ۱۵۰

(۳۸۹) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۸۸

(۳۹۰) خلیفہ، محمود (فضیلۃ الشیخ)، ۳۰ تذاکر لتدخل قلوب الناس، ترجمہ، حافظ عبد الجبار، مکتبہ بیت السلام، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۸۳

Marfat.com

(۳۹۱) ابن عبد البرؒ، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ الاندلسی (علامہ) م ۴۶۳ھ، جامع بیان العلم وفضلہ وما ینبغی فی روایت وحملہ تحقیق، ابی الاشبال الزھری، دار الکتب الحدیثۃ، قاہرہ، سن ندارد، ج ۱ ص ۱۹۸

(۳۹۲) ابن الاثیرؒ، عزالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزری (امام) م ۶۳۰ھ، جامع الاصول فی احادیث الرسول، مکتبۃ دار البیان، ۱۳۸۹ھ، حدیث نمبر: ۶۴۰۵

(۳۹۳) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۲۶

(۳۹۴) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۹۱۸

(۳۹۵) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار، ص ۱۹۰

(۳۹۶) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۲۷

(۳۹۷) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۶۲

(۳۹۸) المنذریؒ، زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی الشامی المصری (حافظ) م ۶۵۶ھ، الترغیب والترھیب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۶ھ، ج ۳، ص ۶۷۲

(۳۹۹) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبد اللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ ص ۴۷

(۴۰۰) سورۃ ابراہیم ۱۴: ۲۴_۲۵

(۴۰۱) سورۃ آل عمران ۳: ۱۵۹

(۴۰۲) سورۃ البقرۃ ۲: ۸۳

(۴۰۳) سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۵۳

(۴۰۴) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۹۳

(۴۰۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۰۱۸ و صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۷

(۴۰۶) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۰۱۸

(۴۰۷) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۵۰۱

(۴۰۸) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۴۶

(۴۰۹) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۹۷۶

Marfat.com

(۴۱۰) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۶۷

(۴۱۱) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۴۹۸

(۴۱۲) تنبیہ الخواطر ونزھۃ النواظر (مجموعۃ ورام)، ج ۱، ص ۱۱۰

(۴۱۳) وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۳۳

(۴۱۴) تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، ص ۹۱

(۴۱۵) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۰۰۲

(۴۱۶) وسائل الشیعۃ، ج ۱۶، ص ۲۵۴

(۴۱۷) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵۳۷

(۴۱۸) مہر، امیر الدین (پروفیسر) گفتگو کا سلیقہ، فضلی سنز، کراچی، ایڈیشن: ۲، ۲۰۱۰ء، ص ۱۴۱

(۴۱۹) المصری، محمد محمود (فضیلۃ الشیخ)، لاتحزن، ترجمہ، ڈاکٹر مفتی ثناءاللہ محمود، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۴۰

(۴۲۰) دیوان الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص ۳۳۷

(۴۲۱) ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، ج ۱، ص ۱۸۴

(۴۲۲) الاندلسیؒ، احمد بن محمد بن عبد ربہ (الفقیہ)، العقد الفرید، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، ج ۲، ص ۳۰۴

(۴۲۳) من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۳۸۰

(۴۲۴) اخلاق انبیاء علیہم السلام، ص ۳۰۵

(۴۲۵) قمی، حاج عباس (شیخ) م ۱۳۵۹ھ، کحل البصر فی سیرۃ سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نشر عاشورا، ۱۳۸۵ھ، ص ۱۰۳

(۴۲۶) کحل البصر فی سیرۃ سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۹۵

(۴۲۷) طبرسیؒ، ابو علی فضل بن حسن بن فضل (علامہ) م ۵۴۸ھ، مکارم الاخلاق، ص ۱۵

(۴۲۸) کارنیگی، ڈیل (پروفیسر)، دوستی اور مقبولیت کا فن، رابعہ بک ہاؤس، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۹۷

(۴۲۹) سنن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۴۷

(۴۳۰) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطھار، ص ۱۹۸

(۴۳۱) صدوقؒ، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، معانی الاخبار، موسستہ النشر الاسلامی،

Marfat.com

ایڈیشن:۱،۱۳۶۱ھ،ص ۸۳

(۴۳۲)سیالوی،محمد دین(مولانا)،دانش حجاز،جامعہ رحمانیہ رضویہ،سوہاوہ ضلع جہلم،۲۰۰۳ء،ص ۲۶۷

(۴۳۳)بحارالانوار،ج ۷۵،ص ۲۷۸

(۴۳۴)گفتگو کا سلیقہ،ص ۱۱۹

(۴۳۵)دوست بنو دوست بناؤ،ص ۱۲۲

(۴۳۶)ابن ہشامؒ ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن محمد(امام)م ۲۱۳ھ،السیرۃ النبویہ،ج۱،ص ۳۱۳

(۴۳۷)سمیر المومنین وانیس الصالحین،ص ۹۷

(۴۳۸)شعب الایمان،ج ۶،ص ۳۶۱

(۴۳۹)مسند احمد،ج۱،ص ۴۲۱

(۴۴۰)صحیح مسلم،حدیث نمبر:۴۶۶

(۴۴۱)بحارالانوار،ج ۶۳،ص ۳۴۴

(۴۴۲)ابو شادی،ابراہیم(الشیخ)،صحیح خطب الرسول ﷺ،ترجمہ،ابو انس محمد سرور گوہر،دارالکتب السلفیہ، لاہور،۲۰۱۳ء،ص ۱۹۴

(۴۴۳)مسند احمد،حدیث نمبر:۲۴۱۹

(۴۴۴)سنن نسائی،حدیث نمبر:۵۲۳۸

(۴۴۵)سنن ابی داؤد،حدیث نمبر:۴۰۶۲

(۴۴۶)صحیح مسلم،حدیث نمبر:۹۱

(۴۴۷)صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۵۹۰

(۴۴۸)الترغیب والترهیب،ج ۳،ص ۲۷۶

(۴۴۹)ابن ابی الدنیاؒ،ابی بکر عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی(امام)م ۲۸۱ھ،موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ،بیروت،۲۰۰۶ء،کتاب العزلۃ،ص ۱۳۴

(۴۵۰)جامع الترمذی،حدیث نمبر:۲۰۳۲

(۴۵۱)سنن ابی داؤد،حدیث نمبر:۴۹۰۰

Marfat.com

(۴۵۲)سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۸۹۱

(۴۵۳)سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۸۷۵

(۴۵۴)البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۹۳

(۴۵۵)استمتع بحیاتک، ص ۸

Marfat.com

باب چہارم

دوستی کے موانع
اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم:

دوستی کے موانع اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

وہ باتیں جن سے دوستانہ تعلقات بگڑ جاتے ہیں، محبت کے پاکیزہ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور دوستوں کے مابین بغض وعداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر نوجوان کو چاہیئے کہ ان مفاسد سے بچے تاکہ اپنے حلقۂ احباب میں خوشی اور سعادت کی زندگی گزار سکے۔ بقول شاعر:

لکل شیء عدمته عوض
وما لفقد الصدیق من عوض!

''زمانہ میں ہر چیز کا نعم البدل مل جاتا ہے لیکن اگر اچھا دوست کھو جائے تو اس کا بدل نہیں ملتا۔''

تعلیمات نبوی میں درج ذیل اوصاف سے اجتناب کی تلقین فرمائی گئی ہے جو دوستانہ تعلقات کے خاتمے کا باعث بنتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اعراض:

ہر مسلمان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ ایسے دوست بنائے اور ایسی مجلسوں میں جائے جن سے اس کے ایمان، صلاح، تقویٰ اور بصیرت میں اضافہ ہو اور ہمیشہ برے اور شیطان صفت دوستوں سے بچا رہے اور ایسی بدکاری، فحاشی اور معصیت کی مجلسوں سے دور رہے جن سے نفس ظالم ہو جاتا ہے اور دل میں زنگ لگ جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ

Marfat.com

وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿٢٨﴾} ٢

"اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت میں محدود رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اپنی نگاہیں ان سے نہ پھیریں، کیا آپ دنیاوی زندگی کی آرائش کے خواہشمند ہیں؟ اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کی دوستی سے منع فرما دیا ہے جو اللہ کی یاد سے غفلت برتتے ہیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾} ٣

"تمام منافق مرد اور عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، یہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے، اللہ نے انہیں بھلا دیا ہے۔ بیشک منافق ہی فاسق ہیں۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلافت کی مشغولیات اور حکومت کی ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو الگ کرتے اور ایک یا دو دوستوں کا ہاتھ پکڑتے اور فرماتے:

((قم بنا نزداد ایمانا))

"آؤ چلیں اپنے ایمان میں اضافہ کریں۔"

چنانچہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ ٤ اسی طرح سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں جا رہے ہوتے تو کہتے:

((اجلسوا بنا نؤمن ساعة)) ٥

"آؤ تھوڑی دیر بیٹھ کر ایمان میں اضافہ کر لیں۔"

Marfat.com

ایک مسلمان اپنی روح کو تقویت پہنچانے، اپنے نفس کا تزکیہ کرنے، اسے ہمیشہ بلندی کی طرف لے جانے اور تنزل کی طرف جانے سے بچانے کے سلسلے میں ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ نیک اور صالح دوست کی صحبت کا مشتاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے اعراض نہ صرف اچھے دوستوں سے ہمیشہ ہمیش کی جدائی کا سبب بن جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے نفرت کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے: میں فلاں آدمی سے نفرت کرتا ہوں، چنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اہلِ آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے نفرت کرتا ہے تم بھی اس سے نفرت کرو، چنانچہ وہ سب اس سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں، پھر زمین میں اس کے لئے نفرت پھیلا دی جاتی ہے۔"[6]

اہل ایمان کی محبت، تعلق اور وفاداری صرف اور صرف حق سے ہوتی ہے۔ وہ حق ہی کی بنیاد پر کسی سے اپنا رویہ، سلوک اور موقف طے کرتے ہیں اور جاہلیت پر مبنی کسی تعصب پر اپنا موقف طے نہیں کرتے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

((ومن كان فيه ايمان و فيه فجور اعطى من الموالاة بحسب ايمانه : ومن البغض بحسب فجوره، ولا يخرج من الايمان بالكلية بمجرد الذنوب والمعاصى))[7]

"جو شخص ایمان بھی رکھتا ہو اور اس میں فسق و فجور بھی ہو تو اس کے ساتھ اس کے ایمان کے بقدر ولاء و موالات اور اس کے فسق و فجور کے بقدر بغض رکھنا چاہیئے کہ وہ صرف گناہوں اور معصیت کی وجہ سے ایمان سے خارج بہر حال نہیں ہوتا۔"

Marfat.com

(۲) چاپلوسی، چرب زبانی اور دورُخا پن:

خوشامد، چرب زبانی، مبالغہ آمیز مداحی اور مطلب نکالنے کے لئے تعریف کرنے کے عمل کو چاپلوسی کیا جاتا ہے۔ محبت اور دوستی کو نفرت میں بدلنے اور احباب میں فضا مکدر کرنے کے لئے اس سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے۔ چاپلوسی سے خودداری مٹ جاتی ہے۔ دورُخا اور چاپلوس آدمی صبر وضبط، رکھ رکھاؤ، قناعت، حفاظت نفس، جواں مردی اور عالی ہمتی جیسے اوصاف سے یکسر محروم ہو جاتا ہے۔ اگر دوستی اخلاص کے ستونوں پر قائم نہیں ہے تو ظاہری دوستی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا:

((ذلك برغبة بعضهم الى بعض ورهبة بعضهم الى بعض))[8]

''یہ دوغلا پن ایک دوسرے سے اُمید وتوقع اور ایک دوسرے سے خوف کے سبب ہوگا۔''

رسول کریم ﷺ نے ہمیں اسی لئے محبت واخلاص کا حکم دیا ہے اور دورُخی سے روکا اور اس کے نتائج سے آگاہ فرمایا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((ان من شر الناس ذا الوجهين، الذی یاتی هؤلاء بوجه، و هؤلاء بوجه))[9]

''تم لوگوں میں سے سب سے بدتر اس شخص کو پاؤ گے جو بعض کے پاس ایک رُخ اور بعض کے پاس دوسرا رُخ لے کر جائے گا۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من كان له وجهان فی الدنيا كان له يوم القيامة لسانان من النار))[10]

Marfat.com

”جس کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے تو اس کے منہ میں جہنم کی آگ کی دو زبانیں ڈالی جائیں گی۔“

نیز فرمایا:

((ليس من أخلاق المؤمن الملق)) [11]

”مومن کے اخلاق میں چاپلوسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔“

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اذا الناس أظهروا العلم، و ضيعوا العمل، و تحابوا بالألسن، و تباغضوا بالقلب، و تقاطعوا فى الارحام لعنهم الله عند ذلك و أصمهم و أعمى أبصارهم)) [12]

”جب لوگ علم کا اظہار کریں اور عمل سے بیزار ہونا شروع ہو جائیں، محبت صرف زبانی اور دلوں میں بغض ہو اور صلہ رحمی قطع کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے گا اور انہیں بہرہ اور اندھا کر دے گا۔“

اسی طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے تین بار فرمایا:

((ويحك قطعت عنق صاحبك)) [13]

”تو نے اپنے ساتھی (ممدوح) کی گردن کاٹ دی ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالىٰ واهتزله العرش)) [14]

”جب فاسق کی (سامنے یا غیر حاضری میں) تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو جاتا ہے اور عرش (مارے دہشت کے) کانپ جاتا ہے۔“

چاپلوسی اور خوشامد ایسی چیز ہے جس سے بڑے بڑے عقلمند بھی شکار کر لیے جاتے ہیں اور منافقت اچھی ذہانت کو چھپا لیتی ہے اور یہ دونوں خصلتیں بناوٹی آدمی کی خصوصیات شمار کی

Marfat.com

جاتی ہیں۔لہٰذا جس آدمی میں یہ صفات رذیلہ موجود ہوں اس کے اچھے کاموں سے بھی خیر کی اُمید نہیں ہوتی اور نہ اس سے اصلاح ورشد کی اُمید باندھی جا سکتی ہے۔

(۳) امانت میں خیانت:

دوستی کے رشتے اور اخوت کے روابط منقطع کرنے والی ایک ناپاک صفت ''خیانت'' ہے جو بد باطنی اور اخلاقی پستی کی علامت ہے۔خصوصاً اگر دوستوں کے ساتھ خیانت ہو تو اس کی برائی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔کیونکہ اس صورت میں یہ خیانت کی اپنی برائی کے ساتھ ساتھ حرمت دوستی کی ہتک اور حقوق دوست کی پامالی بھی ہے۔خیانت میں ناجائز سفارش، رشوت ستانی، حق تلفی، اقربا نوازی، کام چوری، جانبداری اور ظلم و عدوان جیسے سبھی رذائل شامل ہیں۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((المسلم اخو المسلم لا یخونه)) [۱۵]

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔پھر وہ (بحیثیت مسلمان) اپنے مسلمان بھائی سے خیانت نہیں کرتا۔''

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''سب سے بڑی خیانت مہربان دوست سے خیانت کرنا اور عہد و پیمان کو توڑنا ہے۔'' [۱۶]

دوست کے مشورہ مانگنے پر دیانتداری کے ساتھ صحیح صحیح مشورہ دے دیا تو امانت مشورہ ادا کر دی اور اگر جان بوجھ کر غلط مشورہ دیا تو اس نے جرم خیانت کا ارتکاب کیا۔وہ قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((المستشار مؤتمن, اذا استشار احد کم اخاه فلیشر علیه)) [۱۷]

''جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ بمنزلہ امین کے ہوتا ہے۔تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی سے مشورہ چاہے تو اسے چاہیئے کہ اس کو (ایمانداری سے

Marfat.com

نیک) مشورہ دے۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی کے الفاظ ہیں:

((انا ثالث الشریکین مالم یخن احدھما صاحبہ۔ فاذا خانہ خرجت من بینھما)) ۱۸

"میں دو شریکوں کے ساتھ تیسرا ہوتا ہوں۔ جب تک کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہیں کرتے۔ پھر جب ایک شریک دوسرے کی خیانت کرنے لگتا ہے تو میں اس شرکت سے نکل جاتا ہوں۔"

امام علی بن حسین زین العابدینؒ فرماتے ہیں:

"تمہارے اوپر امانتوں کی واپسی واجب ہے۔ اس اللہ کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبیِ برحق بنا کر بھیجا ہے اگر میرے بابا حسین بن علی علیہ السلام کا قاتل وہ تلوار جس سے اس نے میرے بابا کو شہید کیا ہے میرے پاس بطور امانت رکھ دے تو میں اس کی امانت اس کو واپس کر دوں گا۔" ۱۹

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میری اُمت خیانت نہ کرے، تو اس کے سامنے دشمن قدم نہ جما سکے۔"

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"کیا تمہارے سامنے دشمن بکری کا دودھ دوہنے کی دیر ٹھہرا رہتا ہے؟"

تو انہوں نے جواباً کہا: "جی ہاں! بلکہ تین دودھ والی بکریوں کے دودھ دوہنے کی دیر تک۔"

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ربِ کعبہ کی قسم! تم نے خیانت کی ہے۔" ۲۰

اسلام نے اپنے حیات بخش پروگراموں اور بلند قوانین کے ذریعے لوگوں کو بطور عموم ایک خوش بخت و سعادت بخش زندگی کی طرف اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر کے بلایا ہے اور امانت کی حفاظت کے لئے بڑی سختی کے ساتھ تاکید کی ہے۔ جس دوستی میں خیانت ہوگی، اللہ تعالیٰ ایسے دوستوں کو اپنے حال پر چھوڑ دے گا اور ایسی دوستی سے خیر و برکت اور سعادت

Marfat.com

رخصت ہو جائے گی۔

(۴) آداب ملاقات کا خیال نہ رکھنا:

اگر کسی دوست کے گھر جانے کا ارادہ ہو تو باہر کھڑے ہو کر مسنون طریقے سے اجازت لے کر گھر میں داخل ہونا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ گھر کی عورتیں کسی ایسی حالت میں ہوں جس میں کسی نا محرم کو دیکھنا روا نہیں۔ کسی کا اچانک گھر میں داخل ہو جانا نہایت ناگوار، مکروہ اور رنجیدہ عمل ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾} [۲۱]

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہی تمہارے لئے سراسر بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کر لو۔ اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ۔ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔"

یہ بات لائق توجہ ہے کہ یہاں لفظ "تستانسوا" استعمال ہوا ہے نہ کہ "تستاذنوا" کیونکہ دوسرے لفظ میں صرف اجازت لینے کا مفہوم ہے جبکہ پہلا لفظ مادہ "انس" سے لیا گیا ہے، اس سے ایسی اجازت لینا مراد ہے کہ جس میں لطف ومحبت اور صداقت پنہاں ہو، یعنی مؤدبانہ طریقے سے اور بغیر کسی درشتی وسختی کے اجازت لی جائے۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ پہلے سلام کرتے اور پھر داخل ہونے کی اجازت طلب فرماتے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا یہ معمول بھی تھا کہ آپ ﷺ تین مرتبہ اجازت طلب فرماتے اگر کوئی جواب نہ آتا تو آپ ﷺ واپس لوٹ آتے۔ اور یہ بھی آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اجازت طلبی کے وقت آپ ﷺ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تاکہ ایک دم سامنا نہ ہو جس میں بے پردگی کا امکان رہتا ہے۔ [۲۲]

سیدنا کلدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیدنا صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دودھ اور ہرن کا بچہ دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ مکہ کے ایک بلند جانب میں اترے ہوئے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پاس سیدھا چلا آیا۔ نہ تو میں نے داخل ہوتے وقت سلام کہا اور نہ ہی اجازت طلب کی۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ارجع فقل السلام علیکم ادخل)) [۲۳]

''واپس جاؤ (دروازے پر) اور کہو السلام علیکم، کیا اندر آسکتا ہوں؟''

پھر مجلس کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنے ہم نشیں کے گھر میں تانک جھانک نہ کرے اور نہ اس میں پردہ کی جگہوں کی ٹوہ میں رہے، اس لئے کہ یہ شرمیلے، حیادار اور باادب مسلمان کا اخلاق نہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں وعید سنائی ہے جو مجالس میں تانک جھانک کیا کرتے ہیں اور لوگوں کی لغزشوں، عیوب اور پردہ کی جگہوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من اطلع فی بیت قوم بغیر اذنہم فقد حل لھم ان یفقووا عینہ)) [۲۴]

''جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے جھانکے تو گھر والوں کو اجازت ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔''

Marfat.com

(۵) لڑائی جھگڑا اور بحث و تکرار:

دوستی اور محبت کے خاتمے کا ایک بنیادی سبب جھگڑا اور جنگ وجدال ہے۔ایسی بحث وگفتگو جو اظہار کمال، شیخی بگھارنے یا تعصب کی وجہ سے ہو، بہت بری صفت ہے، جو دوستوں کے مابین اتحاد اور اتفاق کو نقصان پہنچاتی ہے۔اس طرح ان کی طاقت پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور دوستی برباد ہو جاتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ} ۲۵

"تم آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری قوت ختم ہو جائے گی۔"

شیطان صفت لوگوں کی آرزو ہوتی ہے کہ دوستوں میں اختلاف پیدا کر کے انہیں کمزور کر دیا جائے۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ان الشیطان قد ایس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب، ولکن فی التحریش بینهم)) ۲۶

"بلاشبہ شیطان نا اُمید ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں، لیکن وہ ان کے درمیان اختلافات کو بھڑکاتا ہے۔"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المستبان شیطانان یتهاتران ویتکاذبان)) ۲۷

"آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں، وہ ایک دوسرے کے خلاف بدزبانی کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر جھوٹ باندھتے ہیں۔"

اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عادتِ بد سے اجتناب کی تاکید فرمائی اور اس کے برے اثرات سے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے طرف تشریف لائے، اس وقت ہم آپس میں جدال کر رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ذروا المرء لقلة خیره، و ذروا المراء فان نفعه قلیل وانه

Marfat.com

يهيج العداوة بين الاخوان)) ۲۸؎

''جنگ و جدال کو چھوڑ دو، اس میں خیر کم ہے۔ جنگ و جدال کو چھوڑ دو، اس کا فائدہ بھی کم ہے اور یہ دوستوں میں عداوت پیدا کرتا ہے۔''

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

((ذروا المراء فانه لا تفهم حكمته ولا تؤمن فتنته)) ۲۹؎

''جنگ و جدال چھوڑ دو۔ اس میں قابل فہم حکمت نہیں ہے اور نہ اس کے فتنے سے انسان کو امن ملتا ہے۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا تمار اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدا فتخلفه)) ۳۰؎

''اپنے بھائی کے ساتھ جدال، مزاح اور وعدہ خلافی نہ کرو۔''

لڑائی جھگڑے اور بدکلامی میں پہل کرنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((المستبان ما قالا فعلى البادى مالم يعتد المظلوم)) ۳۱؎

''وہ آدمی جو آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں، سب کا وبال اسی پر ہوگا جس نے گالیاں دینے میں پہل کی ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

نیز فرمایا:

((ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل)) ۳۲؎

''ہدایت آپہنچنے کے بعد جو قوم بھی گمراہی کی طرف مائل ہوئی اسے بحث و تکرار اور جھگڑا فساد کرنے کی صلاحیت دی گئی۔''

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس وقت ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ہتھیار اٹھائے اور دوسرا بھی ساتھ ہی ہاتھ اٹھائے تو دونوں کے دونوں دوزخ کے کنارے پر ہیں پھر جس وقت قتل کیا تو دوزخ میں گر جائیں گے (واضح رہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ

Marfat.com

جس وقت وہ دونوں کے دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی نیت سے ہتھیار اٹھائیں) اور اگر ایک نے ہتھیار اٹھایا اور دوسرے شخص نے ہتھیار نہیں اٹھایا اور دوسرے سے دفاع کیا تو ہتھیار اٹھانے والا (یعنی لڑائی میں پہل کرنے والا) دوزخ میں جائے گا۔"۳۳

اگر آپ دوستوں کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنی غلطی بہت جلد صدقِ دل سے قبول کر لیں۔ اور جب آپ کا دوست غلطی پر ہو تو آپ دوست سے جنگ و جدال کرنے اور یہ کہنے کی بجائے کہ "تم غلط ہو" یہ کہیں "ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں۔" تو اس کا نتیجہ اور اثر مختلف ہو گا۔ رسول کریم ﷺ جب کسی کی غلطی ملاحظہ کرتے تو منہ پر اس کا اظہار نہ کرتے بلکہ فرماتے:

"کچھ لوگوں کو کیا ہے کہ وہ ایسا اور ایسا کرتے ہیں؟"۳۴

ایک موقع پر آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ بعض نمازی دوران نماز آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ یہ غلطی تھی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ نماز کے دوران سجدہ گاہ پر نظر رکھی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"چند لوگوں کو کیا مشکل ہے کہ وہ نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔"

مزید سختی کرتے ہوئے نام لینے کی بجائے صرف اتنا فرمایا:

"یہ لوگ اس کام سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔"۳۵

اپنے دوستوں کی آراء کا احترام آپ کی شخصیت کو محبوب و متاثر کن بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی دلیل دیہاتیوں اور گنواروں کے سخت رویے پر رسول کریم ﷺ کا صبر سے پیش آنا ہے۔ وہ جب آپ ﷺ کو مخاطب کرتے تو سخت لہجے میں بات کرتے اور غصے سے بھڑک رہے ہوتے، لیکن جب آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر جاتے تو ان کے چہروں پر خوشی اور مسرت کی جھلک ہوتی۔ لہٰذا اگر آپ کو اپنے دوست کی خالص محبت درکار ہے اور اپنے دل کو نفاق سے بچانا چاہتے ہیں تو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑے سے اجتناب کرنا ہو گا۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

Marfat.com

((لا یستکمل عبد حقیقة الایمان حتی یدع المراء وان کان محقا))۳۶

''انسان میں ایمان کی حقیقت اس وقت تک کمال کو نہیں پہنچ سکتی جب تک لڑائی جھگڑا ترک نہیں کرتا، خواہ وہ حق بجانب ہی کیوں نہ ہو۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

((انا زعیم ببیت فی ربض الجنة لمن ترك المراء وان کان محقا))۳۷

''میں اس شخص کو جنت کے کناروں پر گھر دلوانے کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے خواہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔''

منصور نمریؒ کہتے ہیں:

اقلل عقاب من استربت بوده
لیست تنال مودة بعتاب۳۸

''جس کی محبت سے تم نے سیرابی حاصل کی اس پر ڈانٹ ڈپٹ زیادہ نہ کرو کیونکہ بار بار ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے محبت حاصل نہیں ہوتی۔''

اُم حکیمہؒ اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''اور جب تم حق پر ہو اور لوگ تم سے لڑائی جھگڑا کریں یا تم پر تنقید شروع کریں تو تم خوش ہو جاؤ۔ یہ لوگ حقیقت میں تمہیں کہتے ہیں کہ تم کامیاب ہو اور (لوگوں پر) اثرانداز ہونے والے ہو کیونکہ مردہ کتے کو نہیں دھتکارا جاتا اور پتھر صرف پھلدار درخت کو ہی مارے جاتے ہیں۔''۳۹

(۶) غیبت اور بہتان تراشی:

دوستوں کے باہمی تعلقات بگاڑنے والے امور میں سے ایک غیبت کرنا اور سننا ہے۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے مومنین کو ایک دوسرے کی غیبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ} [40]

"اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اسے ناپسند کرو گے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

((اتدرون ما الغيبة؟))

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ذكرك اخاك بما يكره))

"تم اپنے بھائی کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔"

پوچھا گیا کہ میں اس کے بارے میں جو کچھ کہوں اگر وہ واقعتاً اس میں موجود ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ان كان فيه ما تقول فقد اغتبته، وان لم يكن فيه فقد بهته)) [41]

"اگر وہ چیز اس میں موجود ہو جو تم کہتے ہو تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس میں نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر (سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

"اس کو روکو۔"

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہماری گفتگو کو بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟"

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثکلتك امك، وهل یکب الناس فی النار علی وجوههم او قال: علی مناخرهم الا حصائد السنتهم)) ۴۲ے

"تمہاری ماں تم پر روئے، لوگ جہنم کی آگ میں اپنے چہرے کے بل (یا فرمایا کہ اپنے نتھنوں کے بل) اسی زبان کی بدولت گرائے جائیں گے۔"

جس آدمی کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے اس کا دفاع کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((من ذب عن عرض اخیه بالغیبة کان حقا علی الله ان یعتقه من النار)) ۴۳ے

"جو شخص اپنے بھائی کی عزت کا غائبانہ دفاع کرے تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کر دے۔"

غیبت جیسی بری عادت مردوں میں نہیں پائی جاتی بلکہ مردوں سے مشابہ دو چہرے رکھنے والے ان بزدل لوگوں میں پائی جاتی ہے جو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ حقیقی مسلمان کا کردار اپنائیں جو ایک ہی چہرہ رکھتا ہے اور اس کا چہرہ نیرو تاباں، درخشاں، روشن اور واضح ہوتا ہے۔ اور جب آپ کسی پر تنقید کریں تو اپنی عادت بنالیں کہ شہد کی مکھی کی نظر سے دیکھا کریں اور لوگوں کو عام مکھی کی نظر سے نہ دیکھیں ورنہ آپ گندگی پر ہی گریں گے۔

(۷) دوست فراموشی اور قطع تعلقی:

دوستوں کو یاد نہ رکھنا دوستی ختم ہونے کے عوامل میں سے ہے۔ اس سے محبت و الفت ختم ہو جاتی ہے۔ دوست کو فراموش کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے درمیان رشتۂ دوستی مضبوط نہ تھا۔ اگر دوستی مضبوط، برادری مستحکم اور محبت راسخ ہو تو دوست کی شکل وصورت

Marfat.com

ہمیشہ آپ کے دل میں نقش رہے۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((ترك التعاهد للصديق داعية القطيعة)) ۴۴

"دوست کو یاد نہ کرنا قطع تعلق کا سبب بنتا ہے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مروت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اطعام الطعام وتعاهد الاخوان و كف الاذى عن الجيران)) ۴۵

"کھانا کھلانا، دوستوں کو یاد رکھنا اور ہمسایہ کو اذیت نہ دینا۔"

البتہ اگر کوئی دوستوں کی جانب سے ملنے والی تکلیفوں کو برداشت کرے اور پھر بھی ان سے خوشگوار تعلقات قائم رکھے تو اسے مدارات کہا جاتا ہے۔ یہ عمل خوش خلقی کا ایک اہم جزء ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"میرے رب نے مجھے لوگوں سے مدارات کا ویسا ہی حکم دیا ہے جیسا کہ واجبات کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔"۴۶

حافظ شیرازیؒ کہتے ہیں:

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است

با دوستان مروت با دشمنان مدارا ۴۷

"دونوں جہاں کی آسائش ان دو باتوں میں مضمر ہے کہ دوستوں سے مروّت کی جائے اور دشمنوں سے مدارات کا سلوک کیا جائے۔"

اسی طرح دوست سے قطع تعلق ایسا جرم ہے جسے عقل سلیم برا جانتی ہے اور زندہ ضمیر اس سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متوجہ فرمایا کہ قطع تعلقی سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور رشتہ محبت ٹوٹ جاتا ہے۔قطع تعلقی پر قرآن و حدیث میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ.} ۴۸

Marfat.com

''اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، انہیں کاٹنے میں بے باک ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

{فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾} ۴۹

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے۔''

آپ ﷺ نے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((یا ابا ذر ایاك و هجران اخیك فان العمل لا یتقبل مع الهجران. یا ابا ذر انهاك عن الهجران و ان کنت لا بد فاعلا فلا تهجره فوق ثلاثة ایام کملا فمن مات فیها مهاجرا لاخیه کانت النار اولی به)) ۵۰

''اے ابو ذر (رضی اللہ عنہ)! خبردار اپنے دوست سے تعلق قطع نہ کرو۔ میں تجھے قطع تعلق سے منع کرتا ہوں۔ اگر یہ کام کرنا ہی ہو تو تین دن سے زیادہ نہ ہو۔ اگر کوئی اپنے دوست سے قطع تعلق کی حالت میں مر جائے تو وہ آتش جہنم کے لئے زیادہ سزاوار ہے۔''

قطع تعلقی کی سزا دنیا ہی میں مل کر رہتی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من ذنب اجدر أن یعجل اللہ لصاحبه العقوبة فی الدنیا مع ما یدخر له فی الآخرة من البغی و قطعیة الرحم)) ۵۱

Marfat.com

"ظلم وزیادتی اور قطع رحمی، دو جرم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی سزا کے ساتھ، دنیا ہی میں ان کی فوری سزا بھی دے دیتا ہے۔ان دو جرموں کے علاوہ اور کوئی جرم ایسا نہیں کہ جس کی سزا کا اللہ تعالیٰ اس طرح اہتمام کرتا ہو۔"

قطع تعلق جتنا طویل ہوگا، جرم اتنا ہی بڑا ہوگا۔جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((هجر الرجل أخاه سنة كسفك دمه)) ۵۲

"اپنے دوست سے ایک سال تک قطع تعلق کرنا اس کا خون بہانے کے مترادف ہے۔"

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((تعرض الاعمال فی کل اثنين وخميس، فيغفر الله عزوجل لكل عبد لا يشرك به شيئا الا المتشاحنين، يقول الله لملائكة: ذروهما حتیٰ يصطلحا)) ۵۳

"انسان کے اعمال ہر سوموار اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں، مشرک کے علاوہ تمام کو بخش دیا جاتا ہے، البتہ آپس میں دو ناراض ہونے والوں کو نہیں بخشا جاتا۔اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: ان دونوں کو لوٹا دو حتیٰ کہ آپس میں صلح کر لیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے کچھ وقت کے لئے اس وجہ سے بات نہیں کی کیونکہ وہ بغیر کسی معقول وجہ کے ایک فوجی مہم میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ایسا اس وقت تک جاری رہا، جب بالآخر انہوں نے توبہ کرلی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور ایسا اس وقت ہوا کہ جب اس مہم کو پچاس دن سے زائد گزر چکے تھے۔اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جہاں کسی سے بات نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ ہو سکتی ہے۔ ۵۴

رسول کریم ﷺ نے اپنے دوست تو کیا اپنے باپ کے دوستوں سے بھی تعلق

Marfat.com

جوڑنے اور ان سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ ہے:

((ان ابر البر ان یصل الرجل ود ابیہ)) 55

"بڑی نیکی تو یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں سے حسن سلوک کا تعلق جوڑے رکھا جس سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رشک اور غیرت آتی تھی۔ وہ خود بیان کرتی ہیں:

"مجھے جتنا رشک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا اتنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بیوی پر نہیں آیا۔ میں نے انہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا بکثرت ذکر فرماتے تھے۔ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کی بہت سے ٹکڑے کرتے پھر انہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیتے۔" 56

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

((ألا أنبئکم بشرارکم؟))

"کیا تمہیں بدترین آدمی کی خبر نہ دوں؟"

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیان فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المشاء ون بالنميمة المفرقون بين الأحبة، الباغون للبرآء المعائیب)) 57

"چغل خوری کرنے والا، دوستوں میں جدائی ڈالنے والا اور بے گناہوں پر عیب لگانے والا۔"

اسی طرح ایک دوسرے سے نفرت کی صورت میں دوستوں میں مصالحت کرانا اور بچھڑے ہوئے دوستوں کو آپس میں ملانا بہترین اعمال میں شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((یا أبا ایوب! ألا أدلك علی عمل یرضی اللہ؟))

Marfat.com

"اے ابو ایوب (رضی اللہ عنہ)! کیا میں اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کی طرف تیری رہنمائی کروں؟"

انہوں نے عرض کیا بیان فرمائیے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((فاصلح بين الناس اذا تفاسدوا، و حبب بينهم اذا تباغضوا)) ۵۸

"جب لوگ آپس میں بگڑ جائیں تو ان میں اصلاح کرو اور جب یہ آپس میں عداوت کریں تو ان میں محبت پیدا کرو۔"

(۸) دوست سے دشمنی اور دشمن سے دوستی:

یہ نکتہ بھی دوستی کو اذیت اور برہمی میں بدل دینے والا ہے۔ انسان کے لئے یہ نہایت گراں اور ناقابل تحمل ہے کہ اس کا دوست اس کے دشمن کے ساتھ ملاقات اور دوستی رکھتا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی اس کے دوست کے ساتھ عداوت رکھتا ہو تو اس سے بھی اس کے دل کو ٹھیس پہنچے گی۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اصدقاؤك ثلاثة، و أعداؤك ثلاثة فأصدقاؤك: صديقك، و صديق صديقك، و عدو عدوك، و أعدؤك: عدوك، و عدو صديقك، و صديق عدوك)) ۵۹

"تین قسم کے تمہارے دوست ہیں اور تین قسم کے دشمن۔ دوست یہ ہیں: تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن۔ اور دشمن یہ ہیں: تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔"

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((و اذا كنت من اخيك على ثقة فابذل له مالك و يدك، و صاف من صافاه، و عاد من عاداه)) ۶۰

Marfat.com

"اگر تمہیں اپنے دوست پر اعتماد ہے تو اس کے ساتھ جانی مالی قربانی دو اور جس سے اسے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو، جس سے اس کی دشمنی ہے تم بھی اس سے دشمنی کرو۔"

ایک عرب شاعر کہتا ہے:

صديق عدوی داخل فی عداوتی

وانی لمن ود الصديق ودود

"میرے دشمن کا دوست خود میرے دشمنوں میں شامل ہے اور جو میرے دوست سے محبت کرتا ہے میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔"

تود عدی ثم تزعم اننی

صديقك ان الرأی منك لعازب

"تم میرے دشمن سے محبت کرتے ہو پھر بھی یہ گمان کرتے ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ یہ بات نہایت بعید از حقیقت ہے۔"

حدیث قدسی کے الفاظ ہیں:

((من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربة)) [61]

"جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے میرے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔"

(۹) تکلف اور تصنع پسندی:

تکلف بذاتہ نہایت معیوب ہے۔ اگر دوست کے ساتھ تکلف کیا جائے جیسا کہ دوسروں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور معاشرتی پابندیوں میں بند رہا جائے تو ایسی دوستی میں لذت اور شیرینی نہیں ملتی بلکہ بوجھ محسوس ہونے لگتا ہے حتی کہ یہ احساس، دوستی کے خاتمے کا سبب بن جاتا ہے۔ بعض حکماء کے نزدیک لوگوں میں قطع تعلقی کی ایک بڑی وجہ آپس میں تکلف برتنا ہی ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

((شر الاخوان من تکلف له وخیر هم من احدثت لك رؤیته ثقة به وأهدت الیك غیبته طمانینة به)) ۶۲

"بدترین دوست وہ ہے جس کے لئے تکلف کرنا پڑے اور بہترین دوست وہ ہے جسے دیکھنے سے اعتماد بڑھے اور اس کی غیر حاضری میں اس پر اطمینان رہے۔"

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

((نحن معاشر الانبیاء والامناء والاتقیاء براء من التکلف)) ۶۳

"ہم انبیائے کرام علیہم السلام، امانتدار اور پرہیزگار لوگ تکلف اور بے جا زحمتوں سے دور ہیں۔"

امام جعفر بن محمد الصادقؒ کا قول ہے:

((اثقل اخوانی علی من یتکلف لی وأتحفظ منه وأخفهم علی قلبی من أکون معهم کما أکون وحدی)) ۶۴

"میرے دوستوں میں سب سے زیادہ بوجھل وہ ہے جو میرے لئے تکلف کرتا ہے اور میں اس سے تحفظ میں رہتا ہوں اور میرے لئے سبک ترین دوست وہ ہے جس کے ساتھ میں تنہا رہنے کی مانند رہوں۔"

لازم ہے کہ دوستی میں تکلف سے زندگی بسر نہ کی جائے۔ دوست کے ساتھ بے تکلف ہونے سے محبت و الفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ البتہ بے تکلفی میں آداب اور اپنی شخصیت کا تحفظ ملحوظ رہنا چاہیئے۔

(۱۰) شماتت اور کینہ پروری:

شماتت کا یہ مطلب ہے کہ دوست پر جب کوئی مصیبت یا گردش آئے تو کہا جائے کہ اس کے لئے ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا اور وہ اس کا سزاوار اور مستحق تھا۔ یہ دوستی کی راہ میں رکاوٹ

Marfat.com

ہے جو دوستوں کے دلوں کو غیض و غضب سے بھر دیتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے اخلاق سے پرہیز کا حکم دیا ہے اور دوستوں کو قلب سلیم کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ امام محمد بن علی الباقرؒ اپنے آباء کے سلسلۂ سند سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((علیکم بتقوی الله ولا یضمرن احدکم لاخیه أمرا لا یحبه لنفسه فانه لیس من عبد یضمر لاخیه أمرا لا یحبه لنفسه الا جعل الله سببا للنفاق فی قلبه)) ۶۵

''تم تقویٰ اختیار کرو اور اپنے دوست کے لئے کوئی ایسی بات دل میں پوشیدہ نہ رکھو جو تمہیں پسند نہ ہو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے خلاف کوئی ایسی بات دل میں رکھتا ہے جو خود اسے اپنے لئے پسند نہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کو اس کے دل میں نفاق کا سبب بنا دے گا۔''

سچا دوست تو وہی ہے جو اپنے دوست کے لئے ہر وہ چیز پسند کرے جو وہ اپنے لئے کرتا ہے اور اپنے دوست کے خلاف کوئی بات دل میں نہ رکھے جو اسے دوستی کی حدود سے خارج کر دے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه)) ۶۶

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے کرتا ہے۔''

شماتت برتنے والا درحقیقت دشمن ہے جس نے دوستی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور وہ ایک کھلے دشمن سے زیادہ مضر ہے جس کا دل کینہ وعداوت سے بھرا ہوا ہے۔ ایسے دوست نما دشمن کا انجام حدیث مبارکہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

((لا تبدی الشماتة لاخیك فیرحمه الله ویصبرها بك)) ۶۷

''اپنے دوست کے لئے شماتت کا اظہار نہ کرو، ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم

Marfat.com

فرمائے اور یہ (مصیبت) تم پر نازل ہو جائے۔"

قرآن کریم کی تعلیم کردہ یہ خوبصورت دعا ہمیں ہمیشہ وردِ زبان رکھنی چاہیئے:

{رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾} [۶۸]

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال۔"

(۱۱) انانیت، ضد اور خود پسندی:

انانیت کا مطلب ہے کہ انسان خود کو اہمیت دے لیکن دوسروں کو اہمیت نہ دے اور صرف ذاتی مفاد اور مقاصد کو اعلیٰ مصلحت قرار دے۔ یہ ایک ایسی ناپاک صفت ہے جس سے سب انسان نفرت کرتے ہیں۔ ضد اور انانیت دوستی کی شیرینی کو دل سے ختم کر دیتی ہے۔ اسلام نے انانیت کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا یومن احد کم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ)) [۶۹]

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے کرتا ہے۔"

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا خیر فی صحبة من لا یری لك مثل الذی یری لنفسه)) [۷۰]

"ایسے شخص کی صحبت میں کوئی خیر نہیں جو تیرے لئے بھی وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔"

ایک روایت میں دوست کا کم از کم حق بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

((ان لا یستاثر علیہ بلا احوج الیہ منہ)) ال

''جس چیز کی دوست کو زیادہ ضرورت ہو، اس کے لئے اپنی ذات کو ترجیح نہ دینا۔''

رسول کریم ﷺ کے نزدیک دوست ایک جان کی مانند ہوتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کے مفاد کے لئے اسی طرح کوشش کرتا ہے جیسا کہ خود اپنے ذاتی مفاد کے لئے کرتا ہے اور اپنے دوست کے فائدے کے لئے اسی طرح حریص ہوتا ہے جیسے خود اپنے فائدے کے لئے ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دوست کی ذات اور مفاد کو اپنی ذات اور مفاد پر ترجیح دینے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ دوستوں میں روحانی قرابت پیدا ہو جائے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں یہ وصیت تحریر فرمائی:

''اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلق جوڑنے، روگردانی کے مقابلہ میں مہربانی، بخل کے مقابلہ میں عطا، دوری کے مقابلہ میں قربت، شدت کے مقابلہ میں نرمی اور جرم کے موقع پر معذرت قبول کرنے کے لئے آمادہ کرو۔ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقا و ولی نعمت ہے۔''۲ے

انانیت، عصبیت اور خود پسندی انسان کو اچھوت بنا دیتی ہے۔ ایسا شخص اپنے اعصاب کو قابو میں نہیں رکھ سکتا جس کے نتیجے میں بدنصیبی اور دوستوں سے جدائی اس کا مقدر ہو جاتی ہے۔

(۱۲) اذیت اور نازیبا ہنسی مذاق:

دوست کو پریشان کرنا اور اس کو مصیبت میں مبتلا کرنا دوستی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنے دوستوں کو ہاتھ اور زبان سے اذیت دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ درست کر رہے ہیں۔ کوئی اپنے دوست پر سخت جملے کستا اور کاری ضرب لگاتا ہے اور پھر تماشا دیکھتا ہے، کوئی اپنے دوست کو خوب مارتا ہے اور پھر عذر خواہی

Marfat.com

کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ ہر وقت لعنت ملامت کرتے رہنا، شکوے اور شکایتیں کرنا، کبھی کسی کے ہاں جا کر یا کسی کو اپنے ہاں بلا کر وقت ضائع کرنا، مشترک اشیاء کا غلط استعمال، مشترک بیت الخلاء کے استعمال میں صفائی کا خیال نہ رکھنا، بلا اجازت کسی کی چیز استعمال کرنا وغیرہ اذیت کی مختلف شکلیں ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حقوق کے اس ناجائز استعمال سے منع فرماتے ہیں:

((لا تضیعن حق اخیك...)) ۳؎

''باہمی روابط و دوستی کی بنیاد پر اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو کیونکہ پھر وہ بھائی کہاں رہا جس کا تم نے حق تلف کر دیا۔''

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ محو سفر تھے۔ ہر آدمی کے پاس اس کا ذاتی سامان، اسلحہ، بستر اور کھانا وغیرہ موجود تھا۔ قافلے نے کسی منزل پر پڑاؤ کیا۔ ایک آدمی سویا تو اس کا ساتھی ہنسی مذاق میں اس کے رسے کی طرف بڑھا اور اسے اٹھا لیا۔ وہ آدمی جاگا تو اسے اپنا سامان کم لگا۔ وہ پریشانی کے عالم میں اپنا رسا ڈھونڈنے چلا گیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ایک مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو مضطرب کر دے۔'' ۴؎

ایک اور واقعے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں سفر کر رہے تھے۔ ایک آدمی کو سواری پر بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی۔ ساتھی نے موقع پا کر اس کے ترکش سے ایک تیر اڑا لیا۔ اس آدمی کو کھٹک گیا کہ کوئی اس کے ہتھیاروں سے چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے۔ وہ ڈر کے مارے جاگ اٹھا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ ایک مسلمان کو پریشان کرے۔'' ۵؎

اسی طرح بلا اجازت کسی دوست کی چیز استعمال کرنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

Marfat.com

((لا یحل لمسلم ان یا خذ مال اخیه بغیر حق، و ذلك لما حرم الله مال المسلم علی المسلم، وان یا خذ عصا اخیه بغیر طیب نفسه)) ۷۶

''کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کا کوئی مال ناحق طور پر لے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کیا ہے اور اس کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی خوش دلی کے بغیر لے۔''

سیدنا عمرو بن یثربی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سنو! کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کے مال میں سے بس اتنا کچھ ہی حلال ہے جو وہ اس میں سے خوش دلی سے اسے عطا کرے۔'' ۷۷

جبلہ بن سحیمؒ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت کے زمانے میں ہمارے اوپر قحط پڑا، قحط کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کے لئے کچھ کھجوریں عطا فرما دیں، جب ہم وہ کھجوریں کھا رہے تھے، اس وقت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرے، انہوں نے ہم سے فرمایا:

((لا تقارنوا، فان النبی ﷺ نهی عن القران)) ۷۸

''دو دو کھجوریں ایک ساتھ مت کھاؤ، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دو دو کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا کہ ان کھجوروں میں سب کھانے والوں کا برابر مشترک حق ہے اور ایک آدمی کا دو دو کھجوریں اٹھا کر کھانا دوسروں کا حق مارنے اور ان کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

((قلیل من الاخوان من ینصف)) ۷۹

''انصاف کرنے والے دوست بہت کم ہیں۔''

اذیت کی ایک قسم تلخ کلامی بھی ہے۔یقیناً زبان کا زخم نیزے کے زخم سے گہرا ہوتا ہے۔بقول شاعر:

جراحات السنان لها التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان ۸۰

''تلوار کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں، لیکن زبان کے زخم مندمل نہیں ہوتے۔''

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو بعض لوگ انہیں فرعون کا بیٹا کہہ کر پکارتے۔وہ اس پر آزردہ ہوئے اور اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا۔۸۱ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: خواتین مجھے یہودی اور یہودی کی بیٹی کہہ کر ستاتی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا:

''تم کیوں نہیں کہہ دیتیں، میرے والد ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔'' ۸۲

ایک اور حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((من روی ان اخیه المومن روایة یرید بها هدم مروته و ثلبه اوبقه الله بخطیئته حتی یأتی بمخرج مما قال ولن یاتی بالمخرج منه ابدا)) ۸۳

''جو اپنے برادر مومن سے ایسی بات نقل کرے جس سے اس کی بے عزتی کرنا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ خود اس کے گناہ کی وجہ سے اسے ہلاکت میں ڈالے گا

Marfat.com

تا آنکہ جو بات اس نے کہی ہے اس سے نکلنے کا کوئی چارہ مل جائے اور یہ راستہ اسے کبھی نہیں مل سکے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من اذی مومنا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فھو ملعون فی التوراۃ والانجیل والزبور والفرقان وفی خبر آخر فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین)) ۸۴

"جس نے کسی مومن کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور وہ ملعون ہے۔ توریت، انجیل، زبور اور قرآن میں ایک خبر ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو بلند آواز سے فرمایا:

"اے لوگو! جو زبان سے تو مسلمان ہوئے ہو جبکہ ایمان دل تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کو ایذا پہنچاؤ نہ ان کے عیوب تلاش کرو، کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب کا پیچھا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کا پیچھا کرتا ہے تو وہ اسے رسوا کر دیتا ہے خواہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔" ۸۵

دنیا و آخرت کی عزت و آبرو اور لوگوں کے نزدیک محبوبیت، دوسروں کو اذیت نہ پہنچانے میں پوشیدہ ہے۔ چاہے وہ زبانی اور عملی اذیت ہو یا مالی اور معاشی نقصان یا ظاہری آبرو اور اجتماعی ایذا رسانی۔ اللہ کے بندوں کو مصیبت میں مبتلا کرنے کا نتیجہ جلا دینے والا عذاب ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ

Marfat.com

عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ﴿۱۰﴾} ۸۶ے

''بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کے عذاب ہیں۔''

مسلمانوں کو دکھ پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴿۵۸﴾} ۸۷ے

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا پہنچاتے ہیں، جب کہ انہوں نے کوئی جرم نہ کیا ہو، تو یقیناً ان لوگوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔''

اکثر یوں ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی پر کوئی تکلیف مسلط کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس سے انتقام لیتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من ضار ضار الله به، ومن شاق شق الله عليه)) ۸۸ے

''جو کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے، جو کسی کو مشقت میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں ڈالتا ہے۔''

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((من أمنت من أذيته فارغب في اخوته)) ۸۹ے

''جس کی اذیت سے مامون ہو اسے دوست بناؤ۔''

ایک دن رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:

''جانتے ہو مفلس کون ہے؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے

Marfat.com

پاس درہم و دینار اور دنیا کا مال و متاع نہ ہو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میری اُمت میں سے مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے اعمال لائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا، کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں میں سے سب کے بدلے چکائے گا۔ حساب چکاتے چکاتے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی خطائیں اٹھا کر اس پر ڈال دی جائیں گی، پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔" ۹۰

اسلام میں دوستی کی مثال ایک درخت کی مختلف شاخوں جیسی ہے جو ایک ہی جڑ سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں اور اس کی گھنی چھاؤں میں رنگ، نسل، علاقائی، لسانی، قبائلی اور کنبہ برادری کی تمام عصبیتیں دم توڑ دیتی ہیں۔ نیز اسلام نے انسانوں کو ایسی تمام عادات سے منع فرمایا ہے جن سے دوستی کے باہمی رشتے میں دراڑ پڑنے کا اندیشہ ہو۔ اور ایسی تعلیمات سے نوازا ہے جس سے دوستوں کے باہمی تعلقات میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

{يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾} ۹۱

"اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بلاشبہ اللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا (وہ ہے جو) تم میں سے زیادہ متقی ہے، بلاشبہ اللہ

Marfat.com

بہت علم والا، خوب باخبر ہے۔“

اگر آپ اپنے نفوس کو ترقی اور بالیدگی دینا چاہتے ہیں اور اپنے دوستوں کے دلوں میں بلند مرتبوں پر فائز ہونا چاہتے ہیں تو دوستی اور محبت کی راہ کے ان موانع سے اجتناب کرنا ہوگا۔ اپنے آپ کو اسلام کے بلند اخلاق اور تعلیمات سے آراستہ کرنا ہوگا اور اپنے آپ کو نفرتوں سے بلند رکھنا ہوگا۔ بقول شاعر:

کن کالنخیل عن الاحقاد مرتفعا

یرمی بحجر فیرمی أطیب الثمر [۹۲]

”نفرتوں سے اتنا بلند ہو جائیں جتنا کھجور کا درخت ہوتا ہے۔ اس پر پتھر پھینکے جاتے ہیں تو وہ بدلے میں لذیذ ترین پھل پھینکتا ہے۔“

امام یحیی رازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

((لیکن اقل حظ المومن منك ثلاث: ان لم تنفعه فلا تضره، وان لم تفرحه فلا تغمه، وان لم تمدحه فلا تذمه)) [۹۳]

”تمہارے ذریعے مسلمانوں کو کم از کم تین فائدے پہنچنے چاہئیں: اگر تم کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو نقصان بھی نہ پہنچاؤ۔ اگر کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو غم بھی نہ دو۔ اگر کسی کی تعریف نہیں کر سکتے تو برائی بھی نہ کرو۔“

Marfat.com

حوالہ جات (باب چہارم)

(۱) الماوردیؒ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب (امام) م ۴۵۰ھ، البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد، ص ۲۹۳

(۲) سورۃ الکہف ۱۸:۲۸

(۳) سورۃ التوبۃ ۹:۶۷

(۴) ابن ابی شیبہؒ، ابو بکر عبداللہ بن محمد (امام) م ۲۳۵ھ، المصنف فی الاحادیث والآثار، تحقیق، حبیب الرحمٰن الاعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۳ء، ج ۱۱، ص ۲۶

(۵) کاندھلویؒ، محمد یوسف (مولانا)، حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمہ، مولانا محمد احسان الحق، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، ۲۰۱۲ء، ج ۳، ص ۳۲۹

(۶) ابن جوزیؒ، جمال الدین عبدالرحمٰن البغدادی (امام) م ۵۹۷ھ، کتاب البر والصلۃ، موسسہ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۲ھ، ص ۶۴

(۷) ابن تیمیہؒ، ابی العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم (امام) م ۷۲۸ھ، مجموع فتاوی، جمع وترتیب: عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم، طبع بامر خادم الحرمین الشریفین، ج ۲۸، ص ۲۲۹

(۸) ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، المودۃ فی ضو القرآن والسنۃ، ہیئت علمی موسسہ امام المنتظر، ۱۴۲۰ھ، حدیث نمبر: ۴۱۳

(۹) القشیریؒ، ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (امام) م ۲۶۱ھ، صحیح مسلم، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر: ۲۵۲۶

(۱۰) ابی داؤدؒ، الحافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی (امام) م ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۴۸۷۲

(۱۱) الحرانیؒ، ابو محمد حسن بن علی بن حسین بن شعبہ حلبی (الشیخ)، تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ص ۲۰۷

Marfat.com

(۱۲) الطبرسیؒ، ابوالفضل علی (محدث)، مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، ایڈیشن: ۱، ۱۳۸۵ھ، ص ۱۲۳

(۱۳) البخاریؒ، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۶۰۶۱

(۱۴) الخطیبؒ، ولی الدین محمد بن عبداللہ التبریزی (امام) م ۷۴۳ھ، مشکوٰۃ المصابیح، تحقیق، محمد ناصر الدین البانیؒ، المکتب الاسلامی، دمشق، ایڈیشن: ۱، ۱۹۶۱ء، حدیث نمبر: ۴۸۵۹

(۱۵) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۶۴

(۱۶) آمدی، عبدالواحد (علامہ)، غرر الحکم و درر الکلم، موسسہ آل البیت، قم، ۱۴۲۲ھ، ۵۰۵

(۱۷) ابن ماجہؒ، ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی القزوینی (امام) م ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۳۷۴۶، ۳۷۴۷

(۱۸) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۳۸۳

(۱۹) صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، امالی الصدوق، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ص ۱۴۹

(۲۰) طبرانیؒ، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، المعجم الاوسط، دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع، ایڈیشن: ۱، سن ندارد، حدیث نمبر: ۸۱۰۸

(۲۱) سورۃ النور ۲۴: ۲۷_۲۸

(۲۲) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۲۴۵ و سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۱۸۵، ۵۱۸۶

(۲۳) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۱۷۶

(۲۴) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۸۸۸ و صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۵۸

(۲۵) سورۃ الانفال ۸: ۴۶

(۲۶) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۸۱۲

(۲۷) ابن حبانؒ، الحافظ محمد بن حبان (امام) م ۳۵۴ھ، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء، حدیث نمبر: ۵۶۹۶

(۲۸) الطبرسیؒ، میرزا حسین النوری (محدث)، م ۱۳۲۰ھ، مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل، موسسۃ

Marfat.com

آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم، ج ۹، ص ۷۶

(۲۹) مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل، ج ۹، ص ۷۶

(۳۰) مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل، ج ۹، ص ۷۷

(۳۱) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ

(۳۲) ترمذیؒ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ (امام) م ۲۷۹ ھ، جامع الترمذی، مکتبہ بیت السلام، الریاض، ۲۰۱۶ء، حدیث نمبر: ۳۲۵۳

(۳۳) سنن نسائی

(۳۴) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۰۶۳

(۳۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۷۵۰

(۳۶) مجلسیؒ، محمد باقر بن محمد تقی (علامہ) م ۱۱۱۱ ھ، بحار الانوار، مؤسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، تہران، س ن ندارد، ج ۲، ص ۱۳۸

(۳۷) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۰۰

(۳۸) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۹۸

(۳۹) اُم حکیمہؒ، وصایا اُم حکیمۃ لابنھا، الھدیٰ پبلیکیشنز، اسلام آباد، ایڈیشن: ۱، ۱۴۳۵ ھ، ص ۶

(۴۰) سورۃ الحجرات ۴۹: ۱۲

(۴۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۸۹

(۴۲) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۱۶ و سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۹۷۳

(۴۳) البانیؒ، محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، حدیث نمبر: ۶۲۴۰

(۴۴) بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۴۲۳

(۴۵) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۷۵

(۴۶) کلینیؒ، ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الرازی (ثقۃ الاسلام) م ۳۲۹ ھ، الکافی، مرکز بحوث دار الحدیث، قم، ۱۴۰۱ ھ، ج ۳، ص ۱۹۷

(۴۷) محسنی محمد آصف (آیت اللہ)، قوانین زندگانی انسان در قرآن، جامعہ تعلیمات اسلامی، کراچی، ایڈیشن:

Marfat.com

۱،۲۰۱۵ء،ص ۱۰۸

(۴۸)سورۃ البقرۃ ۲:۲۷

(۴۹)سورۃ محمد ۴۷:۲۲ ۔ ۲۳

(۵۰)الحر العاملیؒ محمد بن حسن (علامہ) م ۱۱۰۴ھ،وسائل الشیعہ ،ترجمہ فقیہ اہل بیت الشیخ محمد حسین نجفی ،مکتبۃ السبطین ،سرگودھا،مارچ ۲۰۰۱ء،ج ۱۲،ص ۶۵

(۵۱)جامع الترمذی ،حدیث نمبر :۲۵۱۱

(۵۲)بحارالانوار،ج ۶۹،ص ۲۵۳

(۵۳)صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۵۶۵

(۵۴)صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۷۶۹ وجامع الترمذی ،حدیث نمبر:۳۱۰۱

(۵۵)صحیح مسلم،حدیث نمبر:۵۵۲

(۵۶)صحیح البخاری ،حدیث نمبر:۳۸۱۸

(۵۷)الکافی ،ج ۲،ص ۳۶۹

(۵۸)الدیلمیؒ ،حسن بن ابی الحسن (الشیخ)،ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، موسسہ النشر الاسلامی ،قم ،۱۴۲۲ھ،ج ۱،ص ۱۹۵

(۵۹) الشریف الرضیؒ ، ابو الحسن محمد بن حسین بن موسیٰ (سید) م ۴۰۶ھ، نہج البلاغۃ، ترجمہ سید رئیس احمد امروہویؒ والآخرون، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، نومبر ۱۹۸۱ء، ص ۸۷۸

(۶۰)مصادقۃ الاخوان ،ص ۲۹

(۶۱)صحیح البخاری ،کتاب الرقاق ،باب التواضع

(۶۲)بحارالانوار،ج ۱۷،ص ۱۶۵

(۶۳) الصادقؒ ، ابو عبداللہ جعفر بن محمد (امام) م ۱۴۸، مصباح الشریعہ و مفتاح الحقیقۃ، شارح: حسن المصطفوی ،انتشارات قلم ،تہران ،ایڈیشن :۱،ص ۱۳۶۳ھ،ص ۲۴

(۶۴)مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل ،ج ۹،ص ۱۵۵

(۶۵)مستدرک الوسائل ومستنبط الوسائل ،ج ۹،ص ۱۴۰

(۶۶)صحیح البخاری ،حدیث نمبر:۱۳

Marfat.com

(۶۷) الکافی، ج ۲، ص ۳۹۵

(۶۸) سورۃ الحشر ۵۹: ۱۰

(۶۹) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۳

(۷۰) تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، ص ۳۶۸

(۷۱) مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی وآلہ الاطہار، ص ۵۳

(۷۲) نہج البلاغۃ، ص ۲۲۴

(۷۳) غرر الحکم ودرر الکلم، ص ۲۱۷

(۷۴) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۰۰۴

(۷۵) الھیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر (الحافظ) م ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد، دار الکتاب، بیروت، ۱۹۹۴ء، ج ۶، ص ۲۵۴

(۷۶) مجمع الزوائد، ج ۴، ص ۲۱۸

(۷۷) ابن حنبل، ابی عبداللہ احمد بن محمد الشیبانی البغدادی (امام) م ۲۴۱ھ، مسند أحمد، بیت الافکار الدولیۃ، الریاض، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر: ۲۱۹۹

(۷۸) ابن رجب، زین الدین ابی الفرج عبدالرحمن بن احمد الحنبلی الدمشقی (امام) م ۷۹۵ھ، لطائف المعارف، مکتبۃ العلم، لاہور، ۱۴۲۳ھ، ص ۲۲۹

(۷۹) غرر الحکم ودرر الکلم، ص ۲۱۹

(۸۰) شاوی، ابو علی (الدکتور)، اعمال القلوب، ترجمہ: مولوی عمران رزاق، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۸۸

(۸۱) نورسی، بدیع الزماں سعید (علامہ)، رسائل نور کلیات، نسل پبلشرز، استنبول، ۱۹۹۶، ص ۱۱۶

(۸۲) گلچر، موسیٰ کاظم، آداب معاشرت، ترجمہ: سہیل بن عزیز، ہارمنی پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء، ص ۱۱۹

(۸۳) بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۲۷۶

(۸۴) صدوق، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، جامع الاخبار، ظفر شمیم پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء، حدیث نمبر: ۸۲۱

(۸۵) البانی، محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح الترغیب والترھیب، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع،

Marfat.com

الریاض، حدیث نمبر: ۲۳۳۹

(۸۶) سورۃ البروج ۸۵: ۱۰

(۸۷) سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵۸

(۸۸) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۴۰

(۸۹) بحارالانوار، ج ۱۷، ص ۱۶۶

(۹۰) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۸۱ و جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۴۱۸

(۹۱) سورۃ الحجرات ۴۹: ۱۳

(۹۲) خلیفہ محمود (فضیلۃ الشیخ)، ۳۰ تذاکر لتدخل قلوب الناس، ترجمہ، حافظ عبدالجبار، مکتبہ بیت السلام، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۵۴

(۹۳) ابن رجبؒ، زین الدین ابی الفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی الدمشقی (امام) م ۷۹۵ھ، جامع العلوم والحکم، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۲۰ھ، ص ۲۹۴

Marfat.com

باب پنجم

نیک و بد صحبت کے اثرات
اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم:

نیک و بد صحبت کی اثرات اُسوہ حسنہ کی روشنی میں

ہر انسان پر اس کی مجلس، محفل اور سوسائٹی کے اثرات رونما ہوتے ہیں بلکہ وہ اپنے دوستوں اور ساتھ رہنے والے افراد کے عادات و خصائل تک اپنالیتا ہے اور اگر کسی فرد کا تعلق کسی نمایاں ہستی، اعلیٰ مرتبہ کی شخصیت یا کسی بزرگ سے ہوجائے تو ان کے اثرات اور عادات بہت جلد اور مستحکم بنیادوں پر اثر انداز اور منتقل ہوتے ہیں۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی'' لکھتے ہیں:

''انسان تقلید کا بہت عاشق اور حریص ہے اور جس طرح وہ اپنے ماحول کے انسانوں کی ہیئت و صورت کی نقل اُتارتا اور پیروی کرتا ہے اسی طرح ان کے اعمال و اخلاق کی بھی تقلید کرتا ہے''۔[1]

مندرجہ ذیل سطور میں نیک و بد صحبت کے اثرات کا جائزہ اُسوہ حسنہ کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔

صحبت کی تاثیر اور اس کی اہمیت:

ہر چیز اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔ دریا کے کنارے کچھ وقت گزارا جائے تو مزاج میں رطوبت پیدا ہوجاتی ہے۔ آگ کے پاس بیٹھیں تو مزاج میں جھنجھلاہٹ اور گرمی پیدا ہوجاتی ہے، جب بے شعور اور بے جان چیزیں اثر کرتی ہیں تو جاندار کا اثر کیوں نہیں ہوگا۔ نیک لوگوں کا ہم نشین ان سے متاثر ضرور ہوتا ہے۔ علماء تربیت کے ہاں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ انسان کسی کو نمونہ بنانے سے، گفتگو اور نصیحت کی نسبت جلد متاثر ہوتا ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ تم مجھ کو اپنے ہم جلیس کا حال بتاؤ تو میں تم کو بتادوں گا کہ تم کون

Marfat.com

ہو اور کیا ہو۔ کیونکہ بہادروں کی صحبت بزدلوں کے دلوں میں بھی شجاعت پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح دوسری صفات کا حال ہے کہ صحبت اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مجلس نبوی میں بیٹھتے تو ایسے کہ گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور ان کی ایمانی کیفیت بہت بلند ہو جاتی۔ مگر جب وہ اپنے اہل خانہ اور اولاد سے شریک محفل ہوتے تو یہ حالت نہ رہتی تھی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں، جنت و دوزخ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سارا منظر ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، مگر جونہی اس بابرکت مجلس سے اٹھ کر اپنے اہل و عیال کی مجلس میں آتے ہیں تو وہ ساری کیفیات ختم ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((والذی نفسی بیدہ ان لو تدومون علی ما تکونون عندی لصافحتکم الملائکۃ علی فرشکم وفی طرقکم ولکن یا حنظلۃ ساعۃ وساعۃ))[2]

"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میری مجلس والی حالت میں تم مسلسل رہو تو فرشتے تمہیں تمہارے بستروں اور راستوں پر آ کر سلام کرتے رہیں۔ اے حنظلہ (رضی اللہ عنہ)! یہ حالت ہر وقت نہیں رہتی۔"

صحبت کے اثرات کی معمولی سی جھلک اس واقعے میں بھی دیکھی جا سکتی ہے جس میں قریش مکہ کے اپنی عورتوں پر حاوی رہنے کا ذکر ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی بیویاں پلٹ کر جواب دینے کی جرأت نہ کرتی تھیں۔ جبکہ انصار مدینہ کی عورتیں اپنے آپ کو برابر کی چوٹ سمجھتیں اور مردوں کو ترکی بہ ترکی جواب دے دیا کرتی تھیں۔ جس کی دیکھا دیکھی قریشی عورتوں نے بھی اپنے مردوں کو پلٹ کر جواب دینا شروع کر دیا۔ واقعہ یوں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بڑی خواہش تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا شان نزول معلوم کریں، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ﴾ ③

''(اے نبی کی دونوں بیویو!) اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو بہت بہتر ہے، یقیناً تمہارے دل جھک پڑے ہیں۔''

جب انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم قریش والے اپنی عورتوں پر حاوی رہتے تھے، جب ہم مدینہ آئے تو یہاں کی عورتیں اپنے مردوں پر حاوی نظر آئیں جن کو دیکھ کر ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا رنگ پکڑنا شروع کرلیا۔ ایک دن میں اپنی بیوی کو ڈانٹنے لگا تو اس نے مجھے ترکی بہ ترکی جواب دیا، جس سے مجھے شدید حیرت ہوئی ۔ اس پر میری بیوی بولی کہ آپ کو یہ حیرت کیوں ہو رہی ہے، اب تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی برابر جواب دیتی ہیں ۔ اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد معاشرتی اثرات اور دوست احباب کے عادات وخصائل کے سرایت پذیر ہونے سے انکار ممکن نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سزا یافتہ لوگوں کے علاقوں میں جانے سے بھی متعدد مواقع پر ممانعت کی اور اگر کسی ضرورت شدیدہ کی وجہ سے اس علاقے سے گزرنے کی نوبت آجائے تو تیزی سے گزرنے کی ہدایت فرمائی ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب الحجر (ایک سزا یافتہ قوم) کے بارے میں فرمایا:

((لا تدخلوا علی ھولاء القوم المعذبین الا ان تکونوا باکین، فان لم تکونوا باکین فلا تدخلوا علیھم ان یصیبکم مثل ما اصابھم)) ④

''اس سزا یافتہ قوم کے علاقے میں مت جاؤ ۔ اگر جانا پڑ جائے تو (اللہ کے خوف سے) روتے اور ڈرتے ہوئے جاؤ ۔ اگر رونا نہ آئے تو اس علاقے میں داخل ہی نہ ہو مبادا کہ تم پر بھی ان جیسا عذاب نازل ہو جائے۔''

روم کے بادشاہ ہرقل کا اسلام لانے کا ارادہ تھا اور اس کی شدید تمنا اور خواہش تھی کہ کاش دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کرے لیکن اس کے برے

Marfat.com

ہم نشین اور اہل مجلس اس کی خواہش کے برعکس اس کی گمراہی اور کفر کا سبب بن گئے۔ روایات میں ہے کہ قریش کے تجارتی قافلے کے سربراہ ابوسفیان سے سوال و جواب کے بعد اس نے کہا:

"مجھے یقین تھا کہ نبی آخر الزمان ﷺ آنے والا ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ عرب سے ہوگا۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ میں ان تک پہنچ پاؤں گا تو محنت و مشقت کے پاپڑ بیل کر بھی ان سے ملاقات کرنا پڑتی تو ضرور کرتا اور اگر میں ان کے پاس پہنچ پاتا تو ان کے پاؤں ضرور دھوتا۔"

اس کے بعد ہرقل نے روم کے تمام سرکردہ لوگوں کو حمص میں واقع اپنے محل میں بلایا اور تمام دروازے مقفل کر کے بالاخانے سے نمودار ہو کر کہا:

"اے اہل روم! اگر تم کامیابی، بھلائی اور اپنا ملک برقرار رکھنا چاہتے ہو تو آؤ اس نبی ﷺ کی اتباع کر لیں۔"

اسے سنتے ہی تمام لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف لپکے مگر وہ تو پہلے ہی سے بند تھے۔ ہرقل نے دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ ان لوگوں کے دل میں ایمان سے کتنی نفرت ہے۔ وہ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا جس پر اس نے ان تمام لوگوں کو دوبارہ بلوایا اور کہا:

"میں تمہاری اپنے مذہب پر پختگی اور مضبوطی جانچنا چاہتا تھا جس کا مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا ہے۔"

یہ سن کر سب خوشی سے جھوم اٹھے اور اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ یہ ہرقل کے آخری حالات تھے۔ [5]

یہ ہیں بری محفل، مجلس اور برے دوستوں کے اثرات جو کسی کو بھی تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ پھر محفل کے اثرات صرف انسانوں سے منتقل نہیں ہوتے بلکہ حیوانوں اور جانوروں کے اثرات بھی انسانی طبائع میں منتقل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں اس کا واضح

Marfat.com

اشارہ موجود ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((راس الکفر نحو المشرق والفخر والخیلاء فی اھل الخیل والابل والفدادین اھل الوبر والسکینۃ فی اھل الغنم))[6]

''کفر مشرق سے پھیلے گا اور فخر وتکبر گھوڑے اور اونٹ رکھنے والوں میں زیادہ ہوتا ہے اور بکریاں رکھنے والوں میں مسکینی اور عاجزی ہوتی ہے۔''

اونٹ چلتے وقت سر اکڑا کر چلتا ہے جس سے اس کے مالک اور رفیق وہم نشین میں بھی یہ وصف پیدا ہو جاتا ہے، اس کے برعکس بکری مسکین طبع ہوتی ہے اور اپنے ساتھ رہنے والوں میں مسکنت، عاجزی اور تواضع ہی کے اوصاف پیدا کرتی ہے۔اسی طرح خچر اور کتے پالنے والے کے اخلاق وعادات پر ان جانوروں کی عادات کے کچھ اثرات محسوس کیے جا سکتے ہیں۔اس کے برعکس گھریلو جانوروں میں بھی انسانوں والے اخلاق کے اثرات مثلاً اُنس، میل جول اور تابعداری وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک ترکی گھوڑے پر سوار ہوئے جو اکڑ کر چلنے لگا۔ اس پر آپ نے اسے مارنا شروع کر دیا مگر وہ بدستور اکڑ کر چلتا رہا جس پر آپ اس سے اتر پڑے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں نے مجھے ایک شیطان پر سوار کر دیا تھا۔میں اس لئے اس سے اتر پڑا کہ اس کی یہ حرکت مجھے عجیب محسوس ہوئی۔[7]

درحقیقت اس ترکی گھوڑے کی اکڑ اور اس کی چال سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے صاف و شفاف دل پر تکبر کے منحوس اثرات ظاہر ہونے لگے جس پر آپ فوراً اس سے اتر گئے۔

اسی طرح اس ارشاد باری تعالیٰ پر غور کیجئے، فرمایا:

{لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ}[8]

''اللہ تعالیٰ مظلوم کے علاوہ بری بات پھیلانے کو پسند نہیں فرماتا۔''

مفسرین کرامؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کسی بھی برائی کا بار بار سننا اس کی شدت کو کم کر دیتا ہے۔

Marfat.com

صحبت کی تاثیر سے متعلقہ یہ واقعہ بھی قابل غور ہے جو ایک تابعی عمران بن حطان کے متعلق ہے۔عمران بن حطان نے اپنی چچازاد بہن سے شادی کی جو بہت خوبصورت تھی مگر خارجی مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔اس نے اسے بھی خارجی نظریات کا قائل کر دیا اور وہ اعلانیہ اور کھلم کھلا سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام پر لعن طعن کرنے لگا۔حتیٰ کہ جب بد بخت ابن ملجم نے سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام کو شہید کیا تو اس نے ابن ملجم کی شان میں قصیدہ کہہ ڈالا۔9

ایک صنف نازک کے ایک تابعی پر اثرات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بد کردار اور بے دین لوگوں کی صحبت کس طرح برے اور بھیانک اثرات ڈال کر دوسروں کو دین سے دور کر سکتی ہے۔

اسی طرح متشابہ افراد ایک دوسرے کا اثر قبول کرتے ہیں۔اسی اثر پذیری کے حوالے سے امام ابن تیمیہؒ رقم طراز ہیں:

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انسانوں بلکہ تمام مخلوقات میں باہم متشابہ افراد میں اثر پذیری (ایک دوسرے کے اثرات قبول کرنا) رکھ دی ہے، جس درجہ کی مشابہت ہو گی اسی درجہ میں ایک دوسرے کے اثرات قبول کریں گے۔اس مشابہت کو تین درجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ مشابہت قویہ جیسے انسانوں کی باہمی یا حیوانوں کی باہمی مشابہت۔

۲۔ مشابہت متوسطہ جیسے انسانوں کی حیوانوں یا حیوانوں کی انسانوں سے مشابہت۔

۳۔ مشابہت ضعیفہ جیسے انسانوں کی نباتات سے مشابہت۔10

اسی اصول کی بنا پر انسانوں میں تاثیر اور اثر پذیری کی صفات موجود ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

((ان من الناس مفاتیحُ للخیر مغالیقُ للشر، وان من الناس مفاتیحُ للشر مغالیقُ للخیر))11

''لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو بھلائی کے راستہ پر گامزن کرنے کی چابیاں اور

Marfat.com

بدی کا راستہ بند کرنے والے ہیں، اور لوگوں میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو برائی کے راستہ پر گامزن کرنے کی چابیاں ہیں اور وہ نیکی کے راستہ کو بند کرنے والے ہیں۔''

صحبت کے اثرات کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بھی تمام اخلاقی فضائل میں مشترک ہے کہ اگر انسان کسی صفت سے آراستہ نہ ہو تو بظاہر ایسا رویہ اختیار کرے کہ گویا یہ صفت اُس میں موجود ہے، تو ایسا کرنے سے بتدریج یہ صفت انسان کے اندر پیدا ہو جائے گی۔ لہٰذا انسان کو صالحین کے ساتھ مشابہت ومماثلت ضرور پیدا کرنی چاہیئے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من يتصبر يصبره الله ومن يستعفف يعفه الله ومن يستغن يغنه الله وما اعطى عبدٌ عطاء هو خيرٌ واوسع من الصبر)) [۱۲]

''جو شخص صابروں جیسی مماثلت بنالے، اللہ تعالیٰ اُس کے اندر صبر کی روح پیدا کر دیتے ہیں۔ جو شخص پاکدامن افراد کی مماثلت اختیار کر لے، اللہ تعالیٰ اُسے پاکدامنی کی زینت عطا فرما دیتے ہیں۔ جو شخص غنی ہونے کا مظاہرہ کرے، اللہ تعالیٰ اُسے غنی فرما دیتے ہیں اور کسی بھی شخص کو صبر سے زیادہ وسیع کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی۔''

نیک دوستوں کی صحبت کے فوائد وثمرات:

نیک لوگوں کا ہم نشین ان سے متاثر ضرور ہوتا ہے۔ علماء تربیت کے ہاں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان کسی کو نمونہ بنانے سے، گفتگو اور نصیحت کی نسبت جلد متاثر ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((المرء على دين خليله فلينظر احدكم الى من يخالل)) [۱۳]

Marfat.com

''ہر شخص اپنے دوست کی عادات واطوار اپناتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔''

نیک دوست آپ کے دین اور دنیا کے لئے ہر لحاظ سے نفع مند ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((المؤمن ان ما شيته نفعك وان شاورته نفعك وان شاركته نفعك وكل شيء من امره منفعة)) [14]

''مومن کے پاس اگر تو چل کر جائے تو وہ تجھے نفع دے گا، اگر تو اس سے مشورہ کرے گا تو وہ تجھے نفع دے گا، اگر تو اس سے شراکت کرے گا تو وہ تجھے نفع دے گا، حتیٰ کہ اس کے ہر کام میں نفع ہی نفع ہے۔''

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مثل المومن مثل النخلة ما اخذت منها من شيء نفعك)) [15]

''مومن کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے کہ تو اس کی جو بھی چیز حاصل کرے گا وہ تجھے نفع دے گی۔''

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے اپنے دوست کے ہاتھ سے خوشبودار مٹی ملی۔ میں نے اس مٹی سے خطاب کیا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ میں تیری دلآویز خوشبو سے بے خود ہو رہا ہوں؟ اس نے جواب دیا: حقیقت میں تو میں ناچیز مٹی ہوں البتہ کچھ وقت ایک پھول کے ساتھ رہی ہوں، میرے ہم نشیں پھول نے اپنی خوشبو کی دلنواز تاثیر سے مجھے بھی خوشبودار بنا دیا، ورنہ میں دوسری مٹی کی طرح ایک مٹی ہی ہوں۔نیک لوگوں سے اللہ کے لئے دوستی اور محبت کے فوائد بے شمار ہیں جن میں سے چند دنیوی اور اُخروی فوائد وثمرات ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:

Marfat.com

(۱) علم و فضیلت میں اضافہ اور غلطیوں کی اصلاح:

آپ اپنے کردار اور عبادات میں پائی جانے والی غلطیوں سے واقف ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان معاملات میں جب آپ کے اعمال اور اطوار آپ کے نیک دوست کے ساتھ مقابلہ کریں گے تو از خود درست ہو جائیں گے کیونکہ اس کے پاس علم اور عبادات کے ساتھ لگاؤ ہوگا اور اس کی صحبت آپ کو اپنی خامیاں دور کرنے پر آمادہ کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((یا اباذر! المتقون سادۃ والفقھاء قادۃ و مجالستھم زیادۃ)) [۱۶]

''اے ابوذر رضی اللہ عنہ! جو پرہیزگار، بزرگوار، فقیہہ، پیشوا اور قائد ہیں، ان کی مصاحبت، علم و فضیلت میں اضافے کا سبب ہے۔''

اسی طرح نیک مجلس سے متعدد دینی اور علمی فائدے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ ایک بار سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ، ان کی ملاقات کے لئے گئے تو دیکھا کہ ان کی اہلیہ سیدہ اُم الدرداء رضی اللہ عنہا پراگندہ حالت میں ہیں۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو تو دنیا سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ کچھ دیر بعد سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ کھانا تیار کیا گیا تو سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں روزے سے ہوں، اس پر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک آپ نہ کھائیں گے میں بھی نہ کھاؤں گا۔ اس پر سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھا لیا۔ جب رات ہوئی تو سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے کھڑے ہونے لگے تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابھی سوتے رہو۔ پھر کچھ دیر بعد کھڑے ہونے لگے پھر انہیں سلا دیا۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب اُٹھیے۔ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ پھر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''آپ پر آپ کے رب کا، آپ کی جان کا اور آپ کے اہل خانہ سب کا حق

Marfat.com

ہے۔ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ ١٧

(۲) گناہوں سے حفاظت:

انسان کی حالت ہر وقت یکساں نہیں رہتی۔ اس لئے بسا اوقات نیک آدمی بھی حدود سے تجاوز کر سکتا ہے، مگر نیک دوستوں کی موجودگی اس کو باز رکھتی ہے۔ وہ انسان کو گناہوں سے بچانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ ایک آواز سنائی دی مگر غصہ کی وجہ سے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب آ گئے اور فرمانے لگے:

((اعلم ابا مسعود ان الله اقدر عليك منك على هذا الغلام)) ١٨

"ابو مسعود! جان لو کہ تیری اس غلام پر طاقت سے اللہ تعالیٰ کی تجھ پر زیادہ طاقت ہے۔"

جس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے بعد میں کبھی بھی غلام کو نہیں ماروں گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے اس غلام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔

(۳) غائبانہ دعاؤں کے تحائف:

اچھے اور دیندار دوست ایک دوسرے کے لئے وقتاً فوقتاً دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا جتنا زیادہ نیک دوستوں سے تعلق ہوگا اتنی ہی زیادہ غائبانہ دعاؤں کے مواقع ملیں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں ایک آدمی کو تلاوت کرتے سنا تو فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اس کی تلاوت سے مجھے چند آیات یاد آ گئی ہیں۔" ١٩

نیک دوست کے دل سے ہر وقت دوسرے دوستوں کے لئے دعا ہی نکلتی ہے۔ ایک

Marfat.com

دوسری روایت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کے لئے اٹھے تو مسجد سے سیدنا عباد رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھنے کی آواز سنی تو پوچھا کہ کیا یہ عباد رضی اللہ عنہ ہی کی آواز ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ! عباد رضی اللہ عنہ پر رحم فرما۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((دعوة المرء المسلم لاخيه بظهر القلب مستجابة)) [20]

"مسلمان آدمی کی عدم موجودگی میں اپنے بھائی کے حق میں دعا قبول کی جاتی ہے۔"

بلاشبہ آپ نیک ہم نشینوں کی غائبانہ دعاؤں سے اپنی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی نفع حاصل کرتے رہیں گے، کیونکہ نیک دوستوں کی یہ عادت ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے دعائیں کیا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((دعوة المرء المسلم لاخيه بظهر القلب مستجابة، عند راسه ملك موكل كلما دعا لاخيه بخير، قال الملك الموكل به آمين ولك بمثل)) [21]

"مسلمان آدمی کی عدم موجودگی میں اپنے بھائی کے حق میں دعا قبول کی جاتی ہے۔ اس کے سر کے قریب ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے۔ جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے آمین! اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی اس کے مثل عطا فرمائے۔"

(۴) دشمن کے مقابل حفاظت اور فتوحات:

نیک دوستوں کی صحبت کامیابیوں اور فتوحات کا بھی ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

"ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی مختلف جماعتیں جہاد کریں گی۔ ان میں

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ کی تلاش ہوگی۔ان کے موجود ہونے پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک دور آئے گا جس میں مختلف جماعتیں جہاد کریں گی اس میں تابعی کی تلاش ہوگی اس کے موجود ہونے پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں مختلف جماعتیں جہاد کریں گی اس میں تبع تابعی کی تلاش ہوگی اس کے موجود ہونے پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمادے گا۔"۲۲

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا تزالون بخير مادام فيكم من رآني و صاحبني والله لا تزالون بخير مادام فيكم من رأى من رآني و صاحب من صاحبني)) ۲۳

"تم لوگ اس وقت تک خیر سے رہو گے جب تک میرا صحابی یا میرے صحابی کا صحابی موجود رہے گا۔"

نیز سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم مغرب کی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:

"ستارے آسمان کی حفاظت ہیں، جب ستارے نہ رہیں گے تو آسمان بھی محفوظ نہ رہے گا اور میں بھی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے حفاظت ہوں، جب میں نہ رہوں گا تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی محفوظ نہ رہیں گے۔اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری اُمت کے لئے حفاظت ہیں، جب یہ نہ رہیں گے تو میری اُمت بھی محفوظ نہ رہے گی۔"۲۴

(۵) دیگر صالحین سے آشنائی اور محبت کا ذریعہ:

آپ کا نیک ہم نشین آپ کو دوسرے ایسے اشخاص سے ملائے گا جن سے آپ کو خاطر خواہ نفع حاصل ہوگا۔جیسا کہ آپ اپنے ہم نشینوں سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔بہت سے اشخاص

Marfat.com

صرف ایک اہل خیر سے واقف ہوتے ہیں اور تھوڑے ہی عرصے میں اسی شخص کی وساطت سے صالحین کی کتنی جماعتوں سے واقف ہو جاتے ہیں اور اس طرح کتنی بھلائیاں اپنے لئے سمیٹ لیتے ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے بھائی اور اچھے دوست میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا:

''مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ دوست ہے جو مجھے لوگوں کا محبوب بنا دے۔'' ۲۵

لوگوں سے اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے نفرت کمالِ ایمان کی علامت ہے۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من احب للہ و ابغض للہ واعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان)) ۲۶

''جس نے اللہ ہی کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے نفرت کی، اللہ ہی کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے ہاتھ کو روکا، اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔''

نیز فرمایا:

((من احب ان یجد طعم الایمان فلیحب المرء لا یحبہ الا للہ)) ۲۷

''جس شخص کو ایمان کا ذائقہ پالینا پسند ہو، اسے چاہیئے کہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ ہی کے لئے کیا کرے۔''

(۶) ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں:

نیک دوست اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیتے۔ سفر ہجرت کے دوران غار ثور میں جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پریشانی کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لا تحزن ان اللہ معنا))

Marfat.com

"پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر کفار مکہ جھک کر دیکھیں تو ہمیں پکڑ لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((یا ابابکر ما ظنك باثنین الله ثالثهما؟)) ۲۸

"اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! (پریشان کیوں ہو) آپ کا کیا گمان ہے ان دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔"

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بھی جب لشکر دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم تو بس پکڑے گئے۔ تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

{إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾} ۲۹

"ہم ہرگز پکڑے نہیں جا سکتے ہمارے ساتھ ہمارا اللہ ہے۔"

(۷) اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبتوں کا حصول:

نیک دوستوں کو دیکھنے کی تاثیر یہ ہے کہ دیکھنے والا ان میں نور ایمان، حسن سیرت، ہدایت، نیکی کی شہرت اور ہیبت الٰہی دیکھتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((اولیاء الله تعالیٰ الذین اذا رؤوا ذکر الله تعالیٰ)) ۳۰

"اللہ تعالیٰ کے دوست وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔"

ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ یوں ہیں:

((الا انبئکم بخیارکم؟ قالوا بلی یا رسول الله قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر الله عزوجل)) ۳۱

"کیا میں تمہیں بہترین لوگوں کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ

Marfat.com

وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات یاد آجائے۔"

اسی طرح نیک دوستوں کی ہم نشینی اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! ایک خوشخبری سنو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین والمتزاورین فی والمتباذلین فی)) ۳۲ے

"میری محبت ان لوگوں کو لازمی طور پر حاصل ہوگی جو میری خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں اور میری خاطر ایک دوسرے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔"

(۸) قرآنی راہنمائی اور مشاورت کا حصول:

نیک دوست قرآن کے مطابق راہنمائی کرتے ہیں۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی مجلس شوریٰ کا انتخاب قرآن جاننے والوں سے ہی کرتے تھے جو انہیں اللہ کی یاد دلاتے اور علم میں اضافہ کرتے تھے۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ عیینہ بن حصن اپنے چچازاد بھائی حر بن قیس (جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے) کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہونے کی اجازت دلوادیں۔انہوں نے اجزت دلوادی۔عیینہ نے وہاں پہنچ کر اچانک تقریر شروع کردی:

"اے ابن خطاب! آپ ہمیں معقول امداد نہیں دیتے اور نہ ہی ہمارے ساتھ انصاف سے پیش آتے ہیں!"

اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور اس کے بارے میں کچھ ارادہ کیا ہی تھا کہ حر بن قیس بول اٹھے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دیا تھا:

Marfat.com

{خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۱۹۹)} ۳۳

"(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) درگزر سے کام لیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔"

اور یہ (عیینہ بن حصن) بھی تو ایک جاہل ہی ہے۔

اللہ کی قسم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فوراً وہیں رک گئے اور آپ آیات قرآنی پیش ہونے پر فوراً رک جایا کرتے تھے۔ ۳۴

اس موقع پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حسن انتخاب کو داد دی جا سکتی ہے جنہوں نے اپنی مجلس میں قرآن سے راہنمائی حاصل کرنے والوں اور قرآن سمجھنے والوں کو شامل کر رکھا تھا۔

(۹) علم نافع، عبادات اور نیک اعمال میں رغبت:

نیک دوست کے علم، عبادت، دعوت اور کردار کا یہ اثر ہوگا کہ اپنے نفس اور عمل کے متعلق آپ کے اندر جو خود پسندی پائی جاتی ہے، وہ دور ہو جائے گی۔ اور علم حاصل کرنے کا شوق، عبادات کا اہتمام اور دیگر نیک اعمال میں آپ کی رغبت بڑھ جائے گی۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب پر اپنا نصف مال پیش کر دیا مگر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سارا ہی مال لے آئے ہیں تو انہیں احساس ہوا کہ میرا مال کم ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا۔ ان دنوں میرے پاس کافی مال تھا۔ میرا خیال ہوا کہ آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بازی لے جاؤں گا اور اپنا آدھا مال دربار نبوت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ میں نے اپنے گھر کے لئے آدھا مال چھوڑ رکھا ہے۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر آ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ انہوں نے گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہی چھوڑا ہے۔ اس پر تو مجھے یقین آ گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی بھی کوئی بازی نہیں جیت سکتا۔ ۳۵

Marfat.com

(۱۰) آسودگی میں زینت اور مصیبت میں ڈھارس:

نیک ہم نشین آسودگی میں آپ کی زینت اور مصیبت وآزمائش میں اس سے نمٹنے کے لئے آپ کو تیار کرنے کا موجب ہیں۔ان کی آراء اور مشوروں سے آپ کا دل روشن ہوجاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''تم میرے غم کا مداوا ہو۔''۳۶

روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ جب پایہ تکمیل کو پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا:

((قوموا فانحروا ثم احلقوا))

''تمام لوگ اپنے اپنے قربانی کے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیں۔''

لیکن صلح کی صورت میں اس خلاف توقع اور اُمید سے برعکس حالات کی تبدیلی سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ششدر اور حیران و پریشان ہو چکے تھے۔کسی نے بھی احرام نہ کھولا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا تذکرہ اپنی زوجہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے (بڑا صائبانہ، حقیقت پسندانہ اور نفسیات کے اصولوں کے عین مطابق) مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پہل کریں، قربانی کریں اور احرام کھول دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بھی نہ بولیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔جانور ذبح کرنے کے بعد سر منڈانے کی دیر تھی کہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم گویا گہری نیند سے جاگ اٹھے ہوں۔سب نے قربانی کی اور سر منڈا کر احرام کھولنا شروع کر دیا۔سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کس بہترین انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی کا خاتمہ کیا۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''سچے دوستوں کو منتخب کرو اور ان کی دوستی میں زندگی بسر کرو کیونکہ آسودگی میں وہ تیری زینت ہیں اور مصیبت میں وہ تیری ڈھارس ہیں۔''۳۷

آپ ہی کا قول ہے:

''دوستوں کے ساتھ ملاقات کرنا بہت سے غموں کو ختم کر دیتا ہے۔''۳۸

درحقیقت نیک دوستوں سے ملاقات خوشی اور مسرت کے حصول کا اہم سبب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

Marfat.com

"اے علی رضی اللہ عنہ! تین کام مومن کی خوشحالی کا سبب ہیں۔ مومن بھائیوں کی ملاقات، روزہ دار کو روزہ افطار کروانا اور آخر شب میں نماز پڑھنا۔" ۳۹

(۱۱) شیطانی چالوں سے حفاظت اور فرشتوں کی معیت:

نیک دوستوں کی ہم نشینی شیطانی وساوس اور تکالیف سے بچنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اس کے برعکس برے دوستوں کی محفل ان شیطانوں کا ٹھکانہ ہوتی ہے جو انسان کو گمراہ کن افکار کا نشانہ بنا دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((علیك بالجماعة فانما یاکل الذئب القاصیة)) ۴۰

"جماعت کے ساتھ مل کر رہو کیونکہ بھیڑیا دور ہٹی ہوئی بکری کو ہی کھاتا ہے۔"

نیز فرمایا:

((فمن سرہ بحبوحة الجنة فعلیه بالجماعة فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد...)) ۴۱

"جو شخص جنت کے درمیان میں ٹھکانہ چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ مسلمانوں کی جماعت سے جڑا رہے کیونکہ شیطان الگ ہونے والے کے ساتھ ہو جاتا ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((الشیطان ذئب ابن آدم کذئب الغنم وان ذئب الغنم یاخذ من الغنم الشاۃ المھزولة واقاصیة ولا یدخل فی الجماعة فالزموا العامة والجماعة والمساجد)) ۴۲

"بکریوں کے بھیڑیئے کی طرح انسانوں کا بھیڑیا شیطان ہے اور بھیڑیا کمزور اور کنارے والی بکری کو اٹھالیا کرتا ہے لیکن ان کے وسط میں نہیں گھس سکتا۔ اس لئے تم بھی عام لوگوں اور جماعت اور مسجدوں سے جڑے رہو۔"

جس طرح اہل خیر کی رفاقت میں شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اسی طرح فرشتوں کا

Marfat.com

ساتھ بھی نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اہل ایمان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ} [43]

”جو اللہ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔“

اور رسول کریم ﷺ نے ذکر کرنے والوں کے اجر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((لا يقعد قوم يذكرون الله عزوجل الا حفتهم الملائكة و غشيتهم الرحمة و نزلت عليهم السكينة و ذكرهم الله فيمن عنده)) [44]

”کوئی قوم ایسی نہیں جو بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہو مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرشتوں میں ذکر کرتا ہے۔“

(۱۲) اچھے ہم نشین اچھی یادوں اور پر اُمیدی کا ذریعہ:

نیک دوست اچھی یادوں کا ذخیرہ ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک بار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ آؤ سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ان سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا۔ تو ان حضرات نے کہا: آپ کیوں روتی ہیں، رسول اللہ ﷺ تو بہتر مقام پر پہنچ گئے۔ وہ کہنے لگیں کہ مجھے بھی اس کا علم ہے مگر آسمان سے نازل ہونے والی وحی بھی تو بند ہوگئی۔ اس پر یہ دونوں صاحبان بھی رو پڑے۔ [45]

نیک دوست پر اُمیدی کا ذریعہ ہیں۔ روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان کی وفات سے قبل ملاقات کی اجازت مانگی۔ آپ نے سکرات

Marfat.com

الموت کے دوران بھی احتیاط اور تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور فرمایا:

''میرے پاس آ کر میرے فضائل بیان کرنے شروع کر دیئے جاتے ہیں۔''

مگر اصرار کرنے پر اجازت دے دی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''ان شا اللہ خیریت ہی ہوگی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، آپ کی پاکدامنی کا اعلان قرآن کریم میں ہوا۔''

ان کے چلے جانے کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آ کر میری تعریف اور فضائل بیان کر دیئے۔ کاش میں یہ سب کچھ بھولی ہی رہتی۔''[۴۶]

(۱۳) گناہوں کی بخشش:

آپ کا نیک دوست بھلائی کے کاموں کی طرف آپ کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرے گا جس سے آپ کی نیکیوں میں اضافہ ہوگا اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرے گا۔ نیز نیک دوستوں کی مجلس میں اگر گناہ گار بھی شریک ہوں تو ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ذکر کی مجالس کی تلاش میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ جب انہیں کوئی ذکر کی محفل مل جاتی ہے تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمانِ دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ مجلس کے اختتام پر یہ فرشتے ملاء اعلیٰ کی طرف چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جاننے کے باوجود ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں تیرے ایسے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیرا ذکر کر رہے تھے اور تجھ سے جنت کے طلبگار تھے، جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی چاہت ان کو عطا فرمانے کا اعلان کر دیتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں ایک اجنبی گناہ گار شخص بھی تھا جو گزرتے گزرتے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ میں نے اسے بھی معاف کر دیا کیونکہ:

((هم القوم لا يشقى بهم جليسهم)) ۴۷

''یہ ایسی جماعت اور مجلس ہے جن کا دوست اور ساتھی بھی محروم نہیں رہتا۔''

(۱۴) جنت کی بشارت اور نیک دوستوں کی معیت:

نیک لوگوں کے ساتھ آپ کی ہم نشینی و اُخوت آپ کے لئے ان لوگوں میں داخل ہونے کی ضمانت بن جائے گی جن پر قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اسی طرح یہ دوستی کی ہمیشگی نہ ختم ہونے کی بھی ضمانت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾} ۴۸

''آج کے دن صاحبانِ تقویٰ کے سوا تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔''

جو آدمی نیک دوستوں سے محبت کرتا ہے اس کا حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ اس آدمی کا کیا حال ہوگا جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان تک پہنچ نہیں پاتا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی کا حشر اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔'' ۴۹

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ تو بکثرت ادا نہیں کرتا لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ضرور کرتا ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((انت مع من احببت)) ۵۰

''تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔''

Marfat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی چیز سے اتنے خوش نہ ہوئے جتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے ہوئے۔

نیک دوستوں کی زیارت کے لئے جانے کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت کے سوا کچھ اور نہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((النبی فی الجنة والصدیق فی الجنة والرجل یزور اخاہ فی ناحیة المصر لا یزورہ الا للہ فی الجنة)) ۵۱

"نبی جنت میں ہوں گے، صدیق جنت میں ہوں گے اور وہ آدمی بھی جنت میں ہوگا جو شہر کے کسی کونے میں رہنے والے اپنے بھائی کی زیارت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے۔"

(۱۵) نور کا منبر اور عرش الٰہی کا سایہ:

رضائے الٰہی کے لئے دوستوں کی آپس میں محبت کا ایک انعام یہ بھی ہے کہ محشر کی سخت گرمی میں ان کا شمار عرش الٰہی کا سایہ پانے والے خوش نصیبوں میں ہوگا۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والے نور کے منبروں پر عرش کے سائے میں ہوں گے، اس دن کہ جب عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔" ۵۲

دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری جلالت وعظمت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ ان کے لئے نور کے منبر ہیں جن پر وہ بیٹھیں گے، ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔" ۵۳

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیکر اُنس و محبت بنایا ہے۔ دنیا میں اس کیلئے کچھ خونی رشتے ہیں اور کچھ قلبی۔ قلبی رشتوں میں ایک عظیم رشتہ دوستی کا ہے۔ قرآن و حدیث کے رنگا رنگ باغ سے دوستی اور محبت کے فضائل و ثمرات کا یہ گلدستہ تشکیل دیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک اور سچا دوست یقیناً دنیا کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک ایسی نعمت ہے جس کے سامنے ہیرے کی دمک بھی ماند پڑ جاتی ہے اور جن کے دلوں میں دوستی کے جذبات کے لئے سمندر سے زیادہ گہرائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ایسے نیک اور صالح دوستوں کے ساتھ ملحق فرمائے۔

برے دوستوں کی صحبت کے نقصانات:

برے دوستوں کی محفل کے کئی خطرات اور مفاسد ہیں جو بعض اوقات انسان کو دین اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور بعض اوقات بدعات، گناہان کبیرہ اور اللہ تعالیٰ کی بغاوتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ برا دوست ہر لحاظ سے اپنے ہم نشین کے لئے نقصان دہ ہے۔ برے، غیر متمدن اور غیر مہذب دوستوں سے ملنا گویا اپنے نفس پر حملہ کرنا اور اس کے استقرار کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ برے دوست کی صحبت ایسی ہے جیسے اپنی موت سے قبل اپنے آپ کو مارنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ڰ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾} ۵۴

''یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر اُتاری ہے بہکانا چاہتے ہیں تا کہ آپ اس وحی کے سوا کچھ اور ہی ہمارے نام سے گھڑ لیں، تب تو آپ کو یہ لوگ اپنا دلی دوست بنا لیتے۔''

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا .} ۵۵

Marfat.com

"اگر یہ لوگ (منافقین) تم مسلمانوں میں مل کر نکلتے تو بس تمہیں اور زیادہ خرابیوں میں ڈالتے۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((من طلب رضا الناس بسخط الله سخط الله عليه واسخط عليه الناس، ومن طلب رضا الله بسخط الناس رضى الله عنه وارضىٰ عنه الناس)) ۵۶

"جس نے اللہ کی ناراضی کے بدلے لوگوں کی رضامندی چاہی، اللہ اس سے ناراض ہوگا اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دے گا۔ اور جس نے لوگوں کی ناراضی کے بدلے اللہ کی رضامندی چاہی، اللہ اس سے راضی ہوگا اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دے گا۔"

شیخ عبدالرحمٰن السعدیؒ لکھتے ہیں:

"شریر لوگوں کی ہم نشینی انسان کے لئے ہر لحاظ سے نقصان کا باعث ہے اور جو کوئی ان سے میل جول رکھے گا اس کے لئے بھی بری ہے، پس بہت سی قومیں اس کے سبب ہلاک ہو گئیں اور کتنے ہی لوگوں کو برے ساتھیوں نے ان کے شعوری یا لاشعوری انداز میں ہلاکت گاہوں میں دھکیل دیا۔" ۵۷

علی بن اسباطؒ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نصیحت فرمائی:

"اے عیسیٰ (علیہ السلام)! جان لو کہ برا ساتھی انسان کو اپنی بری خصلتوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور برا ہم نشین انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ دیکھ لو کہ کس سے دوستی کر رہے ہو اور مومنین میں سے کس کو اپنے لئے اختیار کر رہے ہو۔" ۵۸

سعید بن مسیبؒ تو برے لوگوں کو دیکھنے سے بھی منع فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ ان ظالموں کی طرف مت دیکھو ورنہ تمہارے نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے، ان کے ساتھ میل

Marfat.com

جول میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ بھلائی تو ان سے دور رہنے میں ہے۔ ۵۹ شیطان نے خود اللہ تعالیٰ سے کہا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

{قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾} ۶۰

"اے اللہ میں تو گمراہ ہو چکا مگر تیرے صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا اور انسانوں کو گمراہ کرنے کی خاطر ان کو ہر چہار جانب آ کر ورغلاؤں گا (اے اللہ) تو بھی اکثر انسانوں کو اپنا شکر گزار نہ پائے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں سے بدتر کوئی مخلوق پیدا نہیں کی لہٰذا اپنی جان کے خیر خواہ کے لئے جو دنیا و آخرت میں اپنی بھلائی چاہتا ہو ایسے لوگوں کے میل جول سے بچنا لازم ہے اور اسے چاہیئے کہ وہ ان سے انتہائی دور بھاگے اور اس میں قطعاً سستی نہ کرے۔ امام جعفر بن محمد الصادقؒ نے فرمایا:

"پست اور کمینے لوگوں کے ساتھ میل جول سے بچو کیونکہ ان سے میل جول اچھائی کی طرف نہیں لے جاتا۔" ۶۱

پست اور کمینے لوگوں سے مراد وہ پست فطرت افراد ہیں جو ایسے کام کرتے ہیں جو لوگوں کے لئے ضرررساں اور ان کی شخصیت کو نقصان پہنچانے والے ہوں۔ حدیث مبارکہ ہے:

"ایسے شخص کی دوستی سے پرہیز کرو جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے اور گناہ کرنے میں تمہیں جری کر دے۔ ایسا شخص ضرورت کے وقت تمہیں تنہا چھوڑ دے گا اور تمہیں ہلاک کر دے گا۔" ۶۲

عبید بن عمیرؒ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اے اللہ! برے لوگوں کو میرا دوست نہ بنا، ورنہ میں بھی برا آدمی بن جاؤں گا۔" ۶۳

ایک فارسی کہاوت ہے:

Marfat.com

((یار بد بد تر بود از مار بد))

''برے دوست کی دوستی زہریلے سانپ سے بدتر ہے۔''

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اچھے لوگوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور برے لوگوں کا ظہور ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ ''وعول'' فوت نہ ہو جائیں اور ''تحوت'' عام نہ ہو جائیں۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کون لوگ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وعول'' سے مراد معزز اور اشرافیہ طبقہ ہے اور ''تحوت'' سے مراد گھٹیا اور غیر معروف لوگ ہیں۔ ۶۴

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی نے راہ راست پر چلنے کا ارادہ کیا مگر بدکردار اور گمراہوں کی دوستی آڑے آئی یوں اپنی خواہش کے باوجود ہدایت پر نہ چل سکا اور دوزخ کا مستحق بن گیا۔ ذیل میں برے دوستوں کی صحبت کے دنیوی اور اُخروی نقصانات کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جو اس قسم کی دوستی کے نتیجے میں انسان کو بھگتنا پڑتے ہیں۔

(۱) صحیح اعتقادات سے انحراف اور ابدی گمراہی:

برے دوست کا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ آپ کے صحیح اعتقادات میں شک پیدا کر دے گا اور آپ کو ان سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم نے حساب اور عذاب کے موقع پر بری صحبت کے نقصانات اور انجام کے متعلق اس طرح فرمایا:

{قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ﴿۵۱﴾ یَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۵۵﴾

Marfat.com

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝٥٦} ٦٥

''اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک دوست تھا اور (مجھ سے) کہا کرتا تھا کہ کیا تم بھی قیامت کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو۔ بھلا جب ہم مرکر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو ہمیں ہمارے عمل کا بدلہ دیا جائے گا؟ (پھر بہشت میں اپنے ساتھیوں سے کہے گا) کیا تم لوگ بھی اسے دیکھو گے۔ یہ کہہ کر نگاہ ڈالی تو اسے بیچ جہنم میں پڑا ہوا دیکھا (یہ دیکھ کر بے ساختہ) کہے گا کہ اللہ کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے بھی تباہ کر دیتا۔''

لہٰذا ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے اور ایسے دوست بنانے چاہئیں جو اہلِ بہشت میں سے ہوں جنہیں لوگ ان کے ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے پہچانتے ہوں اہلِ کفر و عذاب میں سے نہ ہوں۔ جب انسان روزِ قیامت اپنے برے دوست کو دیکھے گا تو پشیمان ہوگا اور ایسے دوست کی دوستی پر کفِ افسوس ملے گا۔ قرآن مجید نے اس لمحے کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

{قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝٣٨} ٦٦

''کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا یہ تو بڑا بدترین ساتھی نکلا۔''

برا دوست اپنے ہم نشین کو گمراہی کی جانب دعوت دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اس کی موافقت کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ} ٦٧

''ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔''

Marfat.com

اور منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

{وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَآءً} ٦٨

''ان کی تو چاہت ہے کہ جس طرح کے کافر وہ ہیں تم بھی ان کی طرح کفر کرنے لگو پھر سب یکساں ہو جاؤ۔''

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے:

((لا تصحب الشرير فان طبعك يسرق من طبعه شرا وانت لا تعلم)) ٦٩

''شریر لوگوں سے دوستی نہ کرو کیونکہ تمہیں خبر بھی نہ ہوگی اور تم ان کی گمراہی قبول کرلو گے۔''

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

''بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ مجلس نہ کیا کرو اور نہ ہی ان لوگوں سے بحث ومباحثہ کرو کیونکہ مجھے شدید خطرہ ہے کہ وہ تمہارے اندر گمراہی کے جراثیم داخل کردیں گے اور تمہارے ایمان میں شکوک وشبہات پیدا کردیں گے۔'' ٧٠

برے دوست شکوک وشبہات پیدا کر دیتے ہیں۔ جب وہ اجتماعی طور پر کوئی کام کرتے ہیں تو بھیڑ چال مزاج کے لوگ لاشعوری طور پر ان کی تقلید کر لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾} ٧١

''اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبی کے ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو اس سے انکار کر دو، شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔''

Marfat.com

(۲) بیہودہ عادات واطوار کو اپنا لینا:

انسان قدرتی طور پر اپنے دوست کی عادات، اخلاق اور اعمال سے متاثر ہوتا ہے۔
جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم الی من یخالل)) ۲؎
”ہر شخص اپنے دوست کی عادات و اطوار اپناتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔“

امام ابن جوزیؒ اپنی کتاب ”صید الخاطر“ میں لکھتے ہیں:

((ما رایت اکثر اذی للمومن من مخالطة من لا یصلح فان الطبع یسرق.....)) ۳؎
”میں نے مومن شخص کے لئے غیر صالح آدمی کی مجلس سے زیادہ کوئی چیز نقصان دہ نہیں دیکھی۔ کیونکہ یہ طبعی امر ہے کہ فطرت عادات چوری کرنے کی عادی ہوتی ہے۔ اگر فطرت ایسا نہ کرے تو کم از کم اس کے عمل سے متاثر ضرور ہوگی، لہٰذا طبیعت کو کسی ایسے ماحول کا پابند بنانا جس سے عمل صالح کی توفیق ہو یہ اہم بھی ہے اور ضروری بھی۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”کوئی بھی چیز اپنے ساتھی کی نشاندہی نہیں کرتی حتیٰ کہ دھواں بھی آگ پر، جتنا کہ دوست اپنے دوست کی پہچان کرواتا ہے۔“ ۴؎

برے دوست انسان کو گمراہ کرتے ہیں اور بے دین بناتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

{وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ۔} ۵؎

”یہ تو چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر بن جاؤ پھر مساوات ہو جائے خبردار

Marfat.com

انہیں دوست نہ بنانا۔“

{وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ } ٦ے

”یہود و نصاریٰ تو اس وقت تک آپ سے راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کی اتباع نہ کرلیں۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”ایک زانیہ عورت کی خواہش ہوتی ہے کہ تمام عورتیں زانیہ بن جائیں۔“ ۷ے

غرض یہ کہ جس طرح ایک زانی دیگر لوگوں کو بھی زانی دیکھنا چاہتا ہے، ایک چور دوسروں کو بھی چوری کی دعوت دیتا ہے، ایک شرابی سب کو شراب کا عادی بنا کر مساوات قائم کرنا چاہتا ہے، اس طرح بے دین اور گمراہ لوگ بھی سب لوگوں کو اپنے جیسا بنانا چاہتے ہیں۔

(۳) بے دینی اور خود فریبی کا شکار ہو جانا:

برے دوست بے دینی اور گمراہی کو خوبصورت الفاظ اور دلفریب لبادے میں پیش کرتے ہیں تا کہ اس سے نفرت ختم ہو کر اس میں دلچسپی پیدا ہو جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

{وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾} ۸ے

”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے جن و انس کے شیطانوں کو دشمن قرار دیا ہے جو ایک دوسرے کو فریب کے طور پر ملمع آمیز باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں اور اگر آپ کا رب چاہتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے، پس انہیں بہتان تراشی میں چھوڑ دیں۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ان برے دوستوں کے متعلق اس طرح فرماتا ہے:

{وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ } ۹ے

”اور ہم نے ان پر ایسے احباب اور ہم نشینوں کو مقرر کیا کہ جنھوں نے جو کچھ ان

Marfat.com

کے سامنے تھا اور جو کچھ ان کے پیچھے تھا اسے ان کی نظروں میں خوبصورت بنا کر پیش کیا تھا۔"

حدیث مبارکہ میں ہے:

"شیطان انسان کے مختلف راستوں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر اسلام قبول کرنا چاہے تو شیطان کہتا ہے تو کیوں اپنے آباؤ اجداد کا دین ترک کرتا ہے، اگر اس کی بات نہ مانے اور اسلام قبول کر کے ہجرت کرنا چاہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو اپنی مادر وطن اور اپنے دیس سے کیوں دور جاتا ہے، اگر ہجرت بھی کر لے اور جہاد کرنا چاہے تو شیطان کہتا ہے کہ اصل جہاد تو جہاد بالنفس اور جہاد بالمال ہے کیوں جنگ میں شریک ہو کر قتل ہونا چاہتا ہے۔ تیری بیوی اور مال دوسرے لوگوں کے قبضے میں چلے جائیں گے۔ اگر کوئی اس موقع پر شیطان کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد کرے، غازی ہو یا شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے اوپر اس کا یہ حق لازم کر دیتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرما دے۔"[۸۰]

(۴) گناہوں کا خوش نما معلوم ہونا:

برے ہم نشین کو دیکھ لینا معصیت کو یاد کرا دیتا ہے چاہے وہ کھلی ہو یا چھپی۔ اور شیطان انسان کو گناہ کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ اس طرح انحراف و گمراہی کے راستے انسان کے لئے وبال بن جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِىٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَٰسِرِينَ ﴿٢٥﴾﴾[۸۱]

"اور ہم نے ان کے کچھ ہم نشین مقرر کر رکھے تھے جنہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نگاہوں میں خوبصورت بنا رکھے تھے اور ان کے حق میں بھی

Marfat.com

اللہ کا قول ان اُمتوں کے ساتھ پورا ہوا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کی گزر چکی ہیں۔ یقیناً وہ زیاں کار ثابت ہوئے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((صحبة الاشرار تکسب الشر کالریح اذا مرت بالنتن حملت نتنا)) ۸۲

"برے لوگوں کی دوستی سے برائی ہی حاصل ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ہوا بدبودار چیز پر سے گزرتی ہے تو اس کی بدبو اپنے ہمراہ لے آتی ہے۔"

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ومن یکن الغراب له دلیلا
یمر به علی جیف الکلاب ۸۳

"جس کا رہنما کوا ہوگا تو وہ اس کو کتوں کی گندگی پر ہی لے کر جائے گا۔"

برا دوست آپ کو گندی محفلوں میں لے جائے گا اور ایسے لوگوں کے رُوبرو کرے گا جو گناہ اور برائی میں اس سے بھی بڑھ کر ہوں گے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مصاحب الاشرار کراکب البحر ان سلم من الغرق لم یسلم من الفرق)) ۸۴

"برے لوگوں کے ساتھ دوستی ایسی ہے جیسے انسان سمندری سفر میں ہو کہ ڈوبنے سے محفوظ رہنے کے باوجود خوف و اضطراب سے محفوظ نہیں رہتا۔"

ممکن ہے سمندری سفر کے دوران اس کی تند و تیز موجیں کشتی کو اپنی لپیٹ میں لے لیں یہاں تک کہ وہ الٹ جائے اور اس پر بیٹھنے والے سمندر میں غرق ہو جائیں۔ یہ لوگ اگر غرق ہونے سے محفوظ رہیں تب بھی وہ انتہائی خوف و ہراس میں مبتلا ہو جائیں گے اور کبھی یہ حالت اس قدر شدت سے ان پر طاری ہوگی کہ مستقبل میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کی شخصیت اور روح پر اثر انداز رہے گی۔

Marfat.com

(۵) اطاعت الٰہی میں کوتاہی کو معمولی سمجھنا:

برا دوست آپ کے گناہوں میں مبتلا ہونے کے معاملے اور اطاعت و فرمانبرداری میں کوتاہی کو معمولی خیال کرے گا۔ نیز آپ کے عیب مخفی رکھے گا اور ان پر پردہ ڈالے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿۶۸﴾} ۸۵

''اور اگر شیطان تمہیں یہ حکم بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا۔''

نیز فرمایا:

{وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴿۲۸﴾} ۸۶

''اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔''

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تم لوگ کچھ ایسے کام بھی کر لیتے ہو جو تمہارے نزدیک انتہائی معمولی ہیں مگر ہم دورِ نبوت میں انہیں انتہائی مہلک اور خطرناک سمجھتے تھے۔'' ۸۷

یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک سے واپس آنے والے لوگوں کو یہاں کی بے دینی اور بے حیائی پر ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس سے کئی گنا زیادہ بے حیائی اور گمراہی والے معاشرہ میں رہنے کی وجہ سے اس کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ یقیناً برے ہم نشین کے ساتھ بیٹھنا محرمات اور معاصی سے خالی نہیں۔

Marfat.com

برا ہم نشین اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ امام محمد بن علی الجوادؒ نے تو برے دوستوں کو ننگی تلوار کی مثل قرار دیا ہے۔ تلوار جب برہنہ ہوتی ہے تو چمکتی ہے اور نگاہوں کو خیرہ کرتی ہے لیکن جب گرتی ہے تو قتل و غارت اور خونریزی بپا کرتی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

((ایاک و مصاحبة الشریر فانه کالسیف المسلول یحسن منظره ویقبح اثره)) ۸۸

''برے انسان کے ساتھ میل جول سے ہمیشہ پرہیز کرو کیونکہ وہ ننگی تلوار کی مانند ہوتا ہے جو دیکھنے میں تو خوبصورت نظر آتی ہے لیکن اس کا اثر بہت برا ہوتا ہے۔''

(۶) مشکلات و مصائب میں دوستی کا زوال پذیر ہونا:

برے ساتھی کے ساتھ صحبت اور بھائی چارہ ذرا سی خلاف ورزی اور مصلحت کے برعکس ہونے پر زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ بلکہ کبھی ان باتوں کے بغیر بھی نفرت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانے میں اکثر ایسے مکار ملتے ہیں جو دوستی کے پردے میں دوست کی جڑیں کاٹتے اور اپنا مطلب نکالتے ہیں۔

اس حوالے سے عبداللہ بن معتزؒ فرماتے ہیں:

''برے ساتھی تنگی کے وقت بکھر جاتے ہیں اور آسانی کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں۔۔۔ اگر تم ایسے لوگوں سے دوستی برقرار رکھو گے تو یہ تمہارے لئے مہلک بیماری سے کم نہ ہوں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو یہ اور لوگوں کو تمہارے بارے میں بتاتے ہوئے یہ کہیں گے کہ وہ اتنی طویل صحبت کی وجہ سے تمہیں اچھی طرح جان گئے ہیں، لہٰذا ان کی ہر بات کا یقین کیا جائے گا اور ان کی غلط باتیں بھی سچ مانی جائیں گی۔'' ۸۹

حافظ شیرازیؒ کہتے ہیں:

((ولیکن هوی چون بغایت رسید... شود دوستی سر بسر

Marfat.com

دشمنی)) ۹۰

''جب خواہشات اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہیں تو دوستی سراسر دشمنی میں بدل جاتی ہے۔''

اور اگر برے ہم نشین کی دوستی دنیا میں ہمیشہ بھی رہے تو آخرت میں بہت جلد ٹوٹ جائے گی اور دشمنی ونفرت میں بدل جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ} ۹۱

''(ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سوا کی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی دنیوی دوستی کی بنا پر ٹھہرالیا ہے، تم سب قیامت کے دن ایک دوسرے سے کفر کرنے لگو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔''

برے پیشوا بھی اپنے پیروکاروں سے لاتعلقی کا اظہار کریں گے اور ان کے اعمال ان کے لئے حسرت بن جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾} ۹۲

''جب پیشوا اپنے پیروکاروں سے لاتعلقی کا اظہار کریں گے اور سب کے سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہو چکے ہوں گے۔ اور پیروکار کہیں گے کہ اے کاش ہم ان سے اسی طرح لاتعلق رہتے ہوتے جس طرح یہ آج ہم سے لاتعلقی کا اظہار کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کے پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی بھی جہنم سے نکلنے والا نہیں ہے۔''

Marfat.com

(۷) لعنت خداوندی کا مستحق ٹھہرنا:

بنی اسرائیل پر لعنت کا اہم سبب کفار سے دوستانہ تعلقات ہی تھا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ} ۹۳

''بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کی زبانی لعنت کی گئی، اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے، جو کچھ وہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں۔''

(۸) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محرومی اور ندامت:

اکثر گنہگاروں کی محفلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا لہٰذا یہ مجالس انہی لوگوں پر قیامت کے دن حسرت اور ندامت کا سبب بنیں گی۔جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

((ما من قوم يقومون من مجلس لم يذكر الله تعالىٰ فيه الا قاموا من مثل جيفة حمار و كان ذلك المجلس عليهم حسرة يوم القيمة)) ۹۴

''جو قوم کسی مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ کھڑی ہو، وہ تو ایسے ہی ہے جس طرح کہ مردہ گدھے کی لاش سے اٹھ کھڑے ہوں اور وہ مجلس قیامت کے دن ان لوگوں پر حسرت ہوگی۔''

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

"جس نے برے لوگوں کے ساتھ کثرت اختلاط سے پرہیز کیا، گویا اس نے اپنے دفاع کا بہترین انتظام کیا اور احتیاط کا دامن تھام کر اپنے نفس کے لئے سلامتی کا راستہ کھول دیا۔" 95

بری صحبت اللہ تعالیٰ کی مدد سے محرومی اور نار جہنم کا باعث ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

{وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴿۱۱۳﴾} 96

"اور ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکو ورنہ تمہیں بھی آگ کا شعلہ لگ جائے گا اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا دوسرا مددگار نہ کھڑا ہو سکے گا اور نہ تم مدد دیئے جاؤ گے۔"

(۹) دل کا مردہ ہو جانا:

برے دوستوں کے ساتھ میل جول دل کے مردہ ہونے کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ امام ابن قیمؒ نے بڑی باریک بات لکھی ہے:

"لوگوں سے زیادہ ملنے جلنے کی تاثیر یہ ہے جیسے دل لوگوں کی سانسوں کے دھوئیں سے بھر جائے حتیٰ کہ کالا ہو جائے اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل کا سبب بن جائے اور پریشانی، غم اور کمزوری پیدا کر دے۔ اسی طرح ایسا بوجھ جسے اٹھانے سے وہ عاجز ہو یعنی برے دوستوں کی بدولت جو بوجھ پڑتا ہے، مفادات کا ضیاع اور اپنے کاموں اور معاملات میں رکاوٹ اور ان سے دوری دوستوں کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے فکر کا تقسیم ہو جانا (جب اتنا کچھ مصیبت اور پریشانی کا سامنا ہے تو) اللہ تعالیٰ اور دار آخرت کے لئے کیا بچتا ہے؟" 97

ایسے مردہ دل جنہوں نے رسول ﷺ کی راہ کو چھوڑ دیا ان کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے:

{وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ

Marfat.com

الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾} ۹۸

"اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا: ہائے! کاش کہ میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی۔"

یہاں ظالم سے مراد ایسا شخص ہے جس نے کفر، گمراہی اور گناہ کی راہ اختیار کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ یہ شخص روزِ قیامت حسرت واندوہ کے عالم میں کہے گا کہ کاش میں نے رسول ﷺ کی دکھائی ہوئی راہ اختیار کی ہوتی۔ قرآن کریم مذکورہ بالا آیت میں آگے چل کر اس افسوس کرنے والے کی زبان میں کہتا ہے:

{يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾} ۹۹

"ہائے میری کم بختی! کاش! میں فلاں (شخص) کو دوست نہ بناتا۔"

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اربع يمتن القلب: الذنب على الذنب... ومجالسة الموتى، وقيل له يا رسول الله ﷺ: وما الموتى؟ قال كل غني مترف)) ۱۰۰

"چار چیزیں انسانی دل کو مردہ کر دیتی ہیں: گناہ کا تکرار ... (یہاں تک کہ فرمایا) مردوں کے ساتھ ہم نشینی۔ کسی شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ مردے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دولت مند جو اپنی دولت کے نشے میں مست ہوتے ہیں۔"

ابو محمد الحمیریؒ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوستی، معاشرت اور وفاداری میں آنے والی تبدیلیوں کے حوالے سے کہتے ہیں:

"قرون اولیٰ کے لوگوں نے طویل مدت تک آپس میں دین پر معاملہ رکھا،

Marfat.com

یہاں تک کہ وقت کے ساتھ ساتھ دین کمزور پڑ گیا، پھر ان کے بعد آنے والے لوگوں نے آپس میں وفاداری کا تعلق رکھا، یہاں تک کہ وفا بھی ختم ہوگئی، پھر ان کے بعد آنے والے لوگوں نے مروت کا تعلق رکھا، یہاں تک کہ مروت بھی ختم ہوگئی، پھر ان کے بعد آنے والے لوگوں نے شرم وحیا کو اپنایا، یہاں تک کہ شرم وحیا بھی ختم ہوگئی، پھر اس کے بعد لوگ ترغیب اور ترہیب کے ذریعے آپس میں معاملہ کرنے لگے۔"[101]

(۱۰) نفع بخش امور سے اجتناب کرنا:

برے دوست نیک اور مفید کاموں سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَأْتُوْنَ الْبَأْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾}[102]

"اللہ تم میں سے رکاوٹیں ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے اور ان کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں: ہماری طرف آؤ اور جو جنگ میں کبھی کبھار ہی شرکت کرتے ہیں۔"

یعنی خود تو شریک ہوتے نہیں مگر شرکت کرنے والوں کو مختلف انداز اور ہتھکنڈوں سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱۱) جھوٹی اُمیدوں اور دھوکے کا شکار ہو جانا:

برے دوست دھوکہ دیتے ہیں اور جھوٹی اُمیدیں دلاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

{وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ

Marfat.com

لَكٰذِبُوْنَ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز
وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴿۱۳﴾} ۱۰۳

''اور کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریقے پر چلو تو تمہارے گناہ ہم اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں ہیں، بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ البتہ یہ لوگ اپنا بوجھ ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ مزید بوجھ بھی اور قیامت کے دن ان سے ضرور پرسش ہو گی اس بہتان کے بارے میں جو وہ باندھتے رہے ہیں۔''

(۱۲) فضولیات، بیہودہ گوئی اور وقت کا ضیاع:

بے دین دوست فضولیات اور بیہودہ گوئی کے ذریعے قیمتی وقت ضائع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت سے غافل کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ خود غرض اور مطلب پرست ہوتا ہے اس لئے اپنے دوست کی نعمت کو خوش دلی سے قبول نہیں کرتا، اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ نعمت اس سے چھن کر اس کے پاس آجائے۔ برا دوست گویا آگ کے اس درخت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو جلا دیتا ہے۔

لہٰذا ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے اور ایسے دوست بنانے چاہئیں جو اہلِ بہشت میں سے ہوں جنہیں لوگ ان کے ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے پہچانتے ہوں اہلِ کفر و عذاب میں سے نہ ہوں۔ جب انسان روزِ قیامت اپنے برے دوست کو دیکھے گا تو پشیمان ہوگا اور ایسے دوست کی دوستی پر کفِ افسوس ملے گا۔ قرآن مجید نے اس لمحے کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

{حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

Marfat.com

فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ﴿۳۸﴾} ۱۰۴

"کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق ومغرب کا فاصلہ ہوتا یہ تو بڑا بدترین ساتھی نکلا۔"

برے دوستوں سے علیحدگی کی دعائیں:

برے دوستوں کی صحبت دل کو روحانی بیماریوں کا مریض بنا دیتی ہے، انسان طرح طرح کے وساوس اور اوہام میں گھر جاتا ہے۔ دل ہمیشہ مضطرب، بے کل اور بے چین رہتا ہے۔ نتیجتاً دین و دنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی نے بھی فاسق قوم سے علیحدگی کی درخواست کی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ ارض مقدس میں داخل ہو جائیں تو انہیں فتح مل جائے گی، مگر اس کے باوجود انہوں نے انکار کر دیا اور کہنے لگے:

{یٰمُوْسٰٓی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴿۲۴﴾} ۱۰۵

"اے موسیٰ! جب تک وہ وہاں ہیں ہم تو ہرگز اس شہر میں داخل نہیں ہوں گے۔ اس لئے تم اور تمہارا پروردگار جا کر ان سے لڑ بھڑ لو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔"

ان کی اس گستاخی اور اللہ کی نافرمانی پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یوں دعا فرمائی:

{رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴿۲۵﴾} ۱۰۶

"الٰہی! مجھے تو بجز اپنے اور اپنے بھائی کے کسی اور پر کوئی اختیار نہیں، بس تو ہم میں اور ان نافرمانوں میں جدائی ڈال دے۔"

Marfat.com

اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے جب ان کی دعوت ٹھکرا دی تو انہوں نے اپنی اس بے دین قوم سے علیحدگی کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

{وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝} ۱۰۷

"میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی، سب کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا، مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محروم نہ رہوں گا۔"

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برے دوست سے پناہ مانگنے کی تعلیم ان الفاظ میں دی ہے:

((اللهم انى اعوذبك من يوم السوء ومن ليلة السوء ومن ساعة السوء ومن صاحب السوء ومن جار السوء فى دار المقامة)) ۱۰۸

"یا اللہ! میں اپنے گھر میں برے شب و روز، بری گھڑی، برے دوست اور برے ہمسائے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی ہوتی تھی:

((اللهم انى اعوذبك من جار السُوء فى دار المقام، فان جار البادية يتحول)) ۱۰۹

"اے اللہ! میں قیام گاہ میں بُرے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، پس بے شک جنگل کے رہنے والے کا پڑوسی پھرتا رہتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چال باز دوست سے بچنے کے لئے یہ دعا بھی تعلیم فرمائی ہے:

Marfat.com

((اللھم انی اعوذبك من جار السوء ومن زوج تشیبنی قبل المشیب ومن ولد یکون علی ربا ومن مال یکون علی عذابا ومن خلیل ماکر عینه ترانی وقلبه یرعانی ان رای حسنة دفنها واذا رای سیئة اذاعها)) [1]

''اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ لیتا ہوں برے پڑوسی سے اور ایسے زوج سے جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے اور ایسی اولاد سے جو میرا آقا بن بیٹھے اور ایسے مال سے جو میرے لئے باعث عذاب بن جائے اور ایسے چال باز دوست سے جس کی آنکھیں مجھے دیکھ رہی ہوں اور اس کا دل میری نگرانی کرتا ہو۔ اگر وہ کوئی نیکی دیکھے تو اس کو دبا دے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اس کو نشر کر دے۔''

سیدنا داؤد علیہ السلام بھی اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں ایسے مکار اور فریبی دوست سے جس کی آنکھوں سے میرے لئے محبت ٹپکتی ہو جبکہ اس کے دل میں میرے لئے کینہ اور نفرت چھپی ہو، جو میری کوئی خوبی دیکھے تو چھپا لے اور میری کوئی برائی دیکھے تو اس کا چرچا کر دے۔'' [1]

آخری بات:

دوستی اور محبت کے تعلقات ایمان کی شرط اور اس کا لازمی تقاضا ہیں۔ جتنا مقصد عزیز ہو گا اتنا ایک دوست کے لئے اپنے دوست سے اخوت کا تعلق مضبوط ہو گا۔ جب ایک کا دکھ درد، دوسرے کا دکھ درد اور ایک کی تکلیف دوسرے کی تکلیف، ایک کی پریشانی دوسرے کی

Marfat.com

پریشانی اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی بن جائے تو تعلقات اپنے معیار کو پہنچ جاتے ہیں ۔اور جب اس کے ساتھ رحمت بھی پیدا ہو جائے اور دینی خیر خواہی بھی تو پھر تعلقات ہر لحاظ سے معیاری ہو جاتے ہیں ۔

میری خواہش تھی کہ میں دوستی اور محبت کے نبوی اصولوں کو پرکشش اسلوب میں پیش کروں تا کہ میرے عزیز دوستوں کو گراں قدر فائدہ حاصل ہو۔اُمید ہے کہ میری تمنا پوری ہوئی اور مجھے اپنے ارادے کی تکمیل کی توفیق میسر آ گئی ہے ۔میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس تحقیق کے لئے سہولت اور اعانت سے سرفراز فرمایا، اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اس حقیر اور ٹوٹی پھوٹی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے میرے، اسلام اور مسلمانوں کے لئے نافع اور مفید بنائے ۔

اے میرے نوجوان دوست! پیارے رسول ﷺ کی سنت مبارکہ کو اپنے لئے فانوس اور قندیل بنالو تا کہ اس سے روشنی حاصل کرسکو۔دوست منتخب کرنے میں اپنی پسند کو اتنا گھٹیا نہ بناؤ کہ صرف جنسی محبت اور ذوق و مزاج کی بنا پر کسی کو دوست بنالو۔کتنے ہی انسان اپنے پسندیدہ کھانوں اور دلفریب جنسی خواہشات سے صرف اس لئے کنارہ کش رہتے ہیں کہ ان کے مخفی نقصانات سے ڈرتے ہیں ۔بلا شبہ آپ ﷺ کی سنت و سیرت کو نظر انداز کر کے آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ محض فریبِ نفس ہے ۔امام ابن قیمؒ نے اپنے قصیدۃ النبویۃ میں اسی حقیقت کی ترجمانی کی ہے:

شرط المحبة ان توافق من تحب
علی محبته بلا عصیان .
فاذا ادّعیت له المحبة مع خلافك
ما یحب فانت ذو بهتان

Marfat.com

اتحب اعداء الحبیب وتدعی
حبا له ما ذاك فی امكان
وكذا تعادی جاهدا احبابه
این المحبة یا اخا الشیطن ؎۱۱۲

"محبت کی شرط یہ ہے کہ تو اس محبت کی وجہ سے اپنے محبوب کی کامل موافقت کرے اور نافرمانی سے بچے۔ لیکن اگر تو محبت کا دعویٰ بھی کرے اور محبوب کی پسندیدہ چیز کی مخالفت بھی کرے تو تیرا دعویٰ جھوٹا ہے۔ کیا تو اپنے محبوب کے دشمنوں سے محبت رکھتا ہے، پھر بھی اس سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے؟ یہ ناممکن بات ہے۔ اور تو اپنے محبوب کے دوستوں سے شدید دشمنی بھی رکھتا ہے۔ اے شیطان کی پیروکار! بتا تیری محبت کدھر گئی؟"

آج کا نوجوان اگر رسول کریم ﷺ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ کر آپ ﷺ کی شخصیت کو اپنے لئے اُسوہ نہیں بنا سکتا تو بصیرت کی آنکھوں سے آپ ﷺ کو دیکھنا اب بھی ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ ﷺ کی معطر سیرت اور عظیم شمائل واخلاق کا دل میں استحضار کیا جائے۔ اس لئے میں ہر نوجوان دوست کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بار بار آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرے اور اپنے دل و دماغ میں آپ ﷺ کی شخصیت کا استحضار کرے۔ اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں موجود تصور کرے۔

اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے آپ اس سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا سکتے جب تک کہ اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ مجھے اُمید ہے کہ دوستی کا نبوی سلیقہ اپنا کر آپ ایک بہترین اور سعادت مند زندگی گزار سکو گے اور اس نیک زندگی کی بدولت آخرت کی دائمی اور حیات مطمئنہ کو حاصل کر سکو گے۔ اپنے بھائیوں کے لئے دل کو صاف رکھو

Marfat.com

اور صبح وشام صالحین والی یہ دُعا کرتے رہو۔

{رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾} ۱۱:۳

''اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ایمان کی حالت میں ہم سے پہلے گزر گئے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بوجھ مت بنا، اے ہمارے رب! بیشک تو محبت والا مہربان ہے۔''

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی اُلفت ڈال دے اور ہمارے حال کی اصلاح فرما۔ ہمیں سلامتی کے راستے دکھا اور بد اخلاقی کے اندھیروں سے نکال کر اخلاق حسنہ کی روشنی میں لے آ۔ ہمیں ہر قسم کی کھلی یا پوشیدہ بے حیائیوں سے کنارہ کش رکھ۔ ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں اور ہمارے دلوں کو اپنی برکات سے نواز۔ اور ہمارے نوجوانوں کو سعادت و کامیابی کے انوار سے بہرہ مند فرما۔ ہم پر ایک بار اپنی رحمتوں کے ساتھ لوٹ آ، کہ تو ٹھیک لوٹ آنے والا مہربان ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کے شکر کرنے کی توفیق دے اور ازراہِ کرم ہم پر اپنی نعمتوں کی برکھا برسا کہ درحقیقت سب تعریفوں کا تو ہی مالک ہے۔ اپنے پیغمبر سیدنا محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل علیہم السلام اور اصحاب رضی اللہ عنہم پر بے شمار رحمتیں نازل فرما۔ آمین یارب العالمین!

Marfat.com

حوالہ جات (باب پنجم)

(۱) سیوہاروی، محمد حفظ الرحمٰن (مولانا)، اخلاق اور فلسفۂ اخلاق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۸۵

(۲) برہانپوری، علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی (علامہ) م ۹۷۵ھ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حیدرآباد، دکن، س ن ندارد

(۳) سورۃ التحریم ۶۶:۴

(۴) البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۳۳۸۱

(۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۷

(۶) یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب بن واضح (علامہ) م ۲۸۴ھ، تاریخ الیعقوبی، دار صادر، بیروت، س ن ندارد

(۷) شلیبایہ، ابو عبداللہ مصطفیٰ بن العدوی (الشیخ)، فقہ الاخلاق والمعاملات مع المومنین، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۳۵ھ، ص ص ۲۳۔۲۴

(۸) سورۃ النساء ۴:۱۴۸

(۹) شہرستانی، محمد بن عبدالکریم (امام) م ۵۴۸ھ، الملل والنحل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۷ء، ص ص ۱۱۴۔۱۱۶

(۱۰) ابن تیمیہ، ابی العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم (امام) م ۷۲۸ھ، اقتضاء الصراط المستقیم، مکتبۃ دارالسلام، الریاض، ص ۹۰

(۱۱) البانی، محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر: ۱۳۳۲

(۱۲) ری شہری محمد محمدی (آیت اللہ)، موسوعۃ میزان الحکمۃ، دارالحدیث، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۵ھ، حدیث

Marfat.com

نمبر:۱۰۱۲۸

(۱۳) ابی داوٗدؒ،الحافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی(امام) م۲۷۵ھ،سنن ابی داوٗد، دارالسلام، الریاض،۱۹۹۹ء،حدیث نمبر:۴۸۳۳

(۱۴) اصفہانیؒ ،ابونعیم احمد بن عبداللہ شافعی (امام) ۴۳۰ھ،حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، دارالکتب العلمیہ،بیروت،۱۹۹۷ء،ج ۸،ص ۱۲۹

(۱۵) البانیؒ ،محمد ناصرالدین (علامہ) م۱۹۹۹ء، صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ،دارالکتب العلمیہ، بیروت، حدیث نمبر:۵۸۴۸

(۱۶) یزدی،محمد تقی مصباح (آیت اللہ) محمد پیغمبر اسلام ﷺ کلمات قصار،مجمع جہانی اہلبیت،قم المقدسہ، ۱۳۸۵ھ،ج ا،ص ۱۰۲

(۱۷) صحیح البخاری،حدیث نمبر:۱۹۶۸

(۱۸) القشیریؒ،ابو الحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (امام) م۲۶۱ھ،صحیح مسلم، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۸ء،حدیث نمبر:۱۶۵۹

(۱۹) صحیح البخاری،حدیث نمبر:۲۶۵۵

(۲۰) صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۷۳۳،والحر العاملیؒ محمد بن حسن (علامہ) م ۱۱۰۴ھ،وسائل الشیعہ ،ترجمہ،فقیہ اہل بیت الشیخ محمد حسین نجفی،مکتبۃ السبطین ،سرگودھا،مارچ ۲۰۰۱ء،ج ۷،ص ۱۰۹

(۲۱) صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۷۳۳،وسائل الشیعہ ،ج ۷،ص ۱۰۹

(۲۲) صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۵۳۲

(۲۳) ابن ابی شیبہؒ،ابو بکر عبداللہ بن محمد (امام) م ۲۳۵ھ،المصنف فی الاحادیث والآثار،تحقیق،حبیب الرحمٰن الاعظمی،المکتب الاسلامی،بیروت،۱۹۸۳ء،ج ۱۲،ص ۱۷۸

(۲۴) صحیح مسلم،حدیث نمبر:۲۵۳۱

(۲۵) الماوردیؒ ،ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب (امام) م۴۵۰ھ،البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ترجمہ،مفتی ثناءاللہ محمود،بیت العلوم،لاہور،سن ندارد،ص ۲۸۲

(۲۶) سنن ابی داوٗد،حدیث نمبر:۴۶۸۱

Marfat.com

(۲۷) ابن حنبلؒ، ابی عبداللہ احمد بن محمد الشیبانی البغدادی (امام) م ۲۴۱ھ، مسند أحمد، بیت الافکار الدولیۃ، الریاض، ۱۹۹۸ء، ج ۲، ص ۲۹۸

(۲۸) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۶۵۳

(۲۹) سورۃ الشعراء ۲۶: ۶۱۔ ۶۲

(۳۰) صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، حدیث نمبر: 2557

(۳۱) ابن ماجہؒ، ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی القزوینی (امام) م ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۴۱۱۹

(۳۲) النوویؒ، ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م ۶۷۶ھ، ریاض الصالحین، دارالسلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور، س ن ندارد، حدیث نمبر: ۳۸۷

(۳۳) سورۃ الاعراف ۷: ۱۹۹

(۳۴) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۴۶۴۲

(۳۵) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۶۷۸

(۳۶) ابن حبانؒ، ابو حاتم محمد البستی (امام)، روضۃ العقلاء، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۶ء، ص ۹۲

(۳۷) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، کتاب الاخوان، ص ۱۱۶

(۳۸) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۲۷۶

(۳۹) صدوقؒ، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، کتاب المواعظ، ترجمہ: محمد حسن، جامعۃ الزہرا (س)، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء، ص ۶۸

(۴۰) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۴۷

(۴۱) مسند أحمد، ج ۱، ص ۲۶

(۴۲) منتخب عبد بن حمید، حدیث نمبر: ۱۱۴

(۴۳) سورۃ آل عمران ۳: ۱۹۱

Marfat.com

(۴۴) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۰۰

(۴۵) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۴۵۴

(۴۶) فقہ الاخلاق والمعاملات مع المومنین، ص ۱۹۰

(۴۷) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۶۸۹

(۴۸) سورۃ الزخرف ۴۳: ۶۷

(۴۹) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۱۶۹

(۵۰) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۶۳۹

(۵۱) صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، حدیث نمبر: ۲۶۰۴

(۵۲) مسند أحمد، ج ۸، ص ۲۴۶

(۵۳) ترمذیؒ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ (امام) م ۲۷۹ھ، جامع الترمذی، مکتبہ بیت السلام، الریاض، ۲۰۱۶ء، حدیث نمبر: ۲۳۹۰

(۵۴) سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۷۳

(۵۵) سورۃ التوبہ ۹: ۴۷

(۵۶) جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۲۴۱۴

(۵۷) السعدیؒ، عبدالرحمٰن بن ناصر (فضیلۃ الشیخ) م ۱۳۷۶ھ، بھجۃ قلوب الابرار، ص ۶۸

(۵۸) ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، المودۃ فی ضوء القرآن والسنۃ، بیئت علمی موسسہ امام المنتظر، قم، ۱۴۲۰ھ، حدیث نمبر: ۴۳۳

(۵۹) الغزالیؒ، ابو حامد محمد بن احمد (امام) م ۵۰۵ھ، احیاء العلوم الدین، تحقیق، سید عمران، دار الحدیث، القاهرة، ج ۲، ص ۱۷۲

(۶۰) سورۃ الاعراف ۷: ۱۶-۱۷

(۶۱) کراجکیؒ، ابو الفتح محمد بن علی (شیخ) م ۴۴۹ھ، معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر، تحقیق: السید احمد الحسینیؒ، المکتبۃ المرتضویۃ، تہران ۱۳۹۴ھ، ص ۹۰

(۶۲) معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر، ص ۹۰

Marfat.com

(۶۳) ابن مبارکؒ، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ الحنظلی التمیمی المروزی (امام)، کتاب الزھد، ترجمہ، لجنۃ المصنفین، بیت العلوم، لاہور، س ن دارد، ص ۴۷

(۶۴) الحاکمؒ، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ النیسابوری (امام) م ۴۰۵ھ، المستدرک، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ، ۲۰۰۰ء، ج ۴ ص ۷ ۵۴

(۶۵) سورۃ الصافات ۳۷: ۵۱-۵۶

(۶۶) سورۃ الزخرف ۴۳: ۳۸

(۶۷) سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰۹

(۶۸) سورۃ النساء ۴: ۸۹

(۶۹) معتزلیؒ، ابن ابی الحدیدؒ (علامہ)، شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، دار احیاء الکتب العربیہ، القاھرۃ، ۱۹۶۱ء، ج ۲۰ ص ۲۷۲

(۷۰) مفیدؒ، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان العکبری البغدادی (الشیخ) م ۴۱۳ھ، الحکایات، الموتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفید، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۳ھ، ص ۱۷۵

(۷۱) سورۃ آل عمران ۳: ۷۲

(۷۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۳۳

(۷۳) المسدی، محمد یاسر (الدکتور)، حاسبوا انفسکم، ترجمہ: مولوی محمد صادق شبیر، ادارہ دعوت و تبلیغ، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۴۸

(۷۴) البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ص ۱۶۷

(۷۵) سورۃ النساء ۴: ۸۹

(۷۶) سورۃ البقرۃ ۲: ۱۲۰

(۷۷) فقہ الاخلاق والمعاملات مع المومنین، ص ۸۰

(۷۸) سورۃ الانعام ۶: ۱۱۲

(۷۹) سورۃ فصلت ۴۱: ۲۵

(۸۰) مسند احمد، ج ۳ ص ۴۸۳

Marfat.com

(۸۱) سورۃ فصلت ۴۱: ۲۵

(۸۲) قمیؒ، حاج عباس (شیخ)، سفینۃ البحار، موسسۃ انتشارات فراهانی، ۱۳۸۸ھ، ج ۲، ص ۳۲

(۸۳) شاوی، ابو علی (الدکتور)، اعمال القلوب، ترجمہ: مولوی عمران رزاق، ادارہ دعوت و تبلیغ، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۲۶

(۸۴) معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر ص ۸۸

(۸۵) سورۃ الانعام ۶: ۶۸

(۸۶) سورۃ الکہف ۱۸: ۲۸

(۸۷) صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۴۹۴

(۸۸) اہوازیؒ، حسین بن سعید بن مہران کوفی (محدث) م ۳۲۰ھ، کتاب المومن، تحقیق و ترجمہ، مولانا سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضلؒ، دار الثقافۃ الاسلامیۃ، کراچی، ایڈیشن: ۳، ۱۴۱۲ھ، ص ۱۳۹

(۸۹) ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء، کتاب العزلۃ والانفراد ص ۱۹۴

(۹۰) شیرازیؒ، خواجہ شمس الدین محمد (حافظ) م ۷۹۱ھ، دیوان حافظ شیرازی، نشر دانش، قم، ۱۴۰۰ھ، ص ۴۲۵

(۹۱) سورۃ العنکبوت ۲۹: ۲۵

(۹۲) سورۃ البقرۃ ۲: ۱۶۶۔۱۶۷

(۹۳) سورۃ المائدۃ ۵: ۷۸۔۸۰

(۹۴) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۵۵

(۹۵) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب العزلۃ والانفراد، ص ۱۱۳

(۹۶) سورۃ ہود ۱۱: ۱۱۳

(۹۷) ابن قیمؒ، ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر الزرعي الدمشقی (امام) م ۷۵۱ھ، مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ص ۴۵۴

(۹۸) سورۃ الفرقان ۲۵: ۲۷

Marfat.com

(۹۹) سورۃ الفرقان ۲۵:۲۸

(۱۰۰) صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، فضائل الاشھر الثلاثۃ، تحقیق: غلام رضا عرفانیان، مطبعۃ الآداب، قم، ۱۳۹۶ھ، ص ۱۹۵

(۱۰۱) بدران، عبداللہ (الشیخ)، سمیر المومنین و انیس الصالحین، ترجمہ: خدیجہ فرحین، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۸۲

(۱۰۲) سورۃ الاحزاب ۳۳:۱۸

(۱۰۳) سورۃ العنکبوت ۲۹:۱۲۔۱۳

(۱۰۴) سورۃ الزخرف ۴۳:۳۸

(۱۰۵) سورۃ المائدۃ ۵:۲۴

(۱۰۶) سورۃ المائدۃ ۵:۲۵

(۱۰۷) سورۃ مریم ۱۹:۴۸

(۱۰۸) السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر: ۱۴۴۳

(۱۰۹) البخاریؒ، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، الأدب المفرد، المکتبۃ الاسلامیہ، الاردن، ۲۰۰۳ء، حدیث نمبر: ۱۱۷

(۱۱۰) البانیؒ، محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر: ۳۱۴۷

(۱۱۱) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب العزلۃ والانفراد، ص ۱۲۴

(۱۱۲) القصیدۃ النبویۃ مع شرح الھراس، ج ۲، ص ۱۳۶

(۱۱۳) سورۃ الحشر ۵۹:۱۰

Marfat.com

Marfat.com

مصادر و مراجع

القرآن الکریم تنزیل من رب العالمین

آ

آزادؒ، ابوالکلام (مولانا) م ۱۹۵۸ء، ترجمان القرآن، مکتبہ جمال، لاہور، سن ندارد

آمدی، عبدالواحد (علامہ)، غرر الحکم و درر الکلم، موسسہ آل البیت، قم، ۱۴۲۲ھ

الف

ابن ابی جمہورؒ، محمد بن علی بن ابراہیم احسائی (الشیخ)، عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ، ناشر سید الشہداء، قم المقدسہ، ۱۴۰۳ھ

ابن ابی الدنیاؒ، عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، کتاب الزھد، ترجمہ، مولانا نور محمد انیس، دارالاشاعت، کراچی، جولائی ۲۰۰۱ء

ابن ابی الدنیاؒ، ابی بکر عبداللہ بن محمد قرشی بغدادی (امام) م ۲۸۱ھ، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۲۰۰۶ء

ابن ابی شیبہؒ، ابو بکر عبداللہ بن محمد (امام) م ۲۳۵ھ، المصنف فی الاحادیث والآثار، تحقیق، حبیب الرحمن الاعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۳ء

ابن ابی فراسؒ، ابو الحسین ورام بن حمدان المالکی الاشتری (علامہ)، تنبیہ الخواطر و نزھۃ النواظر (مجموعۃ ورام)، دارالکتب السلطانیہ، بازار سلطانی تہران

ابن الاثیرؒ، عزالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزری (امام) م ۶۳۰ھ، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، سن ندارد

ابن الاثیرؒ، عزالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزری (امام) م ۶۳۰ھ، جامع الاصول فی احادیث الرسول، مکتبۃ

Marfat.com

دارالبیان،۱۳۸۹ھ

ابن تیمیہ، ابی العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم (امام) م ۷۲۸ھ، اقتضاء الصراط المستقیم، مکتبۃ دارالسلام، الریاض

ابن تیمیہ، ابی العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم (امام) م ۷۲۸ھ، مجموع فتاوی شیخ الاسلام، جمع و ترتیب: عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم، طبع بامر خادم الحرمین الشریفین

ابن تیمیہ، ابی العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم (امام) م ۷۲۸ھ، منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ، مکتبۃ ابن تیمیہ، القاھرۃ

ابن راھویہ، ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم حنظلی مروزی (امام) م ۲۳۸ھ، مُسند اسحاق بن راھویہ، مکتبۃ الایمان، المدینۃ المنورۃ، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۰ھ

ابن جوزی، جمال الدین عبدالرحمٰن البغدادی (امام) م ۵۹۷ھ، کتاب البر والصلۃ، موسسہ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۲ھ

ابن حبان، الحافظ محمد بن حبان (امام) م ۳۵۴ھ، صحیح ابن حبان، مؤسسہ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء

ابن حبان، ابوحاتم محمد البستی (امام)، روضۃ العقلاء، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۶ء

ابن حجر، شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی (امام) م ۸۵۲ھ، الاصابۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵ء

ابن حجر، شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی (امام) م ۸۵۲ھ، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ

ابن حزم، ابومحمد علی بن احمد (امام)، الاخلاق والسیر، ترجمہ: ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف، لجنۃ المساجد، گوجرانوالہ، ۲۰۰۴ء

ابن حمید، صالح بن محمد (امام الحرم المکی) والآخرون، نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ﷺ، المرکز الاسلامی للبحوث العلمیۃ، ۱۴۳۰ھ

ابن حنبل، ابی عبداللہ احمد بن محمد الشیبانی البغدادی (امام) م ۲۴۱ھ، مسند احمد، بیت الافکار الدولیۃ، الریاض، ۱۹۹۸ء

Marfat.com

ابن رجبؒ، زین الدین ابی الفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی الدمشقی (امام) م ۷۹۵ھ، جامع العلوم والحکم، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۲۰ھ

ابن رجبؒ، زین الدین ابی الفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی الدمشقی (امام) م ۷۹۵ھ، لطائف المعارف، مکتبۃ العلم، لاہور، ۱۴۲۳ھ

ابن سعدؒ، ابوعبداللہ محمد البصری (علامہ) م ۲۳۰ھ، طبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۳۸۸ھ

ابن عبد البرؒ، ابوعمر یوسف بن عبداللہ الاندلسی (علامہ) م ۴۶۳ھ، جامع بیان العلم وفضلہ وما ینبغی فی روایت و حملہ تحقیق، ابی الاشبال الزھری، دار الکتب الحدیثۃ، قاھرہ

ابن عساکرؒ، علی بن حسن بن ھبۃ اللہ (علامہ) م ۵۷۱ھ، تاریخ مدینۃ دمشق، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۴ء

ابن قانعؒ، ابی الحسین عبدالباقی بن مرزوق بن واثق البغدادی (امام) م ۳۵۱ھ، معجم الصحابۃ، مکتبۃ الغرباء الاثریہ، المدینۃ المنورۃ، ۱۴۱۸ھ

ابن قتیبہؒ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم (امام) م ۲۷۶ھ، عیون الاخبار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ابن قیمؒ، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی (امام) م ۷۵۱ھ، روضۃ المحبین ونزھۃ المشاقین، بیت العلوم، لاہور، بن ندارد

ابن قیمؒ، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی (امام) م ۷۵۱ھ، مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ

ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء (امام) م ۷۷۴ھ، البدایۃ والنھایۃ، دار الریان للتراث، القاھرۃ، ۱۹۸۸ء

ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء (امام) م ۷۷۴ھ، السیرۃ النبویۃ، تحقیق مصطفیٰ عبدالواحد، دار الحدیث، القاھرۃ، ۱۳۸۴ھ

ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء (امام) م ۷۷۴ھ، المصباح المنیر فی تفسیر ابن کثیر، ترجمہ مولانا محمد خالد سیف، دار السلام لاہور، ۲۰۰۷ء

Marfat.com

ابن ماجہؒ، ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی القزوینی (امام) م ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

ابن مبارکؒ، ابوعبدالرحمن عبداللہ الحنظلی التمیمی المروزی (امام)، کتاب الزھد، ترجمہ، لجنۃ المصنفین، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد

ابن ہشامؒ ابومحمد جمال الدین عبدالملک بن محمد (امام) م ۲۱۳ھ، السیرۃ النبویہ، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ

ابوحنیفہؒ، نعمان بن ثابت بن زوطی (امام) م ۱۴۶ھ، مسند امام اعظم، ترجمہ: مولانا دوست محمد شاکر، فرید بک سٹال، لاہور، ایڈیشن: ۳، ۲۰۱۲ء

ابوشادی، ابراہیم (الشیخ)، صحیح خطب الرسول ﷺ، ترجمہ، ابوانس محمد سرور گوہر، دارالکتب السلفیہ، لاہور، ۲۰۱۳ء

ابوطالب، عبدالقادر بن محمد بن حسن (الشیخ)، علاج الزوج بحسن العشرۃ، مکتبۃ دارالفرقان، الریاض، سن ندارد

ابویعلیؒ، احمد بن علی بن المثنی الموصلی (امام) م ۳۰۷ھ، مسند ابی یعلی الموصلی، موسسہ علوم القرآن، بیروت، سن ندارد

ابی جرادہؒ، عمر بن احمد (علامہ) م ۶۶۰ھ، بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، تحقیق: سہیل زکار، دارالفکر، بیروت، ۱۴۲۲ھ

ابی داؤدؒ، الحافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی (امام) م ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

الاربلیؒ، علی بن عیسی (علامہ)، کشف الغمہ فی معرفۃ الآئمۃ، انتشارات اسلامیہ، مشہد

استادی، رضا (علامہ)، تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکری، موسسہ فرہنگی واطلاع رسانی تبیان، قم، ۱۳۸۷ھ

اصفہانیؒ، ابونعیم احمد بن عبداللہ شافعی (امام) ۴۳۰ھ، تاریخ اصبھان، تحقیق: سید کسروی حسن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

اصفہانیؒ، ابونعیم احمد بن عبداللہ شافعی (امام) ۴۳۰ھ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء

اصفہانیؒ، سید علی علامۃ الفانی (آیت اللہ)، چہل حدیث، ترجمہ، سید صفدر حسین نجفی، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۳، ۱۹۸۸ء

اُم حکیمۃؒ، وصایا اُم حکیمۃ لابنھا، الھدیٰ پبلیکیشنز، اسلام آباد، ایڈیشن: ۱، ۱۴۳۵ھ

امروہویؒ، نسیم، دوست بنو دوست بناؤ، شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز، لاہور، سن ندارد

Marfat.com

الاندلسیؒ، احمد بن محمد بن عبد ربہ (الفقیہ)، العقد الفرید، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۶ء

انصاریان، علی (آقا)، نہج البلاغہ موضوعاتی (الدلیل)، ترجمہ، علامہ مفتی جعفر حسینؒ، ترتیب و تدوین، آغا محمد عباس ہاشمی، امامیہ پبلی کیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۱، جون ۲۰۰۳ء

انوار نعمان، موضوعات القرآن، تصحیح و تنقیح: مولانا محمد خالد سیف، ضرب آہن پبلشرز، اسلام آباد، ۲۰۱۳ء

اہوازیؒ، حسین بن سعید بن مہران کوفی (محدث) م ۳۲۰ھ، کتاب المومن، تحقیق و ترجمہ، مولانا سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضلؒ، دار الثقافۃ الاسلامیۃ، کراچی، ایڈیشن: ۳، ۱۴۱۲ھ

ب

البانیؒ محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض

البانیؒ محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح الترغیب والترھیب، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض

البانیؒ محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح سنن الترمذی، مکتب التربیۃ العربي لدول الخلیج، الریاض

البانیؒ محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت

البانیؒ محمد ناصر الدین (علامہ) م ۱۹۹۹ء، کتاب الجنائز، موسسۃ فرھنگی واطلاع رسانی تبیان، قم، وضعیت نشر الیکترونیکی، ۱۳۸۷ھ

البخاریؒ، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ صحیح البخاری، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

البخاریؒ، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی (امام) م ۲۵۶ھ، الأدب المفرد، المکتبۃ الاسلامیہ، الاردن، ۲۰۰۳ء

بدران، عبد اللہ (الشیخ)، سمیر المومنین وانیس الصالحین، ترجمہ: خدیجہ فرحین، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۰ء

البزارؒ، ابی بکر بن عمرو (امام) م ۲۹۲ھ، البحر الذخار المعروف بمسند البزار، دار الحدیث، القاھرۃ

البرقیؒ، ابو جعفر احمد بن محمد بن خالد (محدث) م ۲۷۴ھ، کتاب المحاسن والاضداد، تحقیق: سید مھدی الرجائی، المجمع العالمی لاھل البیت، قم المقدسہ

برہانپوریؒ، علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی (علامہ) م ۹۷۵ھ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حیدر آباد، دکن، سن ندارد

Marfat.com

البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ، تحقیق، عبدالمعطی قلعجی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۵ھ

البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، السنن الکبریٰ، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ

البیہقیؒ، ابی بکر احمد بن حسین بن علی (امام) م ۴۵۸ھ، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۴۲۳ھ

پ

پیشوائی، مہدی، تاریخ اسلام از جاہلیت تا رحلت پیامبر اسلام ﷺ، مجمع جہانی اہلبیت، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۷ھ

ت

تھانویؒ محمد اشرف علی (مولانا)، آداب المعاشرت، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۰ء

ترمذیؒ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ (امام) م ۲۷۹ھ، جامع الترمذی، مکتبہ بیت السلام، الریاض، ۲۰۱۶ء

ج

الجعیثن، عبداللہ بن علی (الشیخ)، دوست کیسے بنائیں؟، ترجمہ، ابوعثمان خبیب احمد سلیم، دارالابلاغ، لاہور، ایڈیشن: ۱، نومبر ۲۰۰۲ء

چ

چشتی، شیر محمد زمان (ڈاکٹر)، نقوش سیرت، پروگریسو بکس، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۷ء

ح

الحاکمؒ، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ النیسابوری (امام) م ۴۰۵ھ، المستدرک، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ، ۲۰۰۰ء

الحذیفی، علی بن عبدالرحمٰن (ڈاکٹر)، خطبات حرمین، ویب ایڈریس (www.forum.mohaddis.com)، ۱۳ فروری 2015ء

Marfat.com

الحر العاملیؒ، محمد بن حسن (علامہ) م ۱۱۰۴ھ، وسائل الشیعہ، ترجمہ فقیہ اہل بیت الشیخ محمد حسین نجفی، مکتبۃ السبطین، سرگودھا، مارچ ۲۰۰۱ء

الحرانیؒ، ابو محمد حسن بن علی بن حسین بن شعبہ حلبی (الشیخ)، تحف العقول عن آل الرسول علیہم السلام، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت

الحصینی، محمد اکرم (فضیلۃ الشیخ)، کیف یحبنا اللہ، ترجمہ، مولانا محبوب الرحمٰن، ادارہ دعوت و تبلیغ، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۲ء

الحلبیؒ، ابن زھرہ، الاربعون حدیثا فی حقوق الاخوان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۰ھ

الحلبیؒ، علی بن ابراہیم بن احمد بن علی عرف نور الدین بن برہان الدین الشافعی (علامہ) م ۱۰۴۴ھ، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، دار المعرفہ، بیروت

حلمیؒ، محمد مصطفیٰ (ڈاکٹر)، تاریخ تصوف، ترجمہ، رئیس احمد جعفریؒ، قرطاس پبلشرز، کراچی، ۲۰۱۵ء

الحلوانیؒ، ابو عبداللہ حسین بن محمد (الشیخ)، نزھۃ النواظر و تنبیہ الخواطر، تحقیق: مؤسسۃ الامام المھدی عج، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۰۸ھ

حلیؒ، ابو العباس احمد بن محمد بن فہد الاسدی (علامہ) م ۸۴۱ھ، عدۃ الداعی و نجاح الساعی، نشر الآداب، نجف اشرف، ۱۳۸۸ھ

خ

خرم مرادؒ، کارکنوں کے باہمی تعلقات، ادارہ مطبوعات طلبہ، لاہور، ۲۰۱۴ء

الخطیبؒ، ولی الدین محمد بن عبداللہ التبریزی (امام) م ۷۴۳ھ، مشکوٰۃ المصابیح، تحقیق محمد ناصر الدین البانیؒ، المکتب الاسلامی، دمشق، ایڈیشن: ۱، ۱۹۶۱ء

خلیفہ محمود (فضیلۃ الشیخ)، ۳۰ تذاکر لتدخل قلوب الناس، ترجمہ، حافظ عبدالجبار، مکتبہ بیت السلام، لاہور، ۲۰۱۵ء

د

الدزفولی، عباس المخبر (الشیخ)، قاموس الاخلاق و الحقوق، تحقیق: سعید المخبر، دار النشر، ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

الدعاس، احمد عبید (الشیخ)، ریاض الصالحات، ترجمہ: مولانا محمد ازہر، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۱ء

الدیلمی، حسن بن ابی الحسن (الشیخ)، اعلام الدین فی صفات المومنین، موسسۃ آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۸ھ

الدیلمی، حسن بن ابی الحسن (الشیخ)، ارشاد القلوب الی الثواب المنجی من عمل بہ من الیم العقاب، موسسہ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۲۲ھ

ذ

الزرندی، محمد بن یوسف (الشیخ) م ۷۵۰ھ، نظم الدرر السمطین، مکتبۃ الامام أمیر المومنین علیہ السلام، اصفہان، ۱۳۷۷ھ

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (امام) م ۷۴۸ھ، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (امام) م ۷۴۸ھ، کتاب الکبائر، حدیبیہ پبلیکیشنز، لاہور

زیدان، عبدالکریم (ڈاکٹر)، اصول دعوت، ترجمہ: گل زادہ شیرپاؤ، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۰ء

ر

راجی، محمد بن میرزا ابوالقاسم قزوینی (حجۃ الاسلام)، گنجینۂ نصائح، ترجمہ: محمد بشیر عالمی، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۱۴۳۵ھ

راغب اصفہانی، حسین بن محمد بن مفضل بن محمد (امام) م ۵۰۲ھ، محاضرات الادباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، المکتبۃ العامرۃ، مصر، ایڈیشن: ۱، ۱۳۲۶ھ

راغب اصفہانی، حسین بن محمد بن مفضل بن محمد (امام) م ۵۰۲ھ، مفردات القرآن، ترجمہ وحواشی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہٗ فیروز پوری، اسلامی اکادمی، لاہور، ۱۳۹۰ھ

روحانی، سید سعید، تاریخ اسلام در آثار استاد مطہری، جامعہ تعلیمات اسلامی، کراچی، ۲۰۱۵ء

رجبی محمود (حجۃ الاسلام)، انسان شناسی، ترجمہ: سید محمد عباس رضوی، مجمع جہانی اہل بیت، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۷ھ

Marfat.com

ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام، ترجمہ، مولانا اطہر علی مطہری، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۳ء

ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، المودۃ فی ضوالقرآن والسنۃ، بیت علمی موسسہ امام المنتظر، قم، ۱۴۲۰ھ

ری شہری، محمد محمدی (آیت اللہ)، موسوعۃ میزان الحکمۃ، دارالحدیث، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۵ھ

ز

زبیدیؒ، سید مرتضیٰ حسین بلگرامی مصری (محدث) م ۱۲۰۵ھ، اتحاف السادۃ المتقین، ضیاء الصالحین (ziaossalehin.ir)

الزحیلیؒ، وھبۃ (الدکتور)، الاسلام والشباب، ترجمہ، مفتی عبدالغفور، مکتبہ دارالقلم، کراچی، ایڈیشن: ۲، ۲۰۰۳ء

زیدی، تاجدار حسین (سید)، سیرت مرسل اعظم ﷺ نہج البلاغہ کے آئینے میں، ویب ایڈریس (www.balaghah.net)، ۵ فروری ۲۰۱۶ء

زین العابدین رضی اللہ عنہ، ابو محمد علی بن حسین بن علی (امام) م ۹۵ھ، الصحیفۃ السجادیۃ الجامعہ، ترجمہ، مفتی جعفر حسینؒ، جامعۃ الکوثر، اسلام آباد، جنوری ۲۰۰۶ء

س

السعدیؒ، عبدالرحمٰن بن ناصر (الشیخ)، سعادت مند زندگی کے اسباب، مکتبہ رشیدیہ سلفیہ، فیصل آباد، بن ندارد

سلیم، ابو عبدالرحمٰن عمرو بن عبدالمنعم (الشیخ)، الزوج الساحر والزوجۃ الساحرۃ، ترجمہ: ابوالقاسم حافظ محمد حماد، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۱ء

السمرقندیؒ، ابوللیث نصر بن محمد بن ابراہیم (امام)، تنبیہ الغافلین، ترجمہ، عبدالنصیر علوی، مکتبۃ العلم، لاہور

السہیلیؒ، ابوالقاسم عبدالرحمٰن (امام) م ۵۸۰ھ، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، تحقیق، عبداللہ منشاوی، دارالحدیث، القاہرۃ

سیالکوٹیؒ، حکیم محمد صادق (مولانا)، ریاض الاخلاق، تخریج و تحقیق، الشیخ عبدالمحسن، نعمانی کتب خانہ، لاہور، اگست ۲۰۰۴ء

Marfat.com

سیالوی، محمد دین (مولانا)، دانش حجاز، جامعہ رحمانیہ رضویہ، سوہاوہ ضلع جہلم، ۲۰۰۳ء

السید، فتحی مجدی (فضیلۃ الشیخ)، المراۃ المثالیۃ فی نظر الاسلام، مکتبۃ دار السلام، الریاض، ۱۴۲۸ھ

السیوطیؒ، ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش، مکتبۃ المدینہ، کراچی، نومبر ۲۰۱۴ء

السیوطیؒ، ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، جامع الاحادیث، دار الفکر، بیروت

السیوطیؒ، ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، جمع الجوامع المعروف بالجامع الکبیر، مجمع البحوث الاسلامیہ، الازہر الشریف، ۱۴۲۶ھ

السیوطیؒ، ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین بن محمد جلال الدین (امام) م ۹۱۱ھ، نور الصدور فی شرح القبور، ترجمہ: مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ، دار الاشاعت، کراچی، سن ندارد

سیوہارویؒ، محمد حفظ الرحمٰن (مولانا)، اخلاق اور فلسفۂ اخلاق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۷۶ء

ش

الشامیؒ، محمد بن یوسف الصالحی (امام)، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، تحقیق، مصطفی عبد الواحد، لجنۃ الاحیا لتراث الاسلامی، القاہرۃ، ۱۳۹۲ھ

الشامیؒ، صالح احمد (الشیخ)، مواعظ الصحابۃ رضی اللہ عنھم، المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر، بیروت، ۱۴۲۶ھ

شاوی، ابوعلی (الدکتور)، اعمال القلوب، ترجمہ: مولوی عمران رزاق، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ۲۰۱۳ء

الشریف الرضیؒ، ابوالحسن محمد بن حسین بن موسیٰ (سید) م ۴۰۶ھ، نہج البلاغۃ، ترجمہ سید رئیس احمد امروہوی و الآخرون، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، نومبر ۱۹۸۱ء

الشعرانیؒ، ابوالمواھب عبد الوھاب بن احمد بن علی (امام)، آداب الصحبۃ، تحقیق: عباس یوسف الشامی، دار الفارابی، ۱۴۰۴ھ

الشعرانیؒ، ابوالمواھب عبد الوھاب بن احمد بن علی (امام)، احوال الصادقین (ترجمہ تنبیہ المغترین)،

Marfat.com

ترجمہ: مولانا حبیب احمد کیرانویؒ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۱۴۲۷ھ

شفیعؒ، محمد (مفتی)، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۷۶ء

شفیق الرحمٰن، سید (ڈاکٹر)، اہل سنت کا منہج تعامل کتاب وسنت اور فہم سلف کی روشنی میں، منبر التوحید والسنۃ، سن ندارد

شلبیابیہ، ابوعبداللہ مصطفیٰ بن العدوی (الشیخ)، فقہ الاخلاق والمعاملات مع المومنین، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۳۵ھ

شمسی، حسان (الدکتور)، کیف تربی ابناءک فی ھذا الزمان، ترجمہ مولانا ثناءاللہ محمود، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، دسمبر ۲۰۱۲ء

شہرستانیؒ، محمد بن عبدالکریم (امام) م ۵۴۸ھ، الملل والنحل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۷ء

شیرازیؒ، خواجہ شمس الدین محمد (حافظ) م ۷۹۱ھ، دیوان حافظ شیرازی، نشر دانش، قم، ۱۴۰۰ھ

شیرازی، ناصر مکارم (آیت اللہ) والآخرون، تفسیر نمونہ، ترجمہ، سید صفدر حسین نجفیؒ، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۱۴۱۷ھ

ص

الصادقؒ، ابوعبداللہ جعفر بن محمد (امام) م ۱۴۸، مصباح الشریعہ ومفتاح الحقیقۃ، شارح: حسن المصطفوی، انتشارات قلم، تہران، ایڈیشن: ۱، ص ۱۳۶۳ھ

صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، امالی الصدوق، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت

صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، جامع الاخبار، ظفر شمیم پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء

صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، فضائل الاشہر الثلاثۃ، تحقیق: غلام رضا عرفانیان، مطبعۃ الآداب، قم، ۱۳۹۶ھ

صدوقؒ، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، کتاب المواعظ، ترجمہ: محمد حسن، جامعۃ الزہرا (س)، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء

Marfat.com

صدوقؒ، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (الشیخ) م ۳۸۱ھ، من لا یحضر الفقیہ، الکساء پبلشرز، کراچی

صدیقی، محمد عارف (ڈاکٹر)، ستاروں سے آگے، ڈسٹری بیوٹر: سانجھ پبلیکیشنز، لاہور، ایڈیشن: ۱۸، ۲۰۱۶ء

صدیقی، محمد یسین مظہر (ڈاکٹر)، عہد نبوی میں تمدن، دار النوادر، لاہور، ۱۴۳۲ھ

الصلابی، علی محمد (ڈاکٹر)، السیرۃ النبویۃ، ترجمہ، مولانا محمد یونس والآخرون، دار السلام، لاہور، ۱۴۳۳ھ

ط

الطباطبائیؒ، سید محمد حسین (آیت اللہ) م ۱۴۰۱ھ، سنن النبی (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام)، ملحقات، محمد ھادی فقیھی، موسسۃ النشر الاسلامی، قم، ایڈیشن: ۲، ۱۴۲۲ھ

طبرانیؒ، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، المُعجم الکبیر، دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع، ایڈیشن: ۱، سن ندارد

طبرانیؒ، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، المُعجم الاوسط، دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع، ایڈیشن: ۱، سن ندارد

طبرانیؒ، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (امام) م ۳۶۰ھ، مکارم الاخلاق، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ایڈیشن: ۱۰، اپریل ۲۰۱۶ء

طبرسیؒ، ابو علی فضل بن حسن بن فضل (علامہ) م ۵۴۸ھ، مکارم الاخلاق، تحقیق: علاء آل جعفر، موسسۃ النشر الاسلامی، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ

الطبرسیؒ، ابو الفضل علی (محدث)، مشکاۃ الانوار فی اخبار النبی و آلہ الاطھار، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، ایڈیشن: ۱، ۱۳۸۵ھ

الطبرسیؒ، میرزا حسین النوری (محدث)، م ۱۳۲۰ھ، مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل، موسسۃ آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث، قم

الطبریؒ، ابی جعفر محمد بن جریر (امام) م ۳۱۰ھ، تاریخ الامم والملوک، دار القاموس الحدیث، بیروت

الطرشہ، عدنان (الاستاذ)، ماذا یحب اللہ وماذا یبغض، دار الکتاب والسنۃ للنشر الدولی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۰ء

Marfat.com

طوسیؒ، عماد الدین ابوجعفر محمد بن علی (محقق) م ۴۶۰ھ، الامالی، دار الثقافہ، قم، ایران، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۴ھ

ع

العاملیؒ، زین الدین بن نور الدین العاملی (شہید ثانی) م ۹۶۵ھ، منیۃ المرید فی ادب المفید والمستفید، تحقیق: رضا المختاری، مکتب الاعلام الاسلامی، ایڈیشن: ۱، ۱۴۰۹ھ

عباس، تفسیر، درس گاہ صفہ کا نظام تعلیم و تربیت، زاویہ پبلشرز، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۴ء

عباس، تفسیر، رسول کریم ﷺ کا صبر و استقامت، زاویہ پبلشرز، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۶ء

العثیمینؒ، محمد بن صالح (فضیلۃ الشیخ)، نوجوانوں کی مشکلات اور ان کا حل، ترجمہ: عبدالرحمٰن عزیز، الفرقان ٹرسٹ، لاہور، س ن ندارد

العریفی، محمد عبدالرحمٰن (ڈاکٹر)، استمتع بحیاتک، ترجمہ، حافظ قمر حسن، مکتبۃ دار السلام، الریاض، ۱۴۳۳ھ

العسقلانیؒ، الحافظ احمد بن علی بن حجر (امام) م ۸۵۲ھ، فتح الباری، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ

علویؒ، خالد (ڈاکٹر)، خلق عظیم، دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد، ایڈیشن: ۲، ۲۰۰۵ء

العینیؒ، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد (علامہ) م ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

غ

غدیری، حسن رضا (آیت اللہ)، صحیفۂ علی علیہ السلام، الغدیر اکیڈمی، لاہور، ۱۴۲۲ھ

الغزالیؒ، ابو حامد محمد بن احمد (امام) م ۵۰۵ھ، احیاء العلوم الدین، تحقیق، سید عمران، دار الحدیث، القاہرۃ

الغزالیؒ، ابو حامد محمد بن احمد (امام) م ۵۰۵ھ، کیمیائے سعادت، تلخیص و ترجمہ: شاہد زبیر، بیکن بکس، ملتان، ۲۰۰۵ء

ف

فرام، ایرک (پروفیسر)، The art of loving، ترجمہ: نمر احمد، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۶ء

فرہادیان، رضا، نوجوانوں کے لئے جاننے کی باتیں، مطبوعات توحید، کراچی، ۱۹۹۷ء

Marfat.com

فضل اللہؒ، محمد حسین (آیت اللہ)، دُنیائے جوان، ترجمہ: سید سعید حیدر زیدیؒ، دار الثقلین، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۰ء

فوزی، رفعت عبدالمطلب (ڈاکٹر)، صحیفہ علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ، دار السلام للطباعة والنشر والتوزیع والترجمة، ۱۹۸۶ء

ق

قادرؒ، غلام (مفتی) م ۲۰۰۷ء، صراط مستقیم، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۷ء

القحطانی، محمد بن صالح (الشیخ)، تحفۃ للمریض، ترجمہ: مولانا خلیق الرحمٰن قدر، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۴ء

القرنی، عائض بن عبداللہ (الدکتور)، ثلاثون سببا للسعادۃ، ترجمہ: مولانا محمد کلیم خان، مکتبۃ الحفیظ، کراچی، ۲۰۱۵ء

القرنی، عائض بن عبداللہ (الدکتور)، لا تحزن، ترجمہ: غطریف شہباز ندوی، دار الابلاغ، لاہور، ۲۰۱۲ء

القشیریؒ، ابو الحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (امام) م ۲۶۱ھ، صحیح مسلم، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۸ء

قمیؒ، حاج عباس (شیخ) م ۱۳۵۹ھ، سفینۃ البحار، موسسۃ انتشارات فراھانی، ۱۳۸۸ھ

قمیؒ، حاج عباس (شیخ) م ۱۳۵۹ھ، کحل البصر فی سیرۃ سید البشر ﷺ، نشر عاشورا، ۱۳۸۵ھ

قمیؒ، حاج عباس (شیخ) م ۱۳۵۹ھ، ہدیۃ الاحباب فی المعروفین بالکنی والالقاب، موسسہ فرہنگی واطلاع رسانی تبیان، قم

ک

کارنیگی، ڈیل (پروفیسر)، دوستی اور مقبولیت کا فن، رابعہ بک ہاؤس، لاہور، ۲۰۰۰ء

کاندھلویؒ، محمد یوسف (مولانا)، حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ترجمہ، مولانا محمد احسان الحق، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، ۲۰۱۲ء

کراجکیؒ، ابو الفتح محمد بن علی (شیخ) م ۴۴۹ھ، معدن الجواہر وریاضۃ الخواطر، تحقیق: السید احمد الحسینیؒ، المکتبۃ المرتضویۃ، تہران ۱۳۹۴ھ

Marfat.com

کلینیؒ، ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الرازی (ثقۃ الاسلام) م ۳۲۹ھ، اصول کافی، مرکز بحوث دار الحدیث، قم، ۱۴۰۱ھ

کیرانویؒ، وحید الزماں قاسمی (مولانا)، القاموس الوحید، ادارۂ اسلامیات، لاہور

کیلانیؒ، محمد اقبال (مولانا)، دوستی اور دشمنی (کتاب وسنت کی روشنی میں)، حدیث پبلیکیشنز، لاہور، سن ندارد

گ

گلچر، موسیٰ کاظم، آداب معاشرت، ترجمہ: سہیل بن عزیز، ہارمنی پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء

گولن، محمد فتح اللہ، اسالیب دعوت اور مبلغ کے اوصاف، ترجمہ: محمد اسلام، ہارمنی پبلی کیشنز، اسلام آباد، ایڈیشن: ۳، ۲۰۱۲ء

ل

لاری، سید مجتبیٰ موسوی (آیت اللہ)، اخلاق اور روحانی نشوونما، ترجمہ، اسد علی شجاعتی، مجمع علمی اسلامی، کراچی، ۲۰۰۸ء

لنگرودی، تاج محمد (واعظ)، اخلاق انبیاء علیہم السلام، ترجمہ: سید ذوالفقار علی زیدی، الحرمین پبلشرز، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۴ء

م

مالکؒ، ابو عبداللہ بن انس الاصبحی (امام) م ۱۷۹ھ، المؤطا، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۵ء

الماوردیؒ، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب (امام) م ۴۵۰ھ، البغیۃ العلیا فی ادب الدنیا والدین، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود، بیت العلوم، لاہور، سن ندارد

مجاہد، عبدالمالک، قصص ذھبیۃ من حیاۃ سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، مکتبۃ دار السلام، الریاض، ۱۴۳۲ھ

مجلسیؒ، محمد باقر بن محمد تقی (علامہ) م ۱۱۱۱ھ، بحار الانوار، مؤسسۂ مطالعات وتحقیقات فرہنگی، تہران، سن ندارد

المحاسبیؒ، ابو عبداللہ الحارث بن اسد (امام) م ۲۴۳ھ، رسالۃ المسترشدین، ترجمہ: قاضی اسامہ عبدالحق، زم

Marfat.com

زم پبلشرز، کراچی

محسنی، محمد آصف (آیت اللہ)، قوانین زندگانی انسان در قرآن، جامعہ تعلیمات اسلامی، کراچی، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۵ء

محمود، ابراہیم (الشیخ)، خلق المسلم، ترجمہ: مولانا احسان اللہ، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ۲۰۱۴ء

المسدی، محمد یاسر (الدکتور)، حاسبوا انفسکم، ترجمہ: مولوی محمد صادق شبیر، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ۲۰۱۳ء

المصری، محمد محمود (فضیلۃ الشیخ)، لا تحزن، ترجمہ، ڈاکٹر مفتی ثناء اللہ محمود، ادارہ دعوت وتبلیغ، کراچی، ۲۰۱۴ء

المصطاوي، عبدالرحمٰن، دیوان الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۳۲ھ

معتزلیؒ، ابن ابی الحدیدؒ (علامہ)، شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، دار احیاء الکتب العربیہ، القاھرۃ، ۱۹۶۱ء

معروف، نائف محمود (الدکتور)، طرائف و نوادر من عیون التراث العربی، ترجمہ: مولانا محمد قاسم، ادارہ اسلامیات، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۵ء

مفیدؒ، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان العکبری البغدادی (الشیخ) م ۴۱۳ھ، الاختصاص، الموتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفید، قم

مفیدؒ، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان العکبری البغدادی (الشیخ) م ۴۱۳ھ، الحکایات، الموتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفید، قم، ایڈیشن: ۱، ۱۴۱۳ھ

المنجد، محمد صالح (فضیلۃ الشیخ)، اعمال القلوب، ترجمہ، فضل الرحمٰن رحمانی ندوی، الفرقان ٹرسٹ، مظفر گڑھ

المنذریؒ، ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی الشامی المصری (حافظ) م ۶۵۶ھ، الترغیب والترھیب، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۶ھ

الموسوی، سلام الحاج (الشیخ)، قضاء الحوائج بالادعیۃ والاعمال المستجابۃ، دارالارشاد، بیروت

مہر، امیر الدین (پروفیسر)، گفتگو کا سلیقہ، فضلی سنز، کراچی، ایڈیشن: ۲، ۲۰۱۰ء

Marfat.com

ن

النابلی، ابوعبداللہ حمزہ (الشیخ)، تذکیر المسلمین باھمیۃ الرفق واللین ، الھدیٰ پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اسلام آباد

نجفی محمد حسن (شیخ)، جواہر الکلام، دارالکتب الاسلامیۃ، ایڈیشن: ۷، ۱۳۹۲ھ

ندوی، محمد رضی الاسلام (ڈاکٹر)، تذکیر، ماہانہ جائزہ نشست، جماعت اسلامی ہند، ابوالفضل انکلیو نئی دہلی ۳۰ فروری ۲۰۱۷ء

النسائیؒ، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی (امام) م ۳۰۳ھ، سنن النسائی، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

نعیمیؒ، احمد یار خان (مفتی)، تفسیر نورالعرفان فی حاشیہ قرآن نعیمی کتب خانہ، گجرات

نورسی، بدیع الزماں سعید (علامہ)، رسائل نور کلیات نسل پبلشرز، استنبول، ۱۹۹۶

النوویؒ، ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م ۶۷۶ھ، ریاض الصالحین، دارالسلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور، سن ندارد

النوویؒ، ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م ۶۷۶ھ، المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیا التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ

و

وحید الزمانؒ (علامہ)، اسرار اللغہ معہ انوار اللغۃ (لغات الحدیث)، میر محمد کتب خانہ، کراچی

ھ

الھیثمیؒ، نورالدین علی بن ابی بکر (الحافظ) م ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد، دارالکتاب، بیروت، ۱۹۹۴ء

ہیکو ازتسو، توشی (پروفیسر)، دینی اخلاقیات کے قرآنی مفاہیم، ترجمہ، ڈاکٹر محمد خالد مسعود، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۰۵ء

ی

یحییٰ، یحییٰ بن ابراہیم (الدکتور)، نفحۃ عبیر من سیرۃ البشیر النذیر، ترجمہ، خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ، الفیصل ناشران

Marfat.com

دتا جران کتب، لاہور، ایڈیشن: ۱، ۲۰۱۲ء

یزدی محمد تقی مصباح (آیت اللہ) محمد پیغمبر اسلام ﷺ کلمات قصار، مجمع جہانی اہلبیت، قم المقدسہ، ۱۳۸۵ھ

یعقوبیؒ، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح (علامہ) م ۲۸۴ھ، تاریخ الیعقوبی، دار صادر، بیروت، سن ندارد

یکن، فتحی (ڈاکٹر)، ماذا یعنی انتمائی للاسلام، ترجمہ: ڈاکٹر محمد علی غوری، دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد، ۲۰۰۲ء

یوسف، صلاح الدین (حافظ)، احسن البیان، دار السلام، الریاض، سن ندارد

☆☆☆

Marfat.com